مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الاحزاب ۴۰)
دلائلِ ختمِ نبوّت
مع
ردِّ قادیانیّت
اس کتاب میں آپ ملاحظہ کریں گے
دلائل ختم نبوت از قرآن، حدیث
اقوال صحابہ وائمہ دین
انکار ختم نبوت پر قادیانیوں کے اعتراضات کا
دندان شکن جواب
اللہ ورسول، انبیاء کرام صحابہ اور اہل بیت
کی شان میں مرزا غلام احمد قادیانی کی گستاخیاں
مرزا کی جھوٹی پیش گوئیوں کا عبرتناک انجام
اور مسئلہ حیات مسیح
تصنیف
مفسر قرآن شارح سنن ابوداؤد ابن ماجہ وطبرانی صغیر
علامہ حافظ قاری محمد طیب نقشبندی دامت برکاتہم
ناظم جامعہ رسولیہ اسلامک سنٹر مانچسٹر انگلینڈ
ناشر: مکتبہ برہان القرآن
مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور
0321-4298570
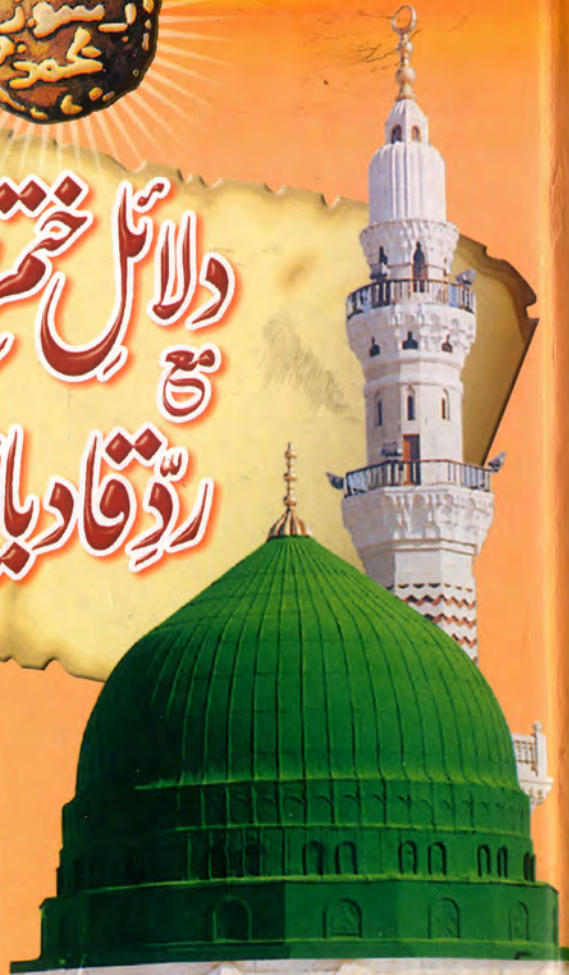
بسم الله الرحمن الرحيم

دیدارِ مصطفیٰ ﷺ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْحَبِيْبِ الْعَالِی الْقَدْرِ الْعَظِيْمِ الْجَاهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ
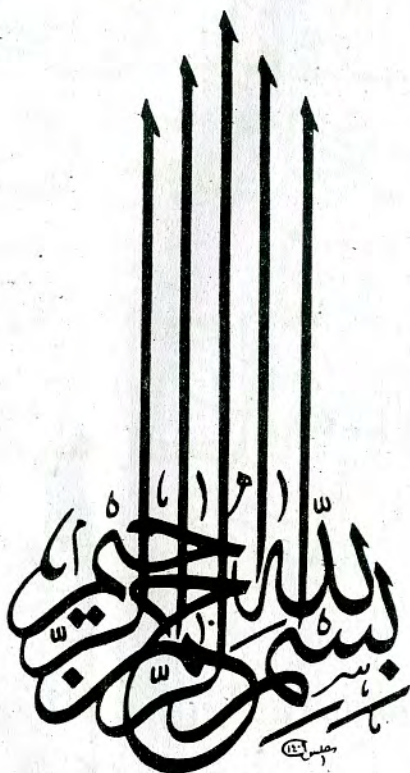
بزرگوں نے فرمایا کہ جو شخص ہر شبِ جُمعہ (جمعہ اور جمعرات کی درمیانی رات) اس درود شریف کو پابندی سے کم از کم ایک مرتبہ پڑھے گا، موت کے وقت سرکارِ مدینہ ﷺ کی زیارت کرے گا اور قبر میں داخل ہوتے وقت بھی یہاں تک کہ وہ دیکھے گا کہ سرکارِ مدینہ ﷺ اُسے قبر میں اپنے رحمت بھرے ہاتھوں سے اُتار رہے ہیں۔ (افضل الصلوٰۃ علی سید السادات)

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الاحزاب ۴۰)

دلائلِ ختمِ نبوّت
مع
ردِّ قادیانیّت

تصنیف

مُفسرِ قرآن شارحِ سُنن ابُوداؤدؒ ابن ماجہؒ وطبرانی صغیر

علّامہ حافظ قاری مُحمّد طیّب نقشبندی

ناظم جامعہ رسُولیہ اسلامک سنٹر مانچسٹر انگلینڈ

ناشر: مکتبہ بُرھان القرآن

مرکز الاویسؒ داتا دربار مارکیٹ لاہور 0321-4298570

نام کتاب	دلائل ختمِ نبوت و ردِّ قادیانیت
مصنف	علامہ قاری محمد طیب نقشبندی
طباعت اوّل	رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ بمطابق جولائی 2013
صفحات	379
بااہتمام	محمد نعمان رضا

ملنے کے پتے

دارُ النور	دربار مارکیٹ لاہور
مکتبہ غوثیہ	پرانی سبزی منڈی کراچی
اسلامک بک کارپوریشن	کمیٹی چوک راولپنڈی
مکتبہ فیضانِ مدینہ	مدینہ ٹاؤن، سردار آباد (فیصل آباد)

Find us in UK

UK Branch: **Jamia Rasolia Islamic Center**

250 Upper Chorlton Road Old Trafford Manchester M160BL

Mob: 077868834

فہرست مضامین

ابتدائی باتیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ اٰخر الانبیاء و افضل المرسلین وعلیٰ اٰلہ وصحبہ اجمعین۔ اما بعد

اللہ رب العزت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی اور رسول بنایا ہے آپ کے بعد کسی کو نبوت و رسالت نہیں دی جائے گی۔ قرآن کریم کی آیات بینات کی ایک کثیر تعداد اور احادیث نبویہ کا ایک عظیم ذخیرہ نصوص قطعیہ کی صورت میں اس پر دلالت کرتا ہے اور صحابہ کرام سے لے کر آج تک پوری اُمّتِ مسلمہ کا اس عقیدہ پر اجماع مسلسل چلا آیا ہے۔ تاریخ اسلام کے خلیفۂ اوّل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے تقرر کے بعد تمام صحابۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جس امر پر اجماع ہوا وہ مسیلمہ کذّاب کے کفر و ارتداد اور اس کے واجب القتل ہونے پر تھا کیونکہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوّت کیا تھا۔

اس لیے قرآن و سنّت کا یہ قطعی فیصلہ ہے کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص کسی معنیٰ میں نبوّت حاصل نہیں کر سکتا۔ خواہ وہ اسے مستقل نبوت کا نام دے یا غیر مستقل نبوّت کا۔ خود کو حقیقی نبی کہے یا ظلی و بروزی نبی۔ بہر حال اس کی وہی سزا ہے جو صحابہ کرام نے مسیلمہ کذّاب کے لیے تجویز کی تھی۔

مگر بد قسمتی سے آج اُمّتِ مسلمہ ایک عظیم صدمے سے دوچار ہے۔ آج سے قریبًا ایک صدی قبل انڈیا کے ایک گاؤں ''قادیان'' کے رہنے والے ایک شخص ''مرزا غلام احمد قادیانی'' نے خود کو مسیح موعود قرار دے کر دعویٰ نبوت کیا اور کہا کہ وہ اُمّتی نبی ہے اور اس نے اتباعِ شریعت کی برکت سے نبوت پائی

ہے۔ اس کا دعویٰ تھا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل (سایہ) اور بُروز (نیا ظہور) ہے
اور فنا فی الرسول ہونے کی وجہ سے گویا وہ عینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوگیا ہے۔ اور
(معاذ اللہ) اس کے وجود اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں کوئی مغائرت نہیں
اس کا کہنا تھا کہ "چونکہ میں ظلی طور پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں پس اس طور سے
آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل
نہیں آیا۔ کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ لہٰذا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت
محمد تک ہی محدود رہی۔" (معاذ اللہ)۔ دیکھیے "ایک غلطی کا ازالہ" ص ۲۱۲ مندرجہ
روحانی خزائن جلد ۱۸۔

یہ اُمتِ مسلمہ کی بہت بڑی بد قسمتی تھی کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی ایسی
تحریروں کے باوجود بہت سے لوگ اس کے ہمنوا ہوگئے۔ اور رفتہ رفتہ ایک
مستقل گروہ پیدا ہوگیا جو خود کو احمدی کہلاتا ہے۔ مگر مسلمان انہیں مرزائی یا
قادیانی کہتے ہیں۔ اور وہ مرزا صاحب کو مسیح موعود اور نبی و رسول سمجھتے ہیں۔
اور ان کا عقیدہ ہے کہ نبوت اب بھی جاری ہے البتہ نئی شریعت نہیں آسکتی
اس پر وہ قرآن کریم اور احادیث سے بزعمِ خویش چند استدلالات بھی لاتے
ہیں۔ اور محدثین و فقہاء کی بعض عبارات کو بھی اپنی تائید میں قرار دیتے ہیں۔

اس لیے ہم نے اس مختصر کتاب میں قرآن و حدیث۔ اقوالِ صحابہ
ارشاداتِ ائمہ دین کی روشنی میں عقیدۂ ختم نبوت کی توضیح کی ہے اور مرزائیوں
کے دلائل کی حقیقت واضح کی ہے۔

پیشِ نظر کتاب کو دو ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا باب ختم نبوت
کے دلائل پر مشتمل ہے اور دوسرا مرزائیوں کے دلائل کے جوابات پر۔
آگے ہر باب مختلف فصول میں منقسم ہے۔

دُعا ہے پروردگارِ عالم اپنے حبیبِ لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ
میں احقاقِ حق اور ازہاقِ باطل کی توفیق مرحمت فرمائے۔ اور یہ تحریر اس
بندۂ سیاہ کار و گناہگار کے لیے ذریعۂ نجات بنائے۔ آمین

احقر

محمد طیب غفرلہ

باب اوّل

عقیدۂ ختم نبوت، قرآن وسنّت، اقوال صحابہ و اجماع اُمّت اور دلائل قطعیہ کی روشنی میں

فصل اوّل

ختم نبوّت آیات قرآنیہ کی روشنی میں

یوں تو قرآنِ کریم و فرقانِ حمید کی بہت سی آیات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری رسول ہونے اور آپ کے بعد کسی نئے نبی کے امتناع پر دلالت کرتی ہیں اور علماء نے اس پر طویل و محققانہ کلام کیا ہے۔ مگر اس مختصر کتاب میں ہم نے چند ہی آیات پر اکتفا کیا ہے مگر طرزِ استدلال کی نوعیت ایسی رکھی ہے کہ دیگر متعدد آیات کی بھی ختم نبوت پر دلالت واضح ہوگئی ہے۔

پہلی آیت وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ۔

اور جو لوگ اس (وحی) پر ایمان ہیں جو آپ کی طرف اتاری گئی اور اس (وحی) پر بھی جو آپ سے پہلے

اُتاری گئی۔ سورہ بقرہ آیت ۴

اس آیت مبارکہ میں اہل ایمان کی یوں تعریف کی گئی ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی وحی پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور آپ سے پہلے دیگر انبیاء پر جو وحی نازل ہوچکی اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ اگر آپ کے بعد بھی سلسلۂ وحی جاری ہوتا اور انبیاء کی آمد منقطع نہ ہوگئی ہوتی تو ضروری تھا کہ یہ بھی کہا جاتا۔ وَمَآ یُنْزَلُ مِنْ بَعْدِکَ۔ یعنی جو آپ کے بعد وحی آئے گی اس پر بھی اہل ایمان اعتقاد رکھتے ہیں۔ پتہ چلا نبی صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ پر نازل ہونے والی وحی آخری وحی ہے آپ کے بعد نہ کوئی نبی ہے اور نہ وحی۔

قرآن کریم میں اس مضمون کی اور بھی بہت سی آیات ہیں۔ مثلاً

۱۔ وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَلَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۔ (سورہ زمر آیت ۶۵)

ترجمہ: اور آپ کی طرف وحی کی گئی اور آپ سے پہلے انبیاء کی طرف کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے اعمال کارت ہوجائیں گے اور تم نقصان اُٹھاؤ گے۔

۲۔ وَکَذٰلِکَ یُوْحِیْٓ اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ اللّٰہُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔ (سورہ شوریٰ آیت ۳)

ترجمہ: اور اسی طرح آپ کی طرف اور آپ سے پہلے انبیاء کی طرف اللہ غالب و دانا ہی وحی کرنے والا ہے۔

۳۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَکَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ
(سورہ انبیاء آیت ۷)

ترجمہ: اور آپ سے قبل ہم نے صرف مرد ہی رسول بنائے کہ جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے۔

۴- اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۔ (سورہ نساء آیت ۶۵)

ترجمہ: کیا آپ نے ان لوگوں کی طرف نہ دیکھا جو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اس وحی پر ایمان لائے جو آپ پر نازل کی گئی اور جو آپ سے پہلے اتاری گئی۔

۵- لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۔

ترجمہ: مگر ان میں علم میں گہرائی رکھنے والے اور اہل ایمان۔ اس وحی پر ایمان رکھتے ہیں جو آپ کی طرف اُتاری گئی اور آپ سے پہلے اُتاری گئی۔

سوال یہ ہے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی وحی جاری تھی اور اس پر ایمان لانا بھی ضروری تھا تو کیا اللہ نے ایمان کا ایک حصہ ذکر نہ کر کے لوگوں کو دھوکے میں مارا ہے؟ (معاذ اللہ)

معلوم ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی یا رسول نہیں آسکتا کیونکہ آپ پر سلسلۂ وحی ختم کر دیا گیا ہے۔ اور نبوت وحی کے بغیر قائم ہی نہیں ہو سکتی۔ خواہ وہ نبوت نئی شریعت کے ساتھ ہو یا شریعت کے بغیر کیونکہ وحی کے ساتھ ہی کسی کو اس کے نبی ہونے سے خبردار کیا جاتا ہے۔ اس پر مفصل بحث آگے آئے گی۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی جن کی بعض عبارات سے مرزائی جماعت بڑے شد و مد سے استدلال لاتی ہے۔ اس مقام پر صاف فرماتے ہیں۔

اِنَّ سَبِيْلَ الْوَحْيِ اِنْقَطَعَ بِمَوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ...... لِمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ

بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے ساتھ ہی سلسلۂ وحی منقطع ہو گیا ...... کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اور تحقیق آپ کی طرف وحی کی گئی اور آپ

قَبْلِكَ وَلَمْ يُذْكَرْ وَحْيًا بَعْدَهٗ ۔

سے پہلے (انبیاء) کی طرف" اور آپ کے بعد کسی وحی کا ذکر نہیں کیا گیا۔

فتوحات مکیہ جلد سوم ص۲۳۸ باب ۳۵۲

دوسری آیت — وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ۔ (سورہ آل عمران ۸۱)

اور یاد کرو جب اللہ نے تمام انبیاء سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دے دوں۔ پھر تمہارے پاس وہ رسول آجائے جو تمہاری بات کی تصدیق کرنے والا ہے تو اس پر ضرور ایمان لاؤ گے اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔

اللہ رب العزت نے ہر ایک پیغمبر سے عہد لیا کہ جب وہ دنیا میں خدا کا پیغام لے کر جائے اور اس کی موجودگی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئیں تو اسے آپ پر ایمان لانا ہوگا اور آپ کی مدد کرنا ہوگی۔ اور آپ وہ رسول ہیں جو تمام انبیاء کی تصدیق کرنے والے ہیں۔

اگر آپ سب سے آخر میں آنے والے نبی شمار نہ کیے جائیں تو آپ تمام انبیاء کے لیے مصدِّق نہیں بن سکتے۔ بلکہ بعد میں آنے والا نبی آپ کا مصدِّق بنے گا۔ پتہ چلا آپ ہی سب سے آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

تیسری آیت — اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۔ (سورہ مائدہ آیت ۳)

آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔

اُمّتِ مسلمہ کو اس آیت میں وہ عظیم الشان بشارت دی گئی ہے کہ علماءِ یہود اس پر رشک کرتے رہ گئے اور پکار اُٹھے کہ اگر ایسی آیت ہماری کتاب میں نازل ہوتی تو ہم اس دن کو ہمیشہ کے لیے عید کا دن بنا لیتے۔

اللہ نے ہمارے لیے دینِ کامل کا اعزاز جاری فرمایا، اس کا مفہوم یہ ہے کہ ہمیں ایسا کامل نظامِ حیات دے دیا گیا جس میں کوئی کمی اور تشنگی نہیں اور نہ ہی اس پر کوئی اضافہ ممکن ہے۔ وہ تمام عقائد جن پر اخروی نجات موقوف ہے قرآن و سنّت میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔ اور وہ سب اعمالِ حسنہ جو انسانیت کی تعمیر کرتے اور انسان کو جہنّم سے بچاتے ہیں۔ اور وہ سب افعال جو انسان کو مقامِ انسانیت سے گراتے اور اسے جہنّم کا مستحق بناتے ہیں۔ سب کھول کھول کر بیان کر دیئے گئے ہیں۔ عبادات۔ معاملات۔ حقوق اللہ حقوق العباد۔ انسان کی اجتماعی زندگی اور انفرادی زندگی، الغرض ہر شعبۂ حیات پر کامل روشنی ڈال دی گئی ہے۔ اور علماء و مشائخ اُمّت کو ان تمام احکامِ شرعیہ اور مسائلِ دینیہ سے آگاہ کر رہے ہیں۔ ہر فرد تک خدائی پیغام پہنچ رہا ہے اور تاحشر پہنچتا رہے گا۔ جدید ترین اعداد و شمار کے مطابق اس وقت سب سے بڑھ کر تیزی سے ترقی کرنے والا مذہب اسلام ہے۔ مسلمانوں کی تعداد دوسرے ادیان کے ماننے والوں کے مقابلہ میں تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ اور یہ سب مبلغینِ اسلام کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ اس لیے کسی نئی نبوّت اور نئی رسالت کی ضرورت نہیں۔ خواہ وہ نبوّت تشریعی ہو یا غیر تشریعی۔

اسی حقیقتِ کبریٰ کا اعتراف مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ نبوت سے قبل ان الفاظ میں کیا تھا۔

فَلَا حَاجَةَ لَنَا اِلٰی نَبِیٍّ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اَحَاطَتْ بَرَکَاتُهٗ کُلَّ اَزْمِنَةٍ وَفُیُوْضُهٗ وَارِدَةٌ عَلٰی قُلُوْبِ الْاَوْلِیَاءِ وَالْمُحَدِّثِیْنَ بَلْ عَلَی الْخَلْقِ کُلِّهِمْ۔

ہمیں جنابِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں۔ جبکہ آپ کی برکات نے سب زمانوں کو گھیر رکھا ہے اور آپ کے فیوض اولیاء اور محدثین بلکہ ساری خلقِ خدا کے قلوب پر وارد ہو رہے ہیں۔

تحفۂ بغداد ص ۲۴ مندرجہ روحانی خزائن جلد

مرزا قادیانی نے یہ کتاب "تحفۂ بغداد" ۱۸۹۳ء میں عربی زبان میں لکھ کر مختلف اسلامی ممالک میں بھجوائی۔ اس وقت وہ خود کو نبی نہیں کہتے تھے مگر ۵ نومبر ۱۹۰۱ء میں انہی مرزا صاحب نے "ایک غلطی کا ازالہ" نامی اشتہار شائع کر کے ہندوستان کے طول و عرض میں بھجوایا اور بڑی شدو مد کے ساتھ اپنے نبی اور رسول ہونے کا ببانگ دہل اعلان کر دیا۔ اور کہا کہ خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا ہے۔ ایک غلطی کا ازالہ ص ۲۱۶ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۸

قادیانیوں سے ہمارا انصاف کے نام پر سوال ہے کہ مرزا صاحب کے اپنے اعتراف کے مطابق ۱۸۹۳ء میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات نے تمام زمانوں کا احاطہ کر رکھا تھا اور محدثینِ ملت اور اولیاءِ اُمّت کے قلوب فیوضاتِ محمدیہ سے بھرے جا رہے تھے اس لیے کسی نئے نبی کی ضرورت نہ تھی۔ تو کیا ۱۹۰۱ء تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات کا سلسلہ ختم ہو گیا تھا اور کیا آپ کے فیوض اولیاء و محدثین کے قلوب پر وارد ہونا بند ہو گئے تھے کہ ایک نئے نبی کی ضرورت پڑ گئی؟

یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ آقائے دو عالم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی رحمتیں آج بھی پوری کائنات پر برس رہی ہیں۔ اور اولیاء و محدثین

کے سینے آج بھی رسالتِ محمدیہ کے فیضان سے مالا مال ہیں اس لیے کسی نئے نبی کی نہ آج ضرورت ہے نہ قیامت تک ضرورت پڑے گی۔ فالحمد للہ علی ذٰلک۔

چوتھی آیت۔ قُلْ یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا۔ (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) آپ فرما دیں! اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

(سورہ اعراف آیت ۱۵۸)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روئے زمین پر بسنے والے تمام انسانوں کے لیے رسول ہیں۔ زمین کا کوئی حصہ ایسا نہیں جو آپ کی نبوت کے دائرہ سے باہر ہو اور وہاں کسی اور نبی کی گنجائش ہو۔ آپ ہر قوم کے نبی ہیں۔

چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ۔ اس کے سوا کچھ نہیں کہ آپ (عذاب خداوندی سے) ڈرانے والے اور ہر قوم کے راہنما ہیں۔

(سورۂ رعد آیت ۷)

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا۔ اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام انسانوں کے لیے بشارت سنانے اور ڈرانے والا بنا کر۔

(سورۂ سبا آیت ۲۸)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت اور رسالت ہر زمانہ۔ ہر مکان۔ اور ہر عالم پر محیط ہے۔ ارشادِ ربّ العزّت ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام

لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ جہانوں کے لیے رحمت بنا کر۔

(سورۂ انبیاء آیت ۱۰۷)

آپ جو کتاب لائے وہ تمام جہانوں کے لیے راہبر و راہنما ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا۔

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا۔ برکت والا ہے وہ پروردگار جس نے اپنے بندے (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) پر فرقان (قرآن) نازل کیا تاکہ وہ تمام جہانوں کے لیے ڈرانے والا بن جائے۔

(سورہ فرقان آیت ۱)

یہ تمام آیات بتلا رہی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تا قیامت ہر دور اور ہر قوم اور ہر علاقہ کے لیے رسول ہیں۔ اس لیے وعدۂ ربی کے مطابق ہر علاقہ کی ہر قوم کو قرآن و سنّت کا پیغام ملتا آیا ہے اور ملتا رہے گا۔ علماء دین، صوفیاء اور بزرگانِ کرام ہر علاقہ میں دین کی تبلیغ و اشاعت کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ اس لیے اب کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں۔ سارا جہان قرآن کے نور سے منوّر ہو رہا ہے۔

خود مرزا غلام احمد قادیانی کے قلم نے دعویٰ نبوت سے صرف چار سال قبل ۱۸۹۷ء میں اسی چمکتی ہوئی حقیقت کا ان الفاظ میں اعتراف کیا تھا:

"ضرورتیں نبوّت کا انجن ہیں۔ ظلماتی راتیں اس نور کو کھینچتی ہیں جو دنیا کو تاریکی سے نجات دے۔ اس ضرورت کے تحت نبوت کا سلسلہ شروع ہوا اور جب قرآنِ کریم کے زمانہ تک پہنچا تو مکمل ہو گیا۔ اب گویا سب ضرورتیں پوری ہو گئیں۔ اس سے لازم آیا کہ آپ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء تھے۔" ملفوظات جلد اول ص۵۸ مطبوعہ لندن

کر رہے ہیں۔ اور کرتے رہیں گے۔ اس نبی نے نیا کونسا کام کیا۔ اور خدائے سبوح وقدوس
کی شان اس سے کہیں بلند ہے کہ وہ عبث کام کرے۔ اِنَّہٗ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ اور
اگر وہ نیا نبی ایسے نئے علوم لے کر آئے گا جو قرآن میں نہیں ہیں تو معاذ اللہ آیت
مذکورہ جھوٹی اور باطل ٹھہری۔ اور ایسا کہنا کفر ہے۔

چھٹی آیت مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ۔
(سورہ احزاب آیت ۴۰)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ اور لیکن وہ اللہ کے رسول اور سب نبیوں میں سے آخری نبی ہیں۔

اس آیت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صراحتاً خاتم النبیین کا لقب عطا
فرمایا گیا۔ اور کثیر احادیث میں یہ صراحت موجود ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس کلمہ کی تشریح یوں فرمائی کہ۔ اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔
یعنی میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ احادیث اگلی فصل میں آ رہی ہیں
اور تمام مفسرین نے بھی بالاجماع اس کا معنیٰ آخری نبی لکھا ہے۔ چند مفسرین کے فیصلہ
کن اقوال ملاحظہ ہوں۔

۱۔ امام حافظ ابوالفدا ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
"یہ آیت اس امر پر نص ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور جب
نبی نہیں تو رسول بطریق اولیٰ نہیں۔ کیونکہ ہر رسول نبی ہے اور ہر نبی کے
لیے رسول ہونا ضروری نہیں۔ اور جماعت صحابہ کرام سے اس بارہ میں احادیث
متواترہ وارد ہیں"۔ (تفسیر ابن کثیر جلد سوم صد ۴۹۳)

۲۔ حضرت امام قرطبی رحمہ اللہ کا ارشاد گرامی ہے:
"جماعت علماء امت خلفاً وسلفاً اس پر متفق ہے کہ یہ آیت اپنے

عموم تام پر ہے۔ اور اس امر پر نص ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی
نبی نہیں آسکتا"۔ (تفسیر قرطبی جلد ۱۴ صد ۱۹۶)

۳۔ حجۃ الاسلام سیدنا امام غزالی رحمہ اللہ کا فرمان ہے:
"ساری امت مسلمہ نے اجماع کے ساتھ اس آیت کا یہی مفہوم لیا ہے
کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس میں نہ کوئی تاویل
ہے نہ تخصیص۔ اور اس کا منکر اجماع امت کا منکر ہے"۔
(الاقتصاد فی الاعتقاد صد ۱۲۳)

اور تو اور، خود مرزا غلام احمد قادیانی کی دعویٰ نبوت سے قبل کی تحریریں
پڑھیئے۔ اور حق وصداقت کی چمک دیکھئے۔ مرزا صاحب اپنی ابتدائی تصانیف
میں سے "تحفہ بغداد" میں جو عربی زبان میں ہے۔ لکھتے ہیں:

اَلَا تَعْلَمُ اَنَّ الرَّبَّ الرَّحِیْمَ الْمُتَفَضِّلَ سَمّٰی نَبِیَّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَاتَمَ الْاَنْبِیَآءِ بِغَیْرِ اِسْتِثْنَآءٍ وَفَسَّرَہٗ نَبِیُّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ قَوْلِہٖ: "لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ" بِبَیَانٍ وَّاضِحٍ لِّلطَّالِبِیْنَ۔
(تحفہ بغداد صد ۲ مندرجہ روحانی خزائن ۷)

کیا تم نہیں جانتے کہ خدائے رحیم و برتر نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام خاتم النبیین رکھا ہے جس میں کوئی استثناء نہیں۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تشریح ان الفاظ سے کر دی کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ یہ طالبین کے لیے واضح بیان ہے۔

اسی کتاب میں ایک اور جگہ حاشیے میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

وَلَا یَجِیْءُ نَبِیٌّ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا کیونکہ آپ

وَھُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَمَا كَانَ لِاَحَدٍ اَنْ يَّنْسَخَ الْقُرْاٰنَ بَعْدَ تَكْمِيْلِهٖ — خاتم النبیین ہیں۔ اور کسی کو یہ اختیار نہیں کہ قرآن کو جب کہ وہ مکمل ہوچکا منسوخ قرار دے۔

تحفہ بغداد ص ۱۹۹

مرزا صاحب نے یہ کتاب ۱۸۹۳ء میں لکھی اور ۵ نومبر ۱۹۰۱ء میں انہوں نے "ایک غلطی کا ازالہ" نامی اشتہار شائع کر کے اپنی نبوّت کا ڈھنڈورا پیٹنا شروع کر دیا جیسا کہ پیچھے گذرا، سوال یہ ہے کہ ۱۸۹۲ء میں جو قرآن منسوخ نہیں ہو سکتا تھا وہ صرف نو ۹ سال میں کس طرح قابل نسخ ہوگیا ؟ کیا مرزائی جماعت اس کی معقول وجہ پیش کر سکتی ہے ؟ مرزا صاحب کی مذکورہ بالا عبارت بتلا رہی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کرنا قرآن کو منسوخ قرار دینے کے مترادف ہے، تو آخر مرزا صاحب کو کس نے یہ اختیار دیا کہ قرآن کو منسوخ قرار دیں ؟ اگر مرزائی جماعت یہ کہے کہ مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت سے قرآن کا نسخ لازم نہیں آتا تو مرزا صاحب کے ہاتھ سے تحریر کردہ ان مذکورۃ الصدر عبارات کا کیا جواب ہے کہ قرآن نے کسی استثناء کے بغیر رسول کریم کو آخری نبی کہا ہے لہٰذا آپ کے بعد دعویٰ نبوت سے نسخِ قرآن لازم آتا ہے۔ اور اگر مرزائی یہ کہیں کہ ہاں قرآن کا منسوخ ہونا لازم آتا ہے اور واقعتاً لازم آتا ہے اور مرزا صاحب نے قرآن کی اس آیت کو منسوخ کیا ہے تو پھر قادیانیوں کو اپنی ایمانی حالت پر خود ہی غور کر لینا چاہیئے۔ کہ قرآن کو منسوخ قرار دینا کفر ہے کہ نہیں۔

اس آیت میں علوم و معارف اور مسائل کے خزانے بھرے ہیں۔ چند ایک ہم بیان کرتے ہیں۔

پہلا مسئلہ : اس آیت میں ارشاد ربّانی "ما كان محمد ابا احد من رجالكم" بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ ختم نبوت ہی کا بیان ہے جس کی وضاحت حبرِ اُمّت سید المفسرین سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما یوں

فرماتے ہیں :

عن ابن عباس : اِنَّ اللّٰهَ لَمَّا حَكَمَ اَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ لَمْ يُعْطِهٖ وَلَدًا ذَكَرًا يَصِيْرُ رَجُلًا — اللہ تعالیٰ نے جب یہ فیصلہ فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو آپ کو ایسا بیٹا نہ عطا فرمایا جو رجولیت کی عمر تک پہنچے۔ (تفسیر بغوی جلد سوم ص ۲۶۵)

یعنی پہلے انبیاء کرام کی طرح اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی ایسا بیٹا نہیں دیا جو بڑی عمر پاتا اور عمر کی اس منزل میں داخل ہوتا جس میں انبیاء کرام کو مبعوث کیا جاتا اور منصب نبوت سے سرفراز کیا جاتا تھا بلکہ آپ کی ساری نرینہ اولاد کو بچپن ہی میں اٹھا لیا گیا۔ جبکہ آپ کی سب صاحبزادیوں نے طویل عمر پائی ان کی شادیاں ہوئیں آگے اولاد ہوئی۔ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ عورت چونکہ نبی بن ہی نہیں سکتی یہی سنتِ الٰہیہ ہے۔ اس لیے آپ کی صاحبزادیوں کو لمبی عمر دی گئی، انبیاء صرف مردوں ہی میں اٹھائے گئے ہیں۔ اگر آپ کے صاحبزادوں میں کسی کو طویل عمر دی جاتی تو ممکن تھا اُمت میں سے بعض لوگ اسے آپ کے بعد نبی مان لیتے۔ اس لیے اللہ نے آپ کو بڑی عمر والا کوئی بیٹا نہ دیا۔ آگے اللہ نے استدراک کا کلمہ "لکن" استعمال کرتے ہوئے فرمایا، آپ اگرچہ جسمانی طور پر کسی مرد کے باپ نہیں۔ مگر روحانی طور پر سب مردوں کے باپ ہیں کیونکہ اللہ کے رسول ہیں۔ اور اُمّت کے لیے آپ کی شفقت اسی طرح ہے جیسے باپ کی اولاد کے لیے۔

آگے اللہ نے "خاتم النبیین" اس لیے فرمایا کہ آپ کی اپنی اُمّت کے لیے شفقت اور روحانی ابوّت پہلے انبیاء کی اپنی اُمتوں کے لیے ابوّت سے کہیں بڑھ کر ہے۔ جیسے کسی حقیقی باپ کو اگر علم ہو کہ میرے بعد میری اولاد کے امور کی نگرانی کرنے والا کوئی شخص موجود ہے تو وہ کئی امور اسی کے ذمے چھوڑ دیتا ہے اور اگر اسے

علم ہو کہ میرے بعد ایسا کوئی نہیں تو وہ اپنی اولاد کا کوئی کام نامکمل نہیں چھوڑتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی علم تھا کہ میرے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں اس لیے آپ کی رحمت اپنی اُمّت کے لیے سب انبیاء سے زیادہ رہی اور آپ کی اُمّت کے لیے دین مکمل کر دیا گیا۔ اور نعمت تمام کر دی گئی۔ (القرآن)

اس آیت میں آپ کو خاتم النبیین کہنے کا یہی سبب ہے۔ مزید تفصیل کے لیے تفسیر روح المعانی دیکھی جائے۔

دوسرا مسئلہ: اگر اللہ کو منظور ہوتا کہ آپ کا کوئی بیٹا بڑے ہو کر نبی بنتے تو یقیناً وہ صاحبِ شریعت نبی نہ ہوتا۔ وہ اپنے والد کی شریعت ہی کا متبع ہوتا۔ جیسے داؤد علیہ السلام کے بیٹے سلیمان علیہ السلام غیر صاحب شریعت نبی تھے ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے باوجود انبیاء ہونے کے ابراہیمی صحائف کے مبلّغ ٹھہرے اور ویسے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا آخری شریعت ہونا خود مرزائیوں کو بھی مسلم ہے۔ مگر اللہ کو منظور نہ تھا کہ آپ کے بعد کوئی غیر صاحبِ شریعت نبی بھی آئے اس لیے بقولِ حضرتِ ابن عباس رضی اللہ عنہما آپ کو بڑی عمر کا کوئی بیٹا عطا نہ فرمایا گیا۔ تاکہ آپ کے بعد ہر قسم کی نبوت کا تصور تک ختم ہو جائے۔ جب آپ کی صلبی اولاد نبوتِ غیر تشریعی یا نبوتِ غیر مستقلہ کی مجاز نہیں تو چودہ صدیوں کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی یا کوئی اور شخص کس طرح اس کا مجاز ہو سکتا ہے؟ اس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

تیسرا مسئلہ: ارشاد ربانی "خاتم النبیین" میں لفظ خاتم میں دو قراءات ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ ثابت ہیں۔ پہلی قراءت اسے تاء کے فتح (زبر) کے ساتھ خاتَم پڑھنا ہے اور دوسری تاء کے کسرہ (زیر) کے ساتھ خاتِم پڑھنا، اور دونوں میں سے ہر ایک کا معنیٰ آخری نبی ہی بنتا ہے۔ چنانچہ امام

قرطبی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

(وخاتم) قرأ عاصم وحده بفتح التاء بمعنى انهم به ختموا فهو كالخاتم والطابع لهم وقرأ الجمهور بكسر التاء بمعنى انه ختمهم اى جاء آخرهم۔

(تفسیر قرطبی جلد ۱۴ صـ۱۳۷)

خاتم، کو امام عاصم اکیلے نے تاء کے فتح سے پڑھا ہے۔ بایں معنیٰ کہ آپ کے ذریعہ سے آمدِ انبیاء کے سلسلہ پر مہر لگا دی گئی (یہ سلسلہ بند کر دیا گیا) اور جمہور قراء نے اسے تاء کے کسر کے ساتھ پڑھا ہے۔ بایں معنیٰ کہ آپ نے سلسلۂ انبیاء ختم کر دیا اور سب سے آخر میں آئے۔

ملا جیون رحمۃ اللہ تفسیراتِ احمدیہ میں فرماتے ہیں:

والمآل على كل توجيه هو المعنى الآخر ولذلك فسر صاحب المدارك قراءة عاصم بالآخر وصاحب البيضاوى كل القراءتين بالآخر۔

دونوں صورتوں میں نتیجہ ایک ہی ہے کہ خاتم کا معنیٰ آخری نبی ہے۔ اسی لیے صاحبِ تفسیر مدارک نے امام عاصم کی قراءت (خاتم) کا معنیٰ آخری نبی لکھا ہے اور بیضاوی نے دونوں قراءتوں کا معنیٰ آخری نبی لیا ہے۔

امام راغب اصفہانی علیہ الرحمہ مفردات میں فرماتے ہیں:

(وخاتم النبيين) لانه ختم النبوة اى تممها بمجيئه

اور خاتم النبیین (تاء کی زبر کے ساتھ) اس لیے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تشریف آوری سے نبوت ختم کر دی یعنی مکمل فرما دی۔

(مفردات الفاظ القرآن صـ۱۴۲)

امام محمود آلوسی بغدادی فرماتے ہیں :

والخاتم بفتح التاء اسم الة لما يختم به كالطابع لما يطبع به فمعنى خاتم النبيين، الذى ختم النبيون به ومآله آخر النبيين ..... وقراءة الجمهور وخاتِم بكسر التاء على انه اسم فاعل اى الذى ختم النبيين والمراد به آخرهم ايضاً۔

(تفسیر روح المعانی جلد ۲۲ صـ۳۷)

اور لفظ خاتَم (تاء کی زبر کے ساتھ) اس چیز کو کہتے ہیں جس سے مہر لگائی جائے۔ جیسے طابع وہ چیز ہوتی ہے جس سے کوئی شے چھاپی جائے۔ تو خاتم النبیین کا معنیٰ ہوا وہ ذات جس سے سلسلۂ انبیاء پر مہر کردی گئی۔ جس کا مطلب ہے آخری نبی اور جمہور نے اسے خاتِم (تاء کی زیر سے) بطور اسم فاعل پڑھا ہے بایں معنیٰ کہ آپ نے سلسلۂ انبیاء ختم کردیا۔ اس سے بھی آپ کا آخری نبی ہونا مراد ہے۔

یہ چند عبارات بطور مثال پیش کی گئی ہیں ورنہ اکثر و بیشتر مفسرین نے یہی لکھا ہے جس نے بھی ان قراءات کی تفسیر کی یہی کی ہے۔ اس سے وہ ابہام دور ہو گیا جو بعض مرزائیوں کی طرف سے پیدا کیا جاتا ہے کہ قرآنی ارشاد خاتم النبیین کا مطلب "انبیاء کی مہر" ہے۔ گویا انبیاء خواہ آپ سے پہلے ہوں یا بعد میں بہر حال ان پر آپ ہی کی مہر ہے۔ مگر یہ مطلب قطعی غلط ہے جو آج تک پوری امت میں سے کسی نے مراد نہیں لیا بلکہ آپ کا انبیاء کے لیے مہر ہونا اس معنیٰ میں ہے کہ جس طرح کسی پارسل کو بند کرکے ڈاک والے اس کے منہ پر مہر لگا دیتے ہیں اور اس کے بعد اس پارسل میں سے نہ کوئی چیز نکالی جاسکتی ہے نہ ہی کوئی نئی چیز داخل کی جاسکتی ہے اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اللہ رب العزت نے سلسلۂ انبیاء پر مہر اختتام ثبت کردی ہے۔ اب کوئی نیا نبی اس سلسلے میں داخل نہیں ہو سکتا، قرآن میں

ختم اللہ علی قلوبھم - کا بھی یہی معنیٰ ہے کہ اللہ نے ان کے دل بند کرکے ان پر مہر لگا دی ہے اب ان میں کسی طرح سے ہدایت داخل نہیں ہو سکتی۔

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے، خود مرزا غلام احمد قادیانی نے مہر لگا دینے کا مطلب سلسلۂ نبوت کو ختم کرنا لیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں :

اور کیونکر ممکن تھا کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی اور نبی اسی مفہوم تام اور کامل کے ساتھ جو نبوت تامہ کی شرائط میں سے ہے آسکتا .... لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائے گی؟ -

(ازالہ اوہام مندرجہ روحانی خزائن جلد سوم صـ۳۸۷ مطبوعہ لندن)

جب خود مرزا صاحب کے نزدیک خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے کہ سلسلۂ نبوت پر مہر لگ گئی ہے اور کوئی اور نبی نہیں آسکتا۔ تو اب مہر یا خاتم کے معنیٰ سے کوئی مرزائی کسی شخص کو اشتباہ میں نہیں ڈال سکتا۔

چوتھا مسئلہ: "النبیین"، جمع مذکر سالم معرف باللام ہے۔ اور لغتِ عرب کا قاعدہ ہے کہ جمع مذکر سالم پر لام تعریف آئے تو وہ عموم و استغراق کا فائدہ دیتا ہے۔ یعنی جمع اپنے تمام افراد کو گھیر لیتی ہے اگر کوئی ان میں سے خارج ہوگا تو صریح نص کی بنیاد پر۔ ورنہ نہیں۔ اس کی قرآن کریم میں کثیر مثالیں ملتی ہیں۔ جیسے رب العالمین۔ ولا الضالین، ھدًی للمتقین - وللکافرین عذاب الیم - وما یضل بہ الا الفاسقین - واللہ علیم بالظلمین - وغیر ذلک۔

بلکہ خود لفظ النبیین قرآن میں جہاں آیا ہے تمام افراد پر محیط ہے جیسے انعم اللہ علیھم من النبیین - واذ اخذ اللہ میثاق النبیین - وما اوتی النبیون من ربھم۔

معلوم ہوا خاتم النبیین میں لفظ "النبیین" تمام انبیاء کو محیط ہے اور ہر وہ ذات جو لفظِ نبی کا مصداق ہے خواہ وہ صاحبِ شریعت ہو یا نہ اس میں داخل ہے؟ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہر نبی کے لیے خاتم ہیں۔ اور اس کی نسبت سے آخری رسول ہیں۔ اس لیے نصِ قرآنی نے آپ کے بعد کسی طرح سے اور کسی معنیٰ میں کسی نئے نبی کی آمد کا تصور کلیتاً ختم کر دیا ہے۔ اب جو بھی ایسا دعویٰ کرے اسے پہلے قرآن کو منسوخ ماننا پڑے گا۔

ساتویں آیت | یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۔

(سورہ نساء آیت ۵۹)

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے اہلِ حکومت کی۔

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے فرض قرار دینے کے بعد حکومتِ اسلامیہ کے سربراہ کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور سربراہ کی اطاعت کا حکم اس لیے دیا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کا نفاذ کرتا ہے۔ گویا قیامت تک مسلمانوں پر دراصل اللہ تعالیٰ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی اطاعت لازم ہے۔ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی اُمت میں پیدا ہونے والا تھا خواہ وہ مرزا صاحب کے بقول ظلی ہو یا بروزی اور اس کی اطاعت بھی نبی اکرم کی اطاعت کے بعد لازم تھی تو اللہ نے اس کا ذکر کیوں نہ فرمایا۔ حالانکہ سربراہِ حکومت کی حکم عدولی بالاتفاق کفر نہیں صرف گناہ ہے اور نبی کی اطاعت نہ کرنا اور اسے نبی نہ ماننا کفر ہے۔ کتنی حیرت کی بات ہے کہ قرآن نے سربراہِ حکومت کی اطاعت کی تاکید تو فرما دی مگر آنے والے نبی جس کا انکار کر کے لوگ کافر ہو سکتے تھے کا ذکر ہی چھوڑ دیا؟ اگر مرزائی حضرات ذرہ بھی انصاف سے

کام لیں تو سمجھ جائیں کہ اللہ کے آخری پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی کا دین میں تصور ہی نہیں۔

آٹھویں آیت | فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَکَلِمٰتِہٖ وَاتَّبِعُوْہُ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ۔

(سورہ اعراف آیت ۱۹۴)

تو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ جو نبی امی ہیں جو اللہ پر اور اس کے کلمات پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور اس کی پیروی کرو تاکہ تم ہدایت پا سکو۔

اس آیت میں اللہ رب العزت نے اخروی نجات کا دارومدار اللہ اور اس کے حبیبِ مکرم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور ان کی اتباع کرنے کو قرار دیا ہے۔ اس مضمون کی آیات قرآن کریم میں دس یا بیس نہیں سینکڑوں کی تعداد میں ہیں چند ایک بطور نمونہ درج ذیل ہیں۔

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یُدْخِلْہُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ وَمَنْ یَّتَوَلَّ یُعَذِّبْہُ عَذَابًا اَلِیْمًا۔

(سورہ فتح آیت ۱۷ پارہ ۲۶)

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرے اللہ اسے ان باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ اور جس نے منہ پھیرا اسے وہ دردناک عذاب دے گا۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِہٖ یُؤْتِکُمْ کِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِہٖ وَیَجْعَلْ لَّکُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِہٖ وَیَغْفِرْ لَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آؤ، اللہ تمہیں اپنی رحمت کے دو حصے عطا فرمائے گا اور تمہارے لیے وہ نور پیدا کرے گا جس کی روشنی

رَحِیۡمٌ ۔

(سورہ حدید آیت ۲۸)

ہیں تم چلو گے اور تمہاری بخشش فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے ۔

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اٰمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ وَالۡکِتٰبِ الَّذِیۡ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ وَالۡکِتٰبِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ مِنۡ قَبۡلُ ۔

اے ایمان والو! اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اللہ نے اپنے رسول پر اُتاری ہے اور اس کتاب پر جو اس سے پہلے نازل کی تھی ۔

(سورہ نساء آیت ۱۳۶)

وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوۡا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّھُوَ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّھِمۡ کَفَّرَ عَنۡھُمۡ سَیِّاٰتِھِمۡ وَاَصۡلَحَ بَالَھُمۡ ۔

اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے اعمال کیے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کچھ نازل کیا گیا اس پر ایمان لائے اور وہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے تو خدا ان کے گناہ مٹا دے گا اور ان کا معاملہ درست رکھے گا۔

(سورہ محمد آیت ۲)

وَیُطِیۡعُوۡنَ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ اُولٰٓئِکَ سَیَرۡحَمُھُمُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ ۔

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ انہی لوگوں پر خدا رحمت فرمائے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے ۔

(سورہ توبہ آیت ۷۱)

ان تمام آیات مقدسات میں اللہ رب العزت نے وعدہ فرمایا ہے اور اس وعدے کا نور پورے قرآن میں پھیلا ہوا ہے کہ جس شخص نے اللہ اور اس کے رسول پر پختہ ایمان رکھا اور ان کے احکامات کی پیروی کی تو

اللہ اُسے جنت عطا فرمائے گا اور اس کی نجات ہو جائے گی۔ اور یہ وعدہ قیامت تک کے لیے ہے اس میں کسی زمانے کا استثناء نہیں۔ کیونکہ حضور تا قیامت رسول ہیں مرزائیوں کو بھی اس کا زبانی اقرار ہے۔ اللہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کو اقرار کر لینے کے بعد اور آپ کی اطاعت کر لینے بعد نجاتِ اُخری کی ڈگری جاری فرما دی ہے۔ اسے آپ کے بعد کسی اور نئے نبی کے ماننے پر موقوف نہیں کیا۔ اب اگر آپ کے بعد کوئی شخص نئے سرے سے دعوائے نبوت کرتا ہے خواہ وہ ظلی یا بروزی شکل کا دعویٰ ہو اور اُمتِ مسلمہ اسے نبی ماننے اور اس کی اطاعت سے انکار کر دیتی ہے بلکہ اسے کافر قرار دیتی ہے جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ ہوا اور اُمتِ مسلمہ یہ موقف اختیار کرتی ہے کہ قرآن کریم کی صدہا آیات میں رب کریم نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہی میں نجات ہے اور ہم ان کی اتباع دل وجان سے کر رہے ہیں تو اب دو ہی صورتیں ہیں، یا تو اللہ رب العزت اپنا وعدہ پورا فرمائے گا اور نئے نبی کو نہ ماننے کے باوجود دامنِ رسول مدنی صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ رہنے کے سبب اُمتِ مسلمہ کی نجات ہو جائے گی اور یا پھر اللہ اپنے وعدے سے ہاتھ کھینچ لے گا اور فرمائے گا کہ تم رسولِ کائنات رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کے باوجود کافر ہو گئے جاؤ اس نئے نبی کے دامن سے لپٹ جاؤ وہیں تمہاری نجات ہے۔ کیونکہ تمہاری نجات کا وہ پیمانہ جو ہم نے قرآن میں جا بجا لکھا ہے وہ اب بدل گیا ہے۔

اگر پہلی صورت اختیار کی جائے تو اس کا معنیٰ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص نئے سرے سے دعویٰ حصول نبوت کرنے والا واقعتاً دجال و مکار اور کذاب ہے خواہ خود کو ظلی نبی کہے یا بروزی نبی۔ کیونکہ سچا نبی وہی ہو سکتا

ہے جس کا انکار کرنے والا کافر جہنمی ہو۔ جب اللہ نے اس کے انکار کے باوجود امت مسلمہ کو اتباعِ رسول کی بدولت حسبِ وعدہ نجات عطا فرما دی تو اس کا مکار و کذاب ہونا خود ظاہر ہو گیا۔

اور اگر دوسری صورت اپنائی جائے تو اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ نے اُمّت مسلمہ سے معاذ اللہ دھوکہ کیا ایک طرف تو وہ قرآن میں صدہا بار یہی کہتا رہا کہ اب جنت کا حصول میری اور نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع پر منحصر ہے اب تا قیامت نجات کا یہی ذریعہ ہے۔ مگر دوسری طرف اس نے ایک اور نبی نئے سرے سے تاجِ نبوت پہنا کر بھیج دیا۔ اور لوگ معاذ اللہ قرآن کے وعدے کے دھوکے میں آکر ایک سچے نبی کا انکار کر کے جہنمی اور کافر ہوتے چلے گئے۔

قادیانی دوستو! اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے یا تو رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کے نئے دعوے دار کو مکار و کذاب قرار دے کر قرآن کریم کے وعدۂ نجات پر ایمان رکھو اور یا اسے سچا نبی قرار دے کر معاذ اللہ خدائے صادق الوعد کو مکار و ظالم بنا ڈالو۔ تیسرا کوئی راستہ نہیں۔

نویں آیت | قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ۔

کہہ دو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو کچھ ہماری طرف اُتارا گیا اور جو کچھ ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور جو کچھ ان کی اولاد میں آنے والے انبیاء کی طرف اتارا گیا اور جو کچھ موسیٰ اور عیسیٰ کو اور دیگر تمام انبیاء کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا، اس سب پر ہم ایمان لائے۔ ہم کسی نبی اور دوسرے انبیاء کے درمیان فرق نہیں کرتے۔ اور ہم اللہ کے حکم پر جھکنے والے ہیں۔

(سورہ بقرہ آیت ۱۳۶ پارہ ۱)

اس مفہوم کی ایک اور آیت صرف چند کلمات کے اختلاف کے ساتھ سورہ آل عمران آیت ۸۴ میں بھی ہے۔ ان دونوں آیات میں اللہ نے حکم دیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اترنے والی وحی اور آپ سے پہلے والے انبیاء پر نازل ہونے والی وحی پر ایمان رکھا جائے علاوہ ازیں انبیاء سابقین کو جو کچھ بھی معجزات و مناقب عطا فرمائے گئے ان پر بھی ایمان رکھا جائے، اللہ نے زمانہ ماضی کے تمام انبیاء پر ایمان رکھنے کا تو حکم دیا جیسا کہ اُنْزِلَ اور اُوْتِيَ کے صیغہ ہائے ماضی بتلا رہے ہیں مگر مستقبل میں کسی آنے والے نبی پر ایمان کا حکم نہیں دیا، بلکہ سورہ بقرہ والی آیت کے بعد اگلی آیت میں اللہ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے اس طرح اپنا ایمان ظاہر کر دیا وہ بلاشک ہدایت یافتہ انسان ہے۔ ثابت ہوا ہدایت اور نجات کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ سے پہلے کے انبیاء پر ایمان رکھنا شرط ہے اور اسی پر ہدایت و نجات کا دار و مدار ہے۔ اب اگر کسی اور نبی کا ماننا بھی شرط قرار دیا جائے اور اس کے مانے بغیر نجات ممکن نہ رہے تو مذکورہ آیات کو منسوخ ماننا پڑے گا۔

البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو قربِ قیامت میں تشریف لانے والے ہیں وہ انبیاء سابقین میں شامل ہیں شاید اسی حکمت کے تحت اللہ نے مذکورہ آیات میں ان کا اسم گرامی الگ ذکر فرمایا، کہ جب ہم نے حضرت عیسیٰ کو نبی مان لیا تو ان کے دوبارہ آجانے سے اس مدارِ نجات میں جو مذکورہ آیات میں بیان ہوا ہے کچھ فرق نہیں آتا کیونکہ وہ انبیاء سابقین میں شامل ہیں۔ ہاں اگر کوئی اور شخص اُٹھ کر نئے سرے سے حصولِ نبوت کا دعویٰ کرے خواہ خود کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہم رنگ کہے جیسے مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا تو اس سے آیاتِ قرآنیہ کی صداقت میں ضرور فرق آتا ہے یہی وہ نقطۂ ایمان ہے جس پر قادیانی لوگ توجہ نہیں دیتے۔

فصل دوم

ختم نبوّت اور احادیث نبویہ متواترہ ومشہورہ

اکابرینِ اُمّت اس پر متفق ہیں کہ مسئلہ ختم نبوت پر احادیثِ متواترہ پے بہ پے وارد ہیں۔ چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

میں عمارتِ نبوّت کا آخری پتھر ہوں۔

حدیث ۱: عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال، مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بنیانا فاحسنہ واجملہ الا موضع لبنۃ من زاویۃ من زوایاہ فجعل الناس یطوفون بہ ویعجبون لہ ویقولون ھلا وضعت ھذہ اللبنۃ، قال فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین۔

بخاری شریف کتاب المناقب جلد اول ص۵۰۱ مسلم شریف جلد ۲ ص۲۴۸

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری اور دوسرے تمام انبیاء کی مثال جو مجھ سے پہلے ہوئے، اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک عمارت بنائی اور اسے بہت اچھا اور خوبصورت تعمیر کیا البتہ اس کے کناروں میں سے ایک کنارے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ تو لوگ آکر اس عمارت کے گرد گھومنے لگے اور اس کی خوبصورتی دیکھ کر متعجب ہونے لگے مگر وہ کہتے تھے۔ یہ اینٹ کی جگہ کیوں خالی چھوڑی گئی ہے۔ تو میں وہ اینٹ ہوں (جس نے وہ جگہ پُر کرکے عمارت مکمل کردی) اور میں خاتم النبیین ہوں۔

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث امام احمد بن حنبل ؒ نے اپنی مسند میں کثیر اسناد کے ساتھ روایت کی ہے دیکھیے مسند احمد جلد دوم ص۲۵۷، ص۳۹۸، ص۳۱۲، ص۳۱۲ وغیرہ

۲۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضؓ سے یہی حدیث ان محدّثین نے روایت کی ہے۔ بخاری جلد اوّل ص۵۰۱ کتاب المناقب۔ مسلم جلد دوم ص۲۴۸ کتاب الفضائل، ترمذی جلد دوم ص۱۰۹ ابواب الامثال، اور مسند احمد جلد سوم ص۳۶۱ حضرت جابر رضؓ کی روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں جِئْتُ فَخَتَمْتُ الْاَنْبِیَآءَ تو میں نے آکر سلسلۂ انبیاء ختم کر دیا۔ یہی الفاظ سنن بیہقی جلد نہم ص۵ کتاب السیر میں حضرت جابر رضؓ سے مروی ہیں

۳۔ حضرت ابوسعید خدری رضؓ سے یہی حدیث مسلم جلد دوم ص۲۴۸ کتاب الفضائل اور مسند احمد جلد سوم ص۹ میں مروی ہے۔

۴۔ حضرت ابی بن کعب رضؓ سے یہی حدیث ترمذی شریف جلد دوم ص۲۰۱ ابواب المناقب اور مسند احمد جلد پنجم ص۱۳۷ میں مروی ہے، جس کے آخری الفاظ یہ ہیں فانا فی النبیین موضع تلک اللبنۃ یعنی سب انبیاء میں میرا مقام اسی آخری اینٹ والا ہے۔

گویا صحابہ کرام کی ایک جماعت نے یہ حدیث روایت کی، آگے بے شمار تابعین نے اور آگے تبع تابعین نے اسے روایت کیا۔ اور جماعت در جماعت نقل ہوتی ہوئی ائمہ حدیث تک پہنچی۔ تو یہ حدیث کم از کم خبر مشہور ٹھہری۔

یہ حدیث اپنے مفہوم میں اس قدر واضح ہے کہ کسی تأویل کی ذرہ برابر گنجائش نہیں۔ عمارتِ نبوت میں صرف ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے آکر وہ جگہ پُر کردی اور میں نے سلسلۂ انبیاء ختم کر دیا۔ فَخَتَمْتُ الْاَنْبِیَآءَ اب کسی نئی اینٹ کا اضافہ ممکن نہیں۔ کیونکہ صرف ایک اینٹ ہی

کی جگہ خالی بھی دکھائی نہیں۔ اب اس مکمل شدہ قصرِ نبوت میں مرزا غلام احمد قادیانی سمیت کوئی شخص نئی اینٹ نہیں لگا سکتا۔ ایک تو نئی اینٹ کی جگہ ہی نہیں دوسرا خدا نے کارخانۂ نبوت ہی بند کر دیا کہ نئی اینٹ بن سکے۔ بلکہ خود مرزا غلام احمد قادیانی کی زبان سے اس حدیث کا مفہوم سنیئے جو انہوں دعوئ نبوت سے قبل "سرمۂ چشم آریہ" میں ۱۸۸۶ء میں یوں لکھا تھا:

"وہ انسانِ کامل جو آفتابِ روحانی ہے جس سے نقطۂ ارتفاع کا پورا ہوا اور جو دیوارِ نبوت کی آخری اینٹ ہے وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔"

(سرمۂ چشم آریہ ص۱۹۵ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۲)

مرزا صاحب کے پیروکاروں سے انصاف اور دیانت کے نام پر ایک عاجزانہ سوال ہے کہ ۱۸۸۶ء میں مرزا صاحب نے یہ ارشاد فرمایا اور بالکل بجا ارشاد فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے شرافتِ انسانی اور کمالِ نبوت کا نقطۂ ارتفاع مکمل ہو گیا اور دیوارِ نبوت میں آخری اینٹ لگ گئی۔ مگر یہی مرزا صاحب ۱۹۰۱ء میں بڑے زور و شور سے (معاذ اللہ) اپنے رسول اللہ ہونے کا ڈنکا بجا دیتے ہیں۔ کیا صرف چھ سالوں میں کمالِ نبوت کا نقطۂ ارتفاع نیچے آگیا تھا؟ اور کیا چھ سال میں دیوارِ نبوت بوسیدہ ہونے کی وجہ سے کریک ہو گئی تھی کہ اس میں نبوت کی نئی اینٹ لگانا پڑ گئی؟ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

یہاں یہ چیز بھی بیان کرنا ضروری ہے کہ مرزائی جماعت کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نئی شریعت کے ساتھ تو کوئی نبی نہیں آسکتا البتہ شریعتِ محمدیہ کی پیروی کرتے ہوئے غیر صاحبِ شریعت یعنی اُمتی نبی آسکتا ہے جیسے کہ بنی اسرائیل میں شریعتِ موسوی کی تبلیغ اور پیروی کرنے والے بہت سے اُمتی نبی تھے ہم مرزائیوں سے پوچھتے ہیں کہ مذکورہ بالا حدیث میں کونسا ایسا قرینہ موجود ہے جو یہ بتلاتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے خود کو قصرِ نبوت کی آخری اینٹ سے تشبیہ دے کر جو اپنا خاتم النبیین ہونا بیان کیا ہے اس سے صرف یہ مراد ہے کہ آپ صاحبِ شریعت رسولوں میں سے آخری نبی اور رسول ہیں؟ اور ہم مرزائیوں سے پوچھتے ہیں کہ الفاظِ حدیث مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِیَآءِ مِنْ قَبْلِیْ "یعنی میری اور مجھ سے پہلے والے انبیاء کی مثال یہ ہے" میں غیر صاحبِ شریعت انبیاء شامل ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو پھر مرزا صاحب کیسے نبی بن گئے اور اگر شامل نہیں تو اس کی کیا دلیل ہے؟ آخر انہیں اَلْاَنْبِیَآءِ مِنْ قَبْلِیْ سے کیسے نکالا گیا ہے؟ مرزائی جماعت کو خوفِ خدا سامنے رکھ کر فیصلہ کرنا چاہیئے۔ ہم اس کی مثال یوں دیتے ہیں کہ اللہ نے فرمایا والذین یؤمنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك یہاں وما انزل من قبلك تمام انبیاء کو شامل ہے خواہ وہ صاحبِ شریعت ہوں یا نہ، کیونکہ ہر نبی پر وحی نازل ہوئی اور اسے بذریعہ وحی بتلایا گیا کہ وہ نبی ہے، تو جیسے وما انزل من قبلك میں سے کسی نبی کو نکالنا کفر ہے اسی طرح مثلی ومثل الانبیاء من قبلی سے بھی کسی نبی کو نکالنا کفر ہے خواہ وہ نبی صاحبِ شریعت ہو یا نہ ہو۔ اے کاش کہ جماعتِ احمدیہ کے دلوں میں بھی یہ بات اُتر جائے۔

علیؓ میرے لیے ایسے ہے جیسے موسیٰؑ کے لیے ہارونؑ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ حدیث

حدیث ۲۱: عن مصعب بن سعد عن ابیہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج الی تبوك فاستخلف علیا قال اتخلفنی فی الصبیان والنساء قال الا ترضی ان تکون منی

مصعب بن سعد اپنے والد (سعد بن ابی وقاصؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۂ تبوک کے لیے گئے تو حضرت علیؓ کو مدینہ طیبہ میں بطور نائب چھوڑا۔ وہ عرض کرنے لگے: کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟

بمنزلة هارون من موسى الا انه
ليس بعدى نبى۔

بخاری شریف جلد دوم ص ۶۳۳ کتاب المغازی
مسلم شریف جلد دوم ص ۲۷۸، باب فضائل علیؓ

آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تم اس بات پہ راضی نہیں کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لیے حضرت ہارونؑ تھے۔ سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

حضرت مصعب بن سعد سے یہ حدیث امام مسلم نے چار مختلف اسناد کے ساتھ اور امام احمد بن حنبل نے چھ مختلف اسناد کے ساتھ روایت کی ہے۔ دیکھیے مسند احمد جلد اول ص ۱۷۰، ص ۱۷۷، ص ۱۷۹، ص ۱۸۲، ص ۱۸۴، ص ۱۸۶، ابن ماجہ نے اپنی سنن ص ۱۲ میں روایت کی ہے۔ اور حاکم نے مستدرک جلد سوم ص ۱۱۷ مناقب علیؓ میں روایت کی ہے۔ مستدرک کے الفاظ یہ ہیں اِلَّا اَنَّهٗ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِیْ مگر یہ کہ میرے بعد کسی طرح کی کوئی نبوت (مستقل یا غیر مستقل، ظلی یا بروزی) نہیں ہے۔

اس کے علاوہ یہ حدیث مبارک درج ذیل صحابہ کرام سے مروی ہے۔

۲۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ۔ ترمذی جلد دوم ص ۲۱۴ مناقب علیؓ، مسند احمد بن حنبل جلد سوم ص ۳۳۸

۳۔ حضرت ابو سعید خدریؓ۔ مسند احمد جلد سوم ص ۳۲۔ مسند بزار ص

۴۔ اسماء بنت عمیسؓ۔ مسند احمد جلد ششم ص ۳۶۹، ص ۴۳۸، طبرانی ص

۵۔ سیدہ اُمّ المومنین ام سلمہؓ۔ ابو یعلیٰ، طبرانی، بحوالہ مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۱۲

۶۔ حضرت ابن عباسؓ۔ طبرانی متعدد اسناد کے ساتھ بحوالہ مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۱۴

۷۔ عبد اللہ بن عمرؓ، ۸۔ جابر بن سمرہؓ، ۹۔ ابو ایوب انصاریؓ

۱۰۔ براء بن عازبؓ، ۱۱۔ زید بن ارقم۔ ۱۲۔ حبشی بن جنادہؓ ۱۳۔ زید بن ابی اوفیٰؓ

۱۴۔ عمرؓ طبرانی کے متعدد اسانید کے ساتھ بحوالہ مجمع الزوائد ص ۱۱۱ یونہی کنز العمال میں یہ حدیث ۱۵ عقیل بن ابی طالبؓ سے اور خصائص کبریٰ میں عبد اللہ بن عمرؓ سے بھی

مروی ہے تو صحابہ کرام کی ایک بھاری جماعت نے یہ حدیث روایت کی ہے۔ آگے تابعین کی جماعتوں نے اسے روایت کیا۔ اور جماعت در جماعت مروی ہو کر ائمہ حدیث تک پہنچی، تو اس کے حدیث متواتر ہونے میں کیا شک باقی رہا؟

۱۷۔ بلکہ خود حضرت علیؓ نے بھی جن کے متعلق حدیث ارشاد فرمائی گئی اسے روایت فرمایا ہے طبرانی نے اسے تین مختلف اسناد کے ساتھ نقل کیا ہے۔ جن میں سے ایک کے الفاظ یہ ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ماسئلت الله شيئا الا سئلت لك مثله ولاسئلت الله عزوجل شيئا الا اعطانيه غير انه قيل لى لا نبى بعدك ۔ میں نے اللہ سے جو کچھ بھی مانگا اے علی! وہ تیرے لیے بھی مانگا، اور میں نے اللہ سے جو مانگا وہ اس نے مجھے دیا، سوائے اس کے کہ مجھے کہا گیا: "تمہارے بعد نبی نہیں آ سکتا۔" مجمع الزوائد جلد نہم ص ۱۱۳

یہ حدیث متواتر بھی اپنے مفہوم میں اتنی واضح ہے کہ کوئی ابہام باقی نہیں چھوڑا۔

بخاری شریف کے مذکورہ بالا الفاظ کا خلاصہ یہ ہے کہ غزوۂ تبوک پر جاتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچازاد بھائی حضرت علی کو اپنے پیچھے مدینہ طیبہ میں نائب بنایا تو وہ افسوس سے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ مجھ سا شمشیر زن مجاہد و جانباز سپاہی بچوں اور عورتوں میں بیٹھا رہے گا اور دوسرے لوگ جہاد میں داد شجاعت دیں گے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا: کیا تم اس بات پہ راضی نہیں کہ آج تمہاری مجھ سے وہ نسبت ہے جو حضرت ہارونؑ کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ حضرت موسیٰؑ بھی کتاب لینے کے لیے طور پر گئے تو پیچھے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو نائب بنا کر گئے اور اے علی تم میرے چچا زاد بھائی ہو میں تمہیں نائب بنا کر جا رہا ہوں۔ مگر اتنی گہری مماثلت دیکھ کر کوئی شخص تمہیں حضرت ہارون علیہ السلام پر قیاس کرکے نبی ٹھہرا کر گمراہ نہ ہو جائے میرے بعد ہر طرح کی نبوت ختم ہو گئی ہے اور کسی قسم کا

کوئی نبی نہیں آسکتا۔ سبحان اللہ۔ اس حدیثِ متواتر نے فتنۂ انکارِ ختم نبوت کی جڑ کاٹ
کر رکھ دی ہے۔ اس حدیث سے کم از کم چار عظیم فوائد حاصل ہوئے۔

پہلا فائدہ: مرزائی لوگ یہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں
آسکتا جو نئی شریعت اور نئی کتاب لائے، البتہ قرآن اور شریعتِ اسلام کی پیروی
کرتے ہوئے ولایت و قطبیت کی طرح درجۂ نبوت حاصل کیا جا سکتا ہے۔ یعنی غیر
صاحبِ شریعت نبی اب بھی آسکتا ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کیا مرزا غلام احمد قادیانی نے منبع
ولایت دامادِ رسول شوہرِ بتول۔ فاتح خیبر کعبہ کے گوہر شیر خدا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے
بڑھ کر اتباعِ رسول کی ہے؟ جنہیں سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے علمِ نبوت کے شہر
کا دروازہ قرار دیا۔ کیا ان سے بڑھ کر مرزا قادیانی کو معارفِ محمدیہ حاصل ہو گئے، یا شوہرِ
بتول سے بڑھ کر مرزا صاحب کو قربِ نبی میسر آگیا؟ جب ان مراتبِ قطعیہ کے باوجود
نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ چونکہ میرے بعد نبوت ہے ہی نہیں اس لیے
اے علیؓ! مجھ سے ہارون علیہ السلام والی نسبت رکھنے کے باوجود تم نبی نہیں بن سکتے
یہ امر کس قدر واضح ہو گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص نبی نہیں بن سکتا
خواہ وہ قرآن اور شریعتِ محمدیہ ہی کا مبلغ ہو۔ اور کس قدر روحانی مراتب حاصل کرلے
اور کس قدر علوم قرآن و معارفِ نبویہ جمع کیوں نہ کرلے۔ نہ حضرت علیؓ سے بڑھ کر
کوئی عالمِ قرآن آسکتا ہے نہ ان سے بڑھ کر روحانیت کا میدان مارا جا سکتا ہے۔
روحانیت و ولایت کے سلاسل مولا علیؓ پر جا کر ختم ہو جاتے ہیں۔ جب زبانِ
رسالت نے دروازۂ نبوت بند ہو جانے کو بنیاد ٹھہرا کر مولا علیؓ کے لیے نبوت ناممکن
بتلائی تو پھر غیر صاحبِ شریعت نبی کا اب اسلام میں جواز پیدا کرنا کیسے درست
ہو سکتا ہے؟ مرزائی لوگو! ہوش میں آؤ۔

دوسرا فائدہ: یہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو سیدنا ہارون علیہ السلام

سے جو تشبیہ دی ہے یہ بھی ایک ایمان افروز نکتہ ہے شاید کہ منکرینِ ختم نبوت اسے
سمجھیں۔ وہ یہ کہ ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سگے بھائی ہیں اور نبی ہیں
مگر صاحبِ شریعت نبی نہیں ہیں غیر صاحبِ شریعت نبی ہیں۔ دوسرے لفظوں میں اُمتی نبی
ہیں چونکہ دورِ موسوی میں سلسلۂ نبوت جاری تھا تو اللہ نے چاہا کہ حضرت موسیٰ کو جو شریعت
دی گئی ہے اس کی تبلیغ کے لیے انبیاء بھیجے جائیں چنانچہ اللہ نے اس کی ابتدا ان کے
سگے بھائی حضرت ہارونؑ سے کی اور انہیں نبی بنایا اور انہوں نے شریعتِ موسوی کی تبلیغ فرمائی
بعد ازاں حضرت یوشع بن نون علیہ السلام نبی بن کر آئے اور انہوں نے شریعتِ موسوی کی
تبلیغ فرمائی۔ پھر شریعتِ موسوی کی تبلیغ کے لیے بنی اسرائیل میں کثیر انبیاء تشریف لائے
چونکہ اللہ تعالیٰ نے سید الانبیاء نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا سلسلہ کلیتاً
بند کر دیا تھا اور کسی امتی نبی کی جو شریعتِ محمدیہ کی تبلیغ و پیروی کرے گنجائش نہیں رہ گئی
تھی اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرما دی کہ اے علی اگرچہ تم میرے
اسی طرح بھائی ہو جیسے ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی تھے اور تم
میرے ویسے ہی مددگار ہو جیسے وہ اپنے بھائی کے مددگار تھے اور تم میری شریعت کے
ویسے ہی مبلغ ہو جیسے وہ اپنے بھائی کی شریعت کے مبلغ تھے مگر یاد رکھو تم میں اور حضرت
ہارونؑ میں یہ فرق ہے کہ وہ امتی نبی تھے مگر تم اُمتی نبی نہیں ہو سکتے کیونکہ لا نبوۃ بعدی
میرے بعد کسی قسم کی کوئی نبوت نہیں ہے۔ مرزائی اور احمدی لوگوں سے خدا کے نام پر سوال
ہے کہ بتلائیں کیا یہ حدیث صاف طور پر نہیں بتلا رہی کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی
اُمتی نبی نہیں آسکتا۔ بلکہ آپ نے یہ ارشاد اُمتی نبی اور غیر صاحبِ شریعت نبی کی آمد کو ناممکن
بتلانے ہی کے لیے فرمایا ہے۔

اور اگر شریعتِ موسوی کی طرح شریعتِ محمدی میں اُمتی نبی آسکتا ہے تو ہم مرزائیوں
سے یہ آسان سا سوال کرتے ہیں کہ کیا وجہ ہے موسیٰ علیہ السلام کا بھائی تو نبی بنایا گیا اور امتی نبی

یا غیر تشریعی نبوت کی ابتداء ان کے گھر سے کی گئی مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس اعزاز سے محروم کر دیا گیا ؟ آپ کے گھرانے سے نبوت کیوں نہ شروع کی گئی ؟ سیدنا امیر حمزہ یا حضرت عباس رضی اللہ عنہما میں سے کسی کو نبی بنایا جا سکتا تھا اگر یہ کہا جائے کہ وہ ابتداً حالتِ کفر میں رہے تھے تو ہم کہتے ہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے تربیت پائی تھی اور بعثتِ نبوی کے ساتھ ہی کلمہ پڑھ لیا تھا پھر وہ شریعتِ محمدی کے اتنے بڑے عالم ٹھہرے کہ زبانِ نبوت نے انہیں شہر علم کا دروازہ قرار دیا کیا اللہ کا حضرت موسیٰ ع کے بھائی کو نبی بنانا اور اپنے پیارے حبیب کے اتنے عظیم عالم، بہادر اور متقی بھائی کو نبی نہ بنانا بے انصافی نہیں ٹھہرے گی ؟ اس لیے اقرار کرنا پڑے گا کہ دراصل ہر طرح کی نبوت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دی گئی تھی۔

تیسرا فائدہ : یہاں جماعت احمدیہ کا یہ شبہ بھی ختم ہو جاتا ہے جو وہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام میں سے کسی کو اس لیے نبی نہیں بنایا گیا تھا کہ اس وقت خود نبوت محمدی کے آفتاب کی ضیاء اتنی تیز تھی کہ مزید نبوت کی ضرورت نہ تھی مگر بعد کے زمانہ میں نبوت کی ضرورت پیدا ہوئی تو اللہ نے مرزا صاحب کو نبی بنایا۔ ہم کہتے ہیں اگر یہی بات ہے تو جب حضرت موسیٰ علیہ السلام خود موجود تھے اللہ سے براہِ راست کلام فرمایا کرتے تھے اور ان کی نبوت کا آفتاب پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا تو ایسے میں حضرت ہارون کو نبی بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ پھر حضرت موسیٰ ع کے صحابہ میں سے یوشع بن نون ع کو نبی بنانے کی کیا ضرورت تھی ؟ جس علت کی موجودگی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ واہلِ بیت کو نبوت نہیں دی گئی اسی علت کی موجودگی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحابہ واہلبیت کو کیوں نبوت دے دی گئی ؟ پتہ چلا اسے علت بنانا ہی غلط ہے۔ اصل علت یہی ہے کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی طرح کی نبوت خواہ وہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی ، بند کر دی گئی ہے اس لیے صحابہ کرام کو نبوت نہ دی گئی ورنہ

صدیق اکبر، عمر فاروق، عثمان غنی، اور مولیٰ علی رضی اللہ عنہم کی قربانیاں اور عظمتیں دیکھی جائیں تو وہ یوشع بن نون ع سے کچھ کم مستحق نبوت نہیں ہیں۔

چوتھا فائدہ : ارشاد نبوی "اے علی تمہاری مجھ سے وہی نسبت ہے جو حضرت ہارون ع کی جناب موسیٰ ع سے تھی مگر میرے بعد نبوت نہیں" کا سادہ وصاف مطلب یہ ہے کہ میرے بعد کسی کو نبوت دی نہیں جائے گی۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام کے بعد ہارون علیہ السلام کو نبوت دی گئی تھی میرے بعد تمہیں یا کسی اور کو نبوت نہیں دی جائے گی کیونکہ میرے بعد کسی کو نبوت دیئے جانے کا سلسلہ بند کر دیا گیا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ جن انبیاء کو حضور سے قبل نبوت دی گئی تھی ان میں سے کوئی دنیا میں دوبارہ نہیں آسکتا چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آئیں گے تو انہیں نبوت نہیں دی جائے گی کیونکہ وہ ان کے پاس پہلے سے موجود ہوگی اس لیے ان کا آنا ختم نبوت کے منافی نہیں۔ مرزائی جماعت نزولِ مسیح کے حوالے سے مسئلہ ختم نبوت کو الجھاؤ میں ڈالنے کی کوشش کرتی ہے مگر جو حقیقت ہے وہ ہر مسلمان پر واضح ہے۔

حدیث

میرے بعد تیس کذاب مدعی نبوت ہوں گے جبکہ میں خاتم الانبیاء ہوں۔

حدیث ۳ع عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: انہ سیکون فی امتی کذابون ثلٰثون کلہم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔

ابو داؤد شریف جلد دوم ص ۲۲۴ کتاب الفتن۔ ترمذی جلد دوم ص ۴۵ کتاب الفتن

حضرت ثوبان رض روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : میری اُمت میں تیس کذاب (انتہائی جھوٹے لوگ) پیدا ہوں گے۔ ان میں سے ہر کوئی یہ سمجھے گا کہ وہ نبی ہے جبکہ میں آخری نبی ہوں۔ میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں۔

۱۔ حضرت ثوبان سے یہ حدیث ابوداؤد و ترمذی کے علاوہ مسند احمد جلد پنجم ص ۲۷۸

میں اور ابن ماجہ صـ ۲۸۳ کتاب الفتن میں بھی مروی ہے۔ اور مستدرک کتاب الملاحم جلد ۴ صـ ۴۸۷ میں بھی علی شرط الشیخین مروی ہے۔

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ سے یہی مضمون ان محدثینِ اُمّت نے روایت کیا ہے بخاری شریف جلد اوّل کتاب المناقب صـ ۵۰۹ جلد دوم کتاب الفتن صـ ۱۰۵۴ مسلم کتاب الفتن جلد دوم صـ ۳۹۷، ابوداؤد کتاب الملاحم جلد دوم صـ ۲۴۸، ترمذی کتاب الفتن جلد دوم صـ ۴۵ احمد بن حنبل در مسند جلد دوم صـ ۲۳۷

۳۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہی مضمون مسند احمد بن حنبل جلد دوم صـ ۱۱۸ میں مروی ہے۔

۴۔ حضرت سمرہؓ سے مسند احمد بن حنبل جلد پنجم صـ ۱۶ میں یہی مضمون مروی ہے۔

۵۔ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے بھی یہی مضمون روایت کیا ہے۔ مسند احمد میں دو مختلف اسناد سے یہ مضمون ان سے مروی ہے دیکھیے مسند احمد جلد پنجم صـ ۴۱ اور صـ ۴۶ اور مجمع الزوائد کے مطابق اسے طبرانی نے بھی لیا ہے۔

۶۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضؓ سے یہ حدیث ان الفاظ سے مروی ہے۔

عن حذیفۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: فی امتی کذابون دجالون سبعۃ وعشرون منھم اربع نسوۃ وانی خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ مسند احمد بن حنبل جلد پنجم صـ ۳۹۶، طبرانی اوسط، مسند بزار، بحوالہ مجمع الزوائد جلد ۷، صـ ۳۳۵

حضرت حذیفہ رضؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اُمّت میں نہایت درجہ جھوٹے اور نہایت مکار ودھوکہ باز لوگ آئیں گے جن کی تعداد ستائیس ہوگی۔ ان میں سے چار عورتیں ہوں گی حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

تیس[30] اور ستائیس[27] میں حقیقتاً کوئی تضاد نہیں۔ ممکن ہے کُل مدعیانِ نبوت

تیس[30] ہوں مگر ان میں سے کچھ کو بعد میں ہدایت مل جائے اور ان کو نکال کر باقی ستائیس[27] بچتے ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۷۔ حضرت علاء بن زیاد رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث ان الفاظ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لاتقوم الساعۃ حتی یخرج ثلاثون دجالون کذابون کلھم یزعم انہ نبی فمن قالہ فاقتلوہ ومن قتل منھم احدا فلہ الجنۃ۔ رواہ ابن عساکر۔ (کنز العمال برحاشیہ مسند احمد جلد ۶ صـ ۳۱ کتاب الفتن۔ حرف الفاء)

قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک تیس دجال وکذّاب انسان پیدا نہیں ہو جاتے۔ ان میں سے ہر کوئی اپنے آپ کو نبی سمجھے گا۔ تو جو شخص ایسا دعویٰ کرے اسے قتل کر ڈالو۔ اور جو ان میں سے کسی کو قتل کرے گا اس کے لیے جنّت ہے۔ اسے ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔

اس کے علاوہ یہ مضمون حضرت[8] علی رضی اللہ عنہ، حضرت[9] جابر بن سمرہؓ، نعیم[10] بن مسعودؓ عبید[11] اللہ بن عمروؓ، عبد[12] اللہ بن زبیرؓ، حضرت[13] انسؓ۔ حضرت[14] عبداللہ بن عمرو سے بھی مروی ہے دیکھیے مجمع الزوائد جلد ۷، صـ ۳۳۶ کتاب الفتن۔ اور فتح الباری وغیرہ، تو یہ حدیث صحابہ کی ایک بڑی جماعت نے روایت کی ہے۔ اس لیے اس کے متواتر ہونے میں کوئی شک نہیں۔

یاد رہے حضرت ابوبکرہ رضؓ سے مروی حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام مسیلمہ کذّاب کے متعلق باہم گفتگو کر رہے تھے اتنے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، فرمایا تم نے اس شخص کے متعلق بڑی طویل گفتگو کی، سیدھا کہو کہ یہ ان تیس[30] کذابین میں سے ہے جو میرے بعد ظاہر ہونے والے ہیں۔ مسند احمد جلد پنجم صـ ۴۱۔ اگر مسیلمہ کذّاب ان تیس کذابین میں سے ہے تو مسیلمۂ پنجاب انہی تیس[30] میں سے کیوں نہیں۔ اور اب جب

بھی کوئی شخص دعویٰ نبوت کرے گا اس پر یہی عنوان چسپاں کرنا پڑے گا یہی حکم نبی ہے۔
یہاں ایک سوال ذہن میں پیدا ہوتا ہے کہ دنیا میں اب تک جھوٹے نبی تو تیس سے کہیں زیادہ پیدا ہو چکے ہیں اور نہ جانے مزید کتنے پیدا ہوں گے جبکہ حدیث میں صرف تیس کا ذکر ہے؟ علامہ ابن حجرؒ نے فتح الباری شرح بخاری جلد۶ صـ۴۵۵ میں اس کا یہ جواب دیا ہے کہ در اصل اس حدیث میں ہر مدعی نبوت مراد نہیں کیونکہ وہ تو بے شمار ہیں کیونکہ دعویٰ عموماً جنون کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ بلکہ حدیث میں وہ تیس کذاب نبی مراد ہیں جنہیں دنیا میں شوکت حاصل ہوگی (کثیر لوگ ان کی پیروی کریں گے) اور واقعتاً شوکت تو صرف چند جھوٹے نبیوں ہی کو حاصل ہوئی ہے۔

اس سے جہاں اعتراض کا جواب ہو گیا وہاں یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی جھوٹے نبی کے پیچھے ایک بڑی جماعت کا جمع ہو جانا اور اس کے مذہب کا ایک عرصے تک قائم رہنا اس کی صداقت کی دلیل نہیں۔ مرزائی لوگ اکثر یہ کہتے ہیں کہ اگر مرزا صاحب جھوٹے نبی تھے تو خدا نے ان کا مذہب کیوں پنپنے دیا اور کیوں ساری دنیا میں ان کا مذہب پھیل گیا؟ مرزائیوں کی اس دلیل کا وزن بھی معلوم ہو گیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر مدعی نبوت دجال و کذاب ہے، خواہ اس کے پیچھے کتنے ہی لوگ کیوں نہ ہوں اور اس کا مذہب کتنا ہی پھیل کیوں نہ جائے۔ بلکہ یہ کہیئے کہ وہ بڑا دجال اور عظیم کذاب ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد نبی کا ٹائٹل استعمال کرنے والے ہر شخص کو دجال و کذاب قرار دیا ہے جیسا کہ "کلھم یزعم انہ نبی" کے الفاظ بتلا رہے ہیں خواہ وہ نبوتِ تشریعیہ کا دعویٰ کرے یا نبوتِ غیر تشریعیہ کا۔ حدیث میں ایسی کوئی قید نہیں۔ پھر نہ جانے نبوتِ غیر تشریعیہ یا نبوتِ ظلیہ و بروزیہ کا جواز کہاں سے پیدا کیا جاتا ہے۔ مرزا جی کے پیروکاروں سے گذارش ہے کہ خدا

کا خوف کریں اور سوچیں کہیں وہ ایسے شخص کے پیچھے تو نہیں چل رہے جسے حدیث متواتر دجال و کذاب کہہ رہی ہے؟ اگر یہ بات نہیں تو ہم انہیں کھلا چیلنج دیتے ہیں کہ وہ اس حدیث کا کوئی ایسا طریق دکھا دیں جس کا مفہوم یہ ہو کہ میرے بعد تیس دجال آئیں گے جو نئی شریعت لانے کا دعویٰ کریں گے مگر مرزائی اُمت تا قیامت ایسا کوئی طریق نہیں دکھا سکتی۔ بلکہ اس حدیث کے الفاظ ہی بتلا رہے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان تیس کذابوں کا ذکر کر رہے ہیں جو آپ کے اُمتی ہو کر نبی بننے کی کوشش کریں گے اُمتی نبی بننا چاہیں گے کیونکہ الفاظِ حدیث ہیں سیکون فی امتی کذابون دجالون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی۔ یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما رہے ہیں کہ میری اُمت میں سے کوئی شخص دعویٰ نبوت نہیں کر سکتا اور اگر میرا اُمتی بھی بنے اور خود کو مسلمان کہے پھر دعویٰ نبوت کرے تو وہ بڑا مکّار و کذّاب ہے۔ اور اگر وہ خود کو مسلمان اور اُمتی ہی نہ سمجھے تو بات ہی ختم ہوئی۔ پھر وہ جو مرضی کہے۔

نبوّت و رسالت دونوں منقطع ہو چکیں۔ اب میرے بعد نبی ہے نہ رسول۔ حدیث

حدیث ۴ | عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدى ولا نبى، فشق ذلك على الناس فقال لا المبشرات فقالوا يا رسول الله وما المبشرات قال رؤيا المسلم وهى جزء من اجزاء

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی، اب اب میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا نہ نبی۔ لوگوں پر یہ بات شاق گزری۔ تو آپ نے فرمایا: البتہ مبشّرات جاری رہیں گی۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مُبشّرات کیا ہیں؟ فرمایا: مسلمان کے

النبوۃ ۔ خواب۔ اور یہ نبوت کی اجزاء میں سے
(ترمذی شریف جلد دوم صـ۵۱) ایک جزو ہے ۔

حدیث کے آخری حصّے کا مفہوم یہ ہے کہ نبوت منقطع ہوجانے کے بعد اچھی اور نیک خوابیں جو شریعت کے مطابق ہوں جاری رہیں گی جن سے آدمی کا ایمان تازہ ہوتا ہے۔ رجوع الی اللہ کا جذبہ بڑھتا ہے اور بسا اوقات آئندہ آنے والے احوال کی طرف مجمل اشارہ بھی مل جاتا ہے اور چونکہ اچھی خوابیں صالحین کا حصّہ ہے اور انہیں یہ نعمت اتباع نبوت ہی ملتی ہے اس لیے اچھی خواب کو نبوت کا جزو قرار دیا گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی آغازِ وحی سے قبل اچھی خوابیں ملنا شروع ہوئیں اور آپ کا رجوع الی اللہ بہت بڑھ گیا۔ اسی کے موافق یہ حدیث بھی ہے :

عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ان الھدی الصالح والسمت الصالح والاقتصاد جزء من خمسة وعشرین جزءًا من النبوة ۔

بے شک اچھی ہدایت۔ نیک سیرت۔ اور میانہ روی نبوت کے پچیس اجزاء میں سے ایک جزو ہے ۔ مسند احمد بن حنبل جلد اول صـ۲۹۶ ابوداؤد شریف ۔

یہاں وہ اعتراض بھی ختم ہوگیا کہ جب اچھی خوابیں نبوت کا حصّہ ہیں تو ثابت ہوا نبوت آج بھی کسی نہ کسی صورت میں جاری ہے بعض بے ہودہ لوگ یہ استدلال اجرائے نبوت پر پیش کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہی ہے کہ جزو کے ثابت ہونے سے کل ثابت نہیں ہوسکتا جس طرح کسی کے پاس نمک ہو تو وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ میرے پاس سالن ہے۔ جس کے پاس ایک اینٹ ہو وہ اپنے پاس مکان کے ہونے کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔ جس کے پاس لکڑی کا ایک ٹکڑا ہو اپنے پاس کرسی یا فرنیچر کے ہونے کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔ اس طرح صرف اچھی خواب آنے سے نبوت نہیں پائی جاسکتی۔ ورنہ یہی جو حدیث ہم نے پیش کی ہے کہ خوش خلقی اور نیک سیرتی نبوت کا حصّہ ہے اس سے

لازم آئے گا کہ ہر نیک آدمی نبی کہلائے ۔

ایک بحث۔ ہر رسول نبی ہے مگر ہر نبی رسول نہیں

یہ حدیث بھی اپنے مفہوم میں اس قدر واضح ہے کہ شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی۔ حدیث کے یہ الفاظ کہ نبوت اور رسالت دونوں منقطع ہوگئی ہیں اب میرے بعد نہ رسول ہے نہ نبی۔ اس مقصد کے لیے ہیں کہ نبوت رسالت سے عام ہے۔ ہر رسول نبی ہے مگر ہر نبی رسول نہیں۔ نبی تو وہ ہے جسے خود اللہ نے لوگوں کی ہدایت کے لیے چُن لیا ہو اور اس کے ذمے تبلیغ دین کا کام لگا دیا ہو۔ اور رسول وہ ہے جسے چُن لینے کے علاوہ کوئی نئی کتاب، نیا صحیفہ یا نئی شریعت بھی عطا کی ہو۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف یہ فرماتے کہ میرے بعد رسالت منقطع ہوگئی ہے اب کوئی رسول نہیں آنے کا تو یہ احتمال باقی تھا کہ شاید کوئی نبی آپ کے بعد آسکے جو نئی کتاب یا نئی شریعت تو نہ لائے مگر اللہ نے اسے دینِ اسلام کی تبلیغ کے لیے خود مقرر کیا ہو۔ مگر آپ نے یہ احتمال ختم کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے بعد رسالت اور نبوت دونوں منقطع ہوگئی ہیں اب نہ رسول آسکتا ہے نہ نبی، اسی لیے قرآن نے آپ کو خاتم النبیین فرمایا خاتم الرُسل نہیں۔ اور آپ نے بھی اکثر احادیث میں لا نبی بعدی فرمایا تاکہ آپ کے بعد تشریعی وغیر تشریعی ہر طرح کی نبوت کا دروازہ بند کر دیا جائے ۔ امام ابن کثیر فرماتے ہیں ۔

فھذہ الآیة نص فی انہ لا نبی بعدہ واذا کان لا نبی بعدہ فلا رسول بعدہ بالطریق الاولیٰ؛ لان مقام الرسالة اخص من مقام النبوة فان کل رسول نبی ولا ینعکس ۔

یہ آیت (وخاتم النبیین) اس بارہ میں نص ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور جب نبی نہیں تو رسول بطریقِ اَولیٰ نہیں ہوسکتا، کیونکہ مقامِ رسالت مقامِ نبوت سے خاص ہے۔ کیونکہ ہر رسول نبی ہے اور ہر نبی رسول نہیں۔

(تفسیر ابن کثیر سورۂ احزاب جلد ۳ ص ۴۹۳)

علامہ فضل اللہ تورپشتی متوفی ۶۳۰ھ اسلامی عقائد کے متعلق اپنے رسالہ "المعتمد فی المعتقد" میں فرماتے ہیں۔

وچوں ازیں طریق ثابت شد کہ بعد از وے ہیچ نبی نہ باشد ضرورت رسول ہم نہ باشد، زیرا آنکہ ہیچ رسول نباشد کہ نبی نہ باشد۔ چوں نبوت نفی کرد، رسالت بطریق اولیٰ منفی شد۔ جب اس طریقہ پر ثابت ہوگیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے تو لازمی طور پر ثابت ہوگیا کہ کوئی رسول بھی آپ کے بعد نہیں ہے، کیونکہ کوئی رسول ایسا نہیں جو نبی نہ ہو۔ جب نبوت کی نفی ہوگئی تو رسالت کی بطریق اولیٰ نفی ہوگئی۔ (المعتمد فی المعتقد ص ۹)

اسی طرح شرح طریقہ محمدیہ میں امام عبدالغنی نابلسی نے فرمایا: والمشهور نسبة العموم والخصوص المطلق فكل رسول نبی ولا كل نبی رسول ۔ مشہور قول یہ ہے کہ رسول اور نبی میں عموم و خصوصِ مطلق کی نسبت ہے تو ہر رسول نبی ہے اور ہر نبی رسول نہیں۔

(الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ جلد اول ص ۲۸۸ باب ثانی فصل اول)

علامہ فضل رسول بدایونی رح فرماتے ہیں، قال القاضی عیاض: والصحيح الذی عليه الجمهور ان كل رسول نبی من غير عكس ۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ نے فرمایا: صحیح قول جس پر جمہور علماء ہیں یہ ہے کہ ہر نبی رسول ہے مگر ہر نبی رسول نہیں۔ المعتقد المنتقد ص ۱۱۳ باب ثانی فی النبوات

اور امام قسطلانی فرماتے ہیں۔ والصحيح ان كل رسول نبی وليس كل نبی رسولا ۔ صحیح یہ ہے کہ ہر رسول نبی ہے اور ہر نبی رسول نہیں۔

(مواہب لدنیہ جلد دوم ص ۴۷)

۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک تو ترمذی نے یہ حدیث روایت

کی ہے جیسا کہ اوپر گزرا۔ علاوہ ازیں مسند احمد بن حنبل جلد سوم ص ۲۶۷ میں بھی انہی سے یہ حدیث مروی ہے۔

۲۔ ام کرز کعبیہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہی مضمون مروی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں ذَهَبَتِ النُّبُوَّةُ وَبَقِيَتِ الْمُبَشِّرَاتُ ۔ نبوت (اپنی جملہ اقسام کے ساتھ) جاتی رہی اور مبشرات (اچھی خوابیں) باقی رہ گئیں۔

(ابن ماجہ کتاب الرؤیا ص ۲۷۸، مسند احمد بن حنبل جلد ششم ص ۳۸۱)

۳۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث ان الفاظ سے مروی ہے ذهبت النبوة فكانت الخلافة على منهاج النبوة — نبوت جاتی رہی، اب نبوت کے طریقہ پر خلافت چلے گی۔ (یعنی مسلمانوں کا کام ہے کہ اپنے میں سے صالح و متقی شخص کا انتخاب کرکے اسے خلیفہ بنائیں تاکہ وہ نبوت کے احکام کے مطابق نظامِ خلافت چلائے) مسند احمد بن حنبل جلد پنجم ص ۴۰۴

ان الفاظ سے کس قدر نص صریح مل گئی کہ اب نبوت تو واپس نہیں آسکتی البتہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا نظام چلے گا جیسے خلفاء راشدین نے چلایا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رح نے چلایا، کچھ اور خلفاء و سلاطین نے بھی کوشش کی مثلاً عباسیوں میں سے ہادی باللہ مغلوں میں سے اورنگ زیب رح اور عثمانیوں میں سے سلطان مراد رح وغیرہم اور قربِ قیامت میں امام مہدی رحمہ اللہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ چلائیں گے مگر نبوت کا نظام واپس نہیں آئے گا کیونکہ اس کی جگہ نظامِ خلافت نے لے لی ہے۔ اگر مسلمان اپنی غفلت کے سبب یہ نظام نہیں اپنا رہے تو ان کی اپنی بدقسمتی ہے نظام تو موجود ہے اور آج بھی قابلِ عمل ہے۔ منکرینِ ختم نبوت اگر اس واضح نص سے بھی عبرت نہ پکڑیں تو یہ ان کا نصیب ہے ختم اللہ علی قلوبھم کی مہر نہیں توڑی جاسکتی۔

یہ حدیث بھی مرزائیوں کے اس نظریہ کی بھرپور تردید کر رہی ہے کہ غیر صاحب

شریعت نبی اب بھی آسکتا ہے۔ دیکھیے پہلی اُمتوں میں اللہ رب العزت جب کبھی
رسول کو نئی شریعت دے کر بھیجتا تو اس کے بعد اس کی اُمت میں انبیاء پیدا فرماتا جو
اس کی شریعت کی تبلیغ کرتے اور اسے دنیا میں نافذ کرتے۔ مگر مذکورہ حدیثِ صحیح کے
مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ میری شریعت کو عالم میں نافذ و قائم کرنے
کے لیے انبیاء نہیں آئیں گے کیونکہ نبوت و رسالت دونوں منقطع ہو چکیں۔ اب
صرف خلفاء آئیں گے۔ ثابت ہوا اب غیر صاحبِ شریعت نبی بھی نہیں آسکتا اور
جو ایسی نبوت کا دعویٰ کرے گا جھوٹا ہوگا۔

۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث ان الفاظ سے مروی ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وصال سے قبل جب بہت علیل تھے تو ایک روز قدرے افاقہ ہونے پر
دروازۂ حجرہ تک تشریف لائے اور پردہ اُٹھا کر دیکھا کہ صحابہ حضرت ابوبکر کے پیچھے
صف بستہ کھڑے ہیں۔ فرمایا: ایھا الناس! انہ لم یبق من مبشرات
النبوۃ الا الرؤیا الصالحۃ یراھا المسلم او تری لہ۔ اے لوگو!
نبوّت کی بشارات میں سے صرف اچھی خوابیں ہی باقی رہ گئی ہیں جنہیں ایک مسلمان
دیکھتا ہے یا اسے دکھائی جاتی ہیں۔ (مسلم شریف جلد اوّل ص۱۹۱ کتاب الصلوٰۃ،
ابوداؤد جلد اوّل ص۱۲۴ کتاب الصلوٰۃ۔ ابن ماجہ کتاب الرؤیا ص۲۷۸)

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہے لم یبق من النبوۃ
الا المبشرات۔ نبوّت میں سے صرف مبشرات ہی رہ گئی ہیں۔ بخاری
(بخاری شریف جلد دوم ص۱۰۳۵ کتاب التعبیر، ابوداؤد کتاب الادب باب الرؤیا جلد دوم
ص۳۳۷)۔

۶۔ حضرت سیدہ عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد
نقل کیا: لا یبقی بعدی من النبوۃ شیء الا المبشرات۔

میرے بعد نبوت میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ سوا اچھی خوابوں کے۔
(مسند احمد بن حنبل جلد ششم ص۱۲۹)

دیکھیے یہ الفاظ بھی کتنے واضح ہیں۔ کہ نبوت کی اقسام میں سے کوئی قسم باقی
نہیں رہ گئی۔ کوئی حقیقی یا غیر حقیقی، ظلی یا بروزی نبی نہیں آسکتا۔

۷۔ حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے بھی مسند احمد بن حنبل جلد پنجم ص۴۵۴ اور
۸۔ حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے بھی مجمع الزوائد جلد ہفتم ص۱۷۶
میں مختلف الفاظ کے ساتھ یہی حدیث مروی ہے۔

الغرض صحابہ کرام کی جماعتِ کثیرہ نے اسے روایت کیا ہے اس لیے بلاشبہ
یہ حدیث متواتر ٹھہری۔ الحمد للہ۔

میرا نام عاقب ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ حدیث

حدیث ۵: عن جبیر بن مطعم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لی اسماء: انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب الذی لیس بعدی نبی ھذا حدیث حسن صحیح۔
ترمذی شریف جلد دوم ص۱۰۷ ابواب الادب

جُبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بہت سے نام ہیں۔ میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں یعنی اللہ میرے سبب سے کفر کو محو کر دے گا۔ میں حاشر ہوں، کہ لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے۔ اور میں عاقب ہوں۔ کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۱۔ جُبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث ترمذی کے علاوہ بخاری جلد اول ص۵۰۱
کتاب المناقب اور جلد دوم ص۷۴۷ میں بھی مروی ہے۔ مگر وہاں صرف "انا العاقب"

ذکر ہوا اور مسلم جلد دوم ص۲۶۱ کتاب الفضائل میں یہ حدیث حضرت جبیر بن مطعمؓ سے پانچ مختلف اسناد کے ساتھ مروی ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں وانا العاقب الذی لیس بعدہ نبی۔ میں عاقب ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔

اسی طرح یہ حدیث انہی الفاظ کے ساتھ مسند احمد بن حنبل جلد چہارم ص۸۰ ص۸۱ اور ص۸۴ میں اور مستدرک للحاکم جلد دوم ص۶۶ اور صحیح ابن حبان جلد ۱۴ ص۲۱۹ کتاب التاریخ میں حضرت جبیرؓ ہی سے مختلف اسناد کے ساتھ مروی ہے۔

۲۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی یہ مضمون مسند احمد بن حنبل جلد ششم ص۲۵ اور مستدرک ص۔۔ میں مروی ہے۔ جس کے بعض الفاظ یہ ہیں فواللہ انی لانا الحاشر وانا العاقب آمنتم ام کذبتم۔ خدا کی قسم بلاشبہ بالتحقیق میں یقیناً حاشر ہوں اور میں عاقب ہوں۔ تم خواہ مانو یا جھٹلاؤ، تمہاری مرضی۔

۳۔ ابوالفضل رضی اللہ عنہ سے بھی یہ مضمون یوں مروی ہے کہ فرمایا: اللہ کے ہاں میرے دس نام ہیں۔ محمدؐ، احمد، ابوالقاسم، فاتح، خاتم، ماحی، عاقب، حاشر، یٰس۔ طٰہٰ۔ کنز العمال راویاً عن ابن عدی فی الکامل و ابن عساکر جلد چہارم ص۲۳۹ علی حاشیہ مسند احمدؒ، درمنثور راویاً عن ابن مردویہ جلد پنجم ص۱۵۵ (سورہ طٰہٰ)۔

۴۔ جابر رضی اللہ عنہ سے بھی ابن عدی نے کامل میں یہی مضمون روایت کیا جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے ہاں میرے دس نام ہیں۔ اور ان میں عاقب بھی ذکر فرمایا، اور اس میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ وانا المقفی قفیت النبیین۔ میں مقفی ہوں۔ سب نبیوں کے بعد آیا ہوں۔

۵۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بھی یہ حدیث یوں مروی ہے کہ فرمایا: انا محمد و احمد والمقفی۔ مسلم جلد دوم ص۲۶۱، مسند احمد جلد چہارم ص۳۹۵

۶۔ حضرت نافع نے یہ حدیث مرفوعاً یوں روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: انا محمد وانا احمد وانا المقفی والحاشر والماحی والخاتم و العاقب رواہ احمد وابن سعد والطبرانی والحاکم

اس کے علاوہ یہ حدیث ابن عدی نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا، اسامہ بن زیدؓ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کی ہے۔ یونہی شمائل ترمذی ذکر اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص۲۶ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ مضمون مروی ہوا، جس میں مقفی اور حاشر کے اسماء بھی ذکر ہوئے۔ تو کل گیارہ صحابہ سے یہ مضمون روایت ہوا۔ اس طرح یہ حدیث بھی مضمون کے اعتبار سے متواتر ٹھہری۔

یا درہے عاقب، حاشر، خاتم اور مقفی سب کا مفہوم ایک ہی ہے۔ خاتم تو واضح ہے۔ حاشر کی بھی خود حدیث میں وضاحت آگئی کہ یحشر الناس علی قدمی۔ لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے۔ امام نووی فرماتے ہیں ای یحشرون علی اثری وزمان نبوتی ورسالتی ولیس بعدی نبی —— یعنی میرے زمانہ نبوت ورسالت کے بعد حشر بپا ہو جائے گا میرے بعد اور نبی نہیں آئے گا۔ اور مقفی کا معنیٰ بھی پیچھے آنے والا ہے۔ قرآن میں ہے وقفینا علی آثارھم بعیسی ابن مریم۔ اور ان انبیاء کے بعد ہم نے حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کو بھیجا۔ (مائدہ آیت ۴۶)

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب نبی ہوتے۔ الحدیث

حدیث ۶ عن عقبۃ بن عامر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان بعدی نبیاً لکان عمر بن الخطاب۔ ترمذی شریف جلد دوم ص۲۰۹

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب نبی ہوتے۔

۱۔ عقبہ بن عامرؓ سے یہ حدیث ۔ امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند جلد چہارم ص۱۵۴ اور حاکم نے مستدرک کے جلد سوم ص۹۲ میں بھی روایت کی ہے ۔

۲۔ عصمہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے انہی الفاظ کے ساتھ یہ حدیث طبرانی نے بھی روایت کی ہے ۔ مجمع الزوائد جلد نہم ص۱۷ کتاب المناقب۔

۳۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی یہ حدیث مروی ہے ۔ طبرانی نے اوسط میں اسے لیا ہے اور الفاظ یہ ہیں لَوْ کَانَ اللّٰہُ بَاعِثًا رَسُوْلًا بَعْدِیْ لَبَعَثَ اللّٰہُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ـــــ اگر اللہ تعالیٰ میرے بعد کسی رسول کو مبعوث کرنے والا ہوتا تو عمر فاروق کو نبی بنا کر بھیجتا ۔ مجمع الزوائد جلد ۹ ص۱۷

۴۔ حضرت عبد اللہ بن عمر سے بھی یہ حدیث مروی ہے

(طبرانی جلد ۷ ص۱۳۱ ابن عساکر خطیب)

۵۔ حضرت مالک رضی اللہ عنہ ۔ خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں آپ سے اسے روایت کیا ہے حد تو یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اس حدیث سے استدلال کیا ہے ۔ وہ لکھتے ہیں :

"حضرت عمر کا درجہ جانتے ہو کہ صحابہ میں کس قدر بڑا ہے ۔ یہاں تک کہ بعض اوقات ان کی رائے کے موافق قرآن شریف نازل ہو جایا کرتا تھا ۔ اور ان کے حق میں یہ حدیث ہے کہ شیطان عمر کے سائے سے بھاگتا ہے اور دوسری حدیث ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا ۔" ازالہ اوہام اول ص۲۱۹ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۳

تو یہ حدیث علی الاقل خبر مشہور ٹھہری ۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ۔ یاد رہے کہ حضرت عمر فاروق اگر نبی ہوتے تو یقیناً صاحبِ شریعت نبی نہ ہوتے یعنی غیر صاحب شریعت اور متبع نبی ہوتے ۔ کیونکہ مرزائی بھی مانتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت آخری شریعت ہے اگر حضرت عمر نبی بنائے جاتے تو انہیں شریعت محمدیہ ہی کی پیروی کرنا پڑتی جیسے

یوشع بن نون و دیگر انبیاء بنی اسرائیل شریعت موسویہ کے پیروکار تھے ۔ مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی ہو ہی نہیں سکتا خواہ وہ غیر تشریعی اور امتی ہی کیوں نہ ہو ۔ اس حدیث نے بھی فتنۂ انکارِ ختم نبوت کی جڑ کاٹ کر رکھ دی ہے ۔ اگر عمر فاروق جیسا انسان نبی نہیں بن سکتا جبکہ ان کی زبان پہ رب بولے ۔ اُن کے سائے سے شیطان بھاگے ۔ اور وہ مرادِ رسول ہیں ۔ تو کوئی اور شخص کیسے نبی بن سکتا ہے ۔

یہاں یہ بھی یاد رہے کہ لو کان بعدی نبیا کا صاف صاف مفہوم جو ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے یہ ہے کہ اگر میرے بعد سلسلۂ نبوت جاری رہتا اور جس طرح پہلے لوگوں کو نبوت دی جاتی تھی اگر اب بھی کسی نبوت کا دیا جانا ممکن ہوتا تو عمر کو نبوت دے دی جاتی ۔ معلوم ہوا ختم نبوت کا مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت دی نہیں جائے گی ۔ رہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو وہ جب آخر زمانہ میں آئیں گے تو انہیں نبوت دی نہیں جائے گی وہ تو ان کے پاس پہلے سے موجود ہوگی ۔ پتہ نہیں مرزائی لوگ یہ صاف مفہوم کیوں نہیں سمجھتے اور بلا وجہ یہ بحث چھیڑتے ہیں کہ اگر نبوت ختم ہو چکی ہے تو عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا کیسے جائز ہو سکتا ہے ۔ ہم کہتے ہیں اگر ایک بچے کو بھی یہ حدیث سنائی جائے لو کان بعدی نبیا الخ تو وہ اس کا یہی مفہوم سمجھے گا جو ہم نے ذکر کیا ۔ اگر مرزائی لوگ اتنی سادہ سی بات نہیں سمجھ سکتے تو پھر دلوں کے تالے اللہ ہی کھول سکتا ہے ۔

ہم دُنیا میں آخر میں آئے ہیں اور قیامت میں ہمیں سب سے پہلے فارغ کیا جائے گا ۔ حدیث

حدیث ۷ | عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: نحن

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم سب سے آخر میں آئے ہیں اور

الآخرون السابقون یوم القیامة بیدان کل امة اوتیت الکتاب من قبلنا واوتیناہ من بعدھم ۔ قیامت میں سب سے پہلے ہوں گے البتہ ہر اُمت کو ہم سے قبل کتاب دی گئی اور ہمیں سب سے آخر میں دی گئی ۔

بخاری جلد اول کتاب الجمعہ ص۱۲۰ مسلم جلد اول کتاب الجمعہ ص۲۸۲

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مسلم نے چار مختلف اسناد کے ساتھ روایت کی ہے۔ علاوہ ازیں نسائی ص۲۰۲ جلد اول کتاب الجمعہ اور مسند احمد بن حنبل جلد دوم میں کثیر اسناد کے ساتھ مروی ہے دیکھیے جلد دوم ص۲۴۳، ص۲۴۶، ص۲۷۴، ص۳۱۲، ص۳۴۱، ص۵۰۳، ص۵۰۴ وغیرہ

۲۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مسلم جلد اول ص۲۸۲ کتاب الجمعہ اور نسائی ص۲۰۲ کتاب الجمعہ میں مروی ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نحن الاخرون من اھل الدنیا والاولون یوم القیمة المقضی لھم قبل الخلائق ——— ہم اہلِ دنیا میں سب سے آخری اُمت ہیں اور روزِ قیامت میں سب سے اول ہوں گے، سب خلائق سے پہلے ہمارا حساب ہوگا۔

۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی حدیث ابن ماجہ کتاب الزہد ص۳۱۷، اور مسند احمد جلد اول ص۲۹۶ میں روایت کی گئی ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں: نحنُ آخر الامم واول من یحاسب ہم سب سے آخری اُمت ہیں اور ہمارا حساب (قیامت میں) سب سے قبل ہے۔

۴۔ عمرو بن قیس رضی اللہ عنہ سے کنز العمال جلد چہارم ص۳۰۶ میں یہی حدیث بروایت ابن عساکر اور دارمی نقل کی گئی ہے۔ یہ عمرو بن قیسؓ وہی نابینا صحابی ہیں جنہیں ابن اُم مکتوم کہتے ہیں۔ اس روایت کے الفاظ یہ ہیں، ان اللہ ادرک

بی الاجل المرحوم واختارنی اختیارا فنحن الاولون ونحن السابقون یوم القیامة ۔ اللہ نے مجھے آخری زمانہ میں بھیجا اور مجھے چن لیا۔ تو ہم ہی آخری اُمت ہیں اور روزِ قیامت سب سے پہلے ۔

۵۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بھی اس مضمون کی طویل حدیث مروی ہے جس میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا نحن الاخرون السابقون یوم القیامة ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ و مسند اسحاق)

تو یہ حدیث بھی اپنے مفہوم میں نص صریح ہے اور اس کے خبر مشہور ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اس نے بھی فیصلہ کر دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تمام انبیاء کے بعد آخر پر ہے۔ آپ کے بعد کسی نبی کا زمانہ نہیں۔

میں اور قیامت دونوں دو انگلیوں کی طرح ایک ساتھ ہیں۔ حدیث

حدیث ۸ عن ابی ھریرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم: بعثت انا والساعة کھاتین یعنی اصبعین ۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اور قیامت ہم دونوں ان دو انگلیوں کی طرح اکٹھے بھیجے گئے ہیں۔

(بخاری شریف جلد دوم ص۹۶۳ کتاب الرقاق)

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میرے زمانہ نبوت کے بعد متصلاً قیامت ہے۔ درمیان میں کوئی اور نبی مبعوث نہیں کیا جائے گا، جیسے دو انگلیوں کے درمیان کوئی اور انگلی نہیں۔ اسی طرح میرے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں، یہ مفہوم ابھی آگے آنے والی مختلف روایات کے الفاظ ہی سے واضح ہو جائے گا۔ یہ حدیث متواتر ہے، جس کے راوی درج ذیل ہیں۔

۱۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے تو صرف بخاری ہی نے یہ حدیث لی، کما سبق

۲۔ انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بخاری حوالہ مذکورہ کے علاوہ مسلم جلد دوم صـ۴۰۶ کتاب الزہد میں پانچ مختلف اسناد کے ساتھ مروی ہے اور ترمذی ابواب الفتن جلد دوم صـ۴۴ میں بھی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کے الفاظ یوں بھی مروی ہیں انتم والساعۃ کھاتین - یعنی تم اور قیامت دونوں یوں اکٹھے ہو جیسے یہ دو انگلیاں حاکم فی مستدرکہ جلد چہارم صـ۵۳۹ کتاب الفتن۔ ان الفاظ نے حدیث کا معنیٰ مزید واضح کر دیا کہ جیسے اُمتِ محمدیہ اور قیامت کے درمیان کوئی اُمت نہیں اسی طرح نبوّت محمدیہ اور قیامت کے درمیان کوئی اور نبوّت نہیں خواہ وہ کسی طرح کی نبوّت ہو۔ ظلی ہو یا بروزی کوئی فرق نہیں۔

۳۔ سہل بن سعد رضـ سے بخاری جلد دوم کتاب التفسیر صـ۷۳۵ اور مسلم جلد دوم صـ۴۰۶ کتاب الزہد میں یہ حدیث مروی ہے۔

۴۔ حضرت مُستَورِد رضی اللہ عنہ سے ترمذی جلد دوم صـ۴۴ ابواب الزہد میں یہ حدیث بایں الفاظ مروی ہے۔ بُعِثتُ انا فی نفس الساعۃ فسبقتھا کما سبقت ھٰذہٖ ھٰذہٖ - میں قیامت ہی میں بھیجا گیا ہوں مگر میں اس سے پہلے آیا جیسے یہ انگلی اس انگلی سے پہلے ہے۔ یعنی میری بعثت بھی علاماتِ قیامِ قیامت کا حصہ ہے۔ تاہم میں پہلے ہوں اور قیامت میرے متصل بعد۔ میرے اور قیامت کے درمیان کسی اور نبی کی بعثت نہیں۔

۵۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مسلم جلد اول صـ۲۸۴ اور نسائی جلد اول صـ۲۳۴ صلوٰۃ العیدین میں یہی حدیث مروی ہے۔

۶۔ جابر بن سمرہ رضـ سے یہ حدیث بخاری والے الفاظ کے ساتھ مسند احمد بن حنبل

جلد پنجم میں تین مختلف اسناد کے ساتھ مروی ہے دیکھیے جلد پنجم صـ۹۲ صـ۱۰۳ اور صـ۱۰۸ اور مجمع الزوائد جلد دہم صـ۳۱۴ کے مطابق حضرت جابر سے بزار اور طبرانی کبیر نے بھی یہ حدیث لی ہے۔

۷۔ بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مسند احمد بن حنبل جلد پنجم صـ۳۴۸ میں یہ حدیث یوں مروی ہے بعثت انا والساعۃ جمیعاً ان کادت لتسبقنی میں اور قیامت اکٹھے اٹھائے گئے ہیں۔ قریب تھا کہ وہ مجھ سے سبقت لے جاتی (مگر میں اس سے سبقت لے گیا ہوں)۔ یعنی قیامت مجھ سے یوں متصل ہے کہ قریب تھا کہ اس کا کچھ حصّہ مجھ سے پہلے ہو جاتا، مگر میں اس سے پہلے آیا ہوں۔ وہ میرے بعد متصل ہے، یعنی جوں ہی میرا زمانۂ دعوت و تبلیغ ختم ہوگا قیامت قائم ہو جائے گی۔

۸۔ وہب سوائی رضـ اور ۹۔ ابو جبیرہ بن ضحاک رضـ سے بھی یہ حدیث مجمع الزوائد جلد دہم صـ۳۱۴ میں احمد اور طبرانی کے حوالے سے روایت کی گئی ہے۔

اس حدیث کے تحت۔ علامہ سندھی حاشیۂ نسائی میں لکھتے ہیں:

"دو انگلیوں کی تشبیہ مقارنت بیان کرنے کے لیے ہے کہ جیسے ان کے درمیان اور انگلی نہیں اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں"

امام قرطبیؒ "تذکرہ" میں فرماتے ہیں: "اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں آنے والا، میرے بعد قیامت ہی آئے گی۔ جیسے شہادت کی انگلی کے بعد درمیانی انگلی ہی آتی ہے اور ان کے درمیان کوئی اور انگلی نہیں۔ ..... میرے اور قیامت کے درمیان بھی کوئی نبی نہیں"

(التذکرۃ فی احوال الموتٰی وامور الآخرۃ صـ۱۷۱)

حضرت عبدالغنی مجددی دہلوی حاشیۂ ابن ماجہ میں فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد اس لیے فرمایا کہ آپ کا وجود قیامِ قیامت کی علامتِ اول ہے۔ بعد میں دوسری علامات ہیں۔ اور آپ کے بعد قیامت سے قبل آپ کی اُمت کے سوا کوئی اور اُمت نہیں، جب آپ کی اُمت ختم ہو گی قیامت آجائے گی۔

اور اس مفہوم پر کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت ہی آنے والی ہے کوئی اور نبی نہیں۔ قرآن کریم کی متعدد آیات اور کثیر احادیث اشارتًا دلالت کرنے والی بھی موجود ہیں۔ جیسے اقتربت الساعۃ الخ اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ الخ اقترب للناس حسابھم ------ الخ وغیرہ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز صبح سے شام تک وعظ فرمایا اور غروبِ آفتاب کے قریب ارشاد فرمایا قیامت تک زمانے میں سے اتنا ہی حصہ باقی رہ گیا ہے جتنا آج کے دن میں سے وقت بچا ہے۔ (ترمذی شریف مسند بزار وغیرہ) ایک حدیث میں یوں ہے کہ دنیا میں سے اتنا وقت ہی رہ گیا ہے جتنا کہ برتن خالی ہونے کے بعد اس کی تہہ میں پانی رہ جاتا ہے۔ (مسند احمد)

بلکہ یہاں ایک واضح حدیث بھی موجود ہے جو قربِ قیامت اور ختمِ نبوت پر نصِ صریح ہے۔ حضرت ابوزمل رضی اللہ عنہ نے ایک طویل خواب دیکھا جو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا، اس کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونٹنی پر سوار ہیں اور اسے چلا رہے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعبیر یوں ارشاد فرمائی:

واما الناقۃ التی رایتھا و رایتنی ابعثھا فھی الساعۃ علینا تقوم لا نبی بعدی ولا امۃ بعد امتی الخ۔

وہ اونٹنی جو تم نے دیکھی اور مجھے اسے چلاتے ہوئے دیکھا وہ قیامت ہے جو ہم پر قائم ہو گی نہ میرے بعد کوئی نبی ہے اور نہ میری اُمت کے

بعد کوئی اُمت ہے۔ (بیہقی فی دلائل النبوۃ، ذکرہ ابن کثیر)

تو اس حدیثِ متواتر المعنیٰ نے بھی جو کثیر صحابہ سے مروی ہے ختمِ نبوت پر مہرِ تصدیق ثبت کر دی ہے۔ الحمد للہ

اس دین کی ابتداء نبوت سے ہوئی اس کے بعد خلافت ہے۔ حدیث

حدیث ۹ | عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکون النبوۃ فیکم ما شاء اللہ ان تکون ثم یرفعھا اذا شاء اللہ ان یرفعھا ثم تکون خلافۃ علی منھاج النبوۃ فتکون ما شاء اللہ ان تکون ثم یرفعھا اذا شاء اللہ ان یرفعھا ثم تکون ملکا عاضا فیکون ما شاء اللہ ان یکون ثم یرفعھا اذا شاء یرفعھا الخ

مسند احمد بن حنبل جلد چہارم ص ۲۷۳

حضرت حذیفہ رض روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے درمیان جب تک اللہ نے چاہا نبوت رہے گی۔ پھر جب اللہ چاہے گا اسے اُٹھالے گا، پھر نبوت کی طرز پر خلافت ہو گی جب تک اللہ چاہے گا، پھر جب اللہ چاہے گا اسے اُٹھالے گا پھر پنجہ زن ملوکیت آجائے گی اور جب تک اللہ چاہے گا رہے گی، پھر جب اللہ چاہے گا اسے اُٹھا لے گا۔

اس سے آگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ اس کے بعد جابرانہ ملوکیت آئے گی پھر نبوت کی طرز پر خلافت آئے گی۔ اس کے بعد آپ خاموش ہو گئے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی پوری ہوئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے ساتھ ہی نبوت کا دور ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا۔ پھر خلفاء راشدین نے نبوت کی طرز پر خلافت قائم فرمائی۔ پھر حضرت امیر معاویہ رض والی ملوکیت آئی جو بہت حد تک دین میں پنجہ زن تھی اور اس پر خلافت علی منہاج النبوۃ کی گہری چھاپ

تھی۔ پھر یزیدی دور سے جابرانہ وظالمانہ ملوکیت کا آغاز ہوا۔ اور اس کے بعد عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک بار پھر نبوت کی طرز پر کچھ دیر تک خلافت قائم ہوئی۔

خلاصہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمانے کے ساتھ ہی نبوت کا دور ختم ہو گیا۔ اسی لیے حضرت حذیفہ جنہوں نے یہ حدیث روایت کی ہے۔ فرمایا کرتے تھے۔ ذهبت النبوة فكانت الخلافة على منهاج النبوة۔
نبوت جاتی رہی اب نبوت کے طریقہ پر خلافت ہے (مگر نبوت نہیں)

(مسند احمد بن حنبل جلد پنجم صـ۴۰۴)

یہ حدیث متعدد صحابہ کرام سے مختلف اسانید کے ساتھ مختلف پیرائے میں مروی ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ۔ آپ سے مروی کلمات اوپر ذکر ہوئے، اور مسند احمد میں آپ سے یہ حدیث بار بار آئی ہے۔ مختلف طرق و اسانید کے ساتھ۔

۲۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رض۔ آپ سے یہ حدیث یوں مروی ہے۔

عن ابی عبیدة بن الجراح قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: اول دینکم نبوة ورحمة ثم ملك ورحمة ثم ملك اعفر ثم ملك وجبروت یستحل فیه الخمر والحریر۔

ابو عبیدہ بن جراح رض سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے دین کی ابتدا میں نبوت ہے رحمت کے ساتھ، پھر حکومت آئے گی رحمت کے ساتھ، پھر خاکسارانہ ملوکیت ہوگی، پھر جابرانہ ملوکیت آئے گی جس میں شراب اور حریر کو حلال قرار دیا جائے گا۔

(سنن دارمی جلد دوم صـ۱۱۴ کتاب الاشربہ)

یہ حدیث بھی صاف بتلا رہی ہے کہ نبوت دینِ محمدی کی ابتدا میں ہے اور بس، اس کے بعد مختلف طرزوں کی حکومتیں ہیں۔ مگر نبوت نہیں۔

۳۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ۔ آپ نے یہ حدیث یوں روایت فرمائی۔

عن ابی عبیدة بن الجراح ومعاذ بن جبل رضی الله عنهما عن النبی صلی الله علیه وسلم قال ان الله بدأ هذا الامر نبوة ورحمة وكائنا خلافة ورحمة وكائنا ملكا عضوضا وكائنا عتوا وجبریتا وفسادا فی الامة۔

(سنن بیہقی جلد ۸ صـ۱۵۹ کتاب قتال اہل البغی)

ابو عبیدہ بن جراح اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما دونوں روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے یہ دین نبوت و رحمت سے شروع فرمایا۔ پھر خلافت و رحمت آئے گی، پھر پنجہ زن ملوکیت ہوگی، پھر سرکشی، استبداد، اور فساد فی الامت کا دور آئے گا۔

یہ حدیث بھی کس قدر صراحت سے کہہ رہی ہے کہ اللہ نے دین کی صرف ابتدا نبوت سے کی ہے۔ اس کے بعد نبوت نہیں رکھی۔ بلکہ خلافت رکھی ہے جس میں رحمت ہے یعنی اگر خلافت رہے تو رحمت رہے گی۔

۴۔ ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ۔ طبرانی کبیر میں آپ سے انہی الفاظ کے ساتھ جو حضرت معاذ رض نے روایت کیے ہیں یہ حدیث مروی ہے۔ (کذا فی کنز العمال)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث طبرانی نے ایک اور پیرائے میں بھی بیان فرمائی ہے۔ جس کے بعض الفاظ یہ ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انا محمد النبی اوتیت مفاتیح الكلم وخواتمه فاطیعونی مادمت بین

میں محمد ہوں (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اللہ کا نبی، مجھے کلمات کی ابتدا و انتہا دی گئی ہے (مکمل دین عطا فرمایا

اظهركم فاذا ذهب بي فعليكم بكتاب الله احلوا حلاله وحرموا حرامه. ...... تناسخت النبوة فصارت ملكا رحم الله من اخذها بحقها وخرج منها كما دخلها امسك يا معاذ.الخ۔	گیا ہے، تو جب تک تم میں میں موجود ہوں میری اطاعت کرو، جب اللہ مجھے لے جائے تو تم پر کتاب اللہ کی پیروی لازم ہے اس کے حلال کو حلال جانو اور حرام کو حرام .... نبوت ختم ہو چکی ہے اب وہ حکومت کی صورت بن گئی ہے۔ تو خدا اس شخص پر رحمت کرے جو حکومت کا حق ادا کرے اور جیسے اس میں داخل ہوا تھا ویسا ہی اس سے نکل آئے۔ اے معاذ یاد رکھ لو!

(کنز العمال عن الطبرانی فی الکبیر جلد پنجم صفحہ ۱۱۴ کتاب الفتن الباب الثانی)

یہ حدیث بھی کتنے واشگاف الفاظ میں بتلا رہی ہے کہ اُمت محمدیہ کے لیے صرف آپ ہی نبی ہیں۔ اسی لیے فرمایا انا محمد النبی اور بعد میں فرمایا تناسخت النبوۃ یعنی اب میرے بعد نبوت ہمیشہ کے لیے منسوخ ہو چکی۔ اب نبوت نہیں حکومت ہے۔ جو اسے نبوت کے طریقے پر چلائے گا کامیاب رہے گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے "النبوۃ" کہہ کر نبوت کی ہر قسم کو منسوخ قرار دیا ہے یعنی جنس نبوت ختم ہو گئی ہے۔ اب کسی قسم کی نبوت باقی نہیں رہی اگر نبوت کی کسی قسم کا نام ظلی یا بروزی نبوت ہے تو وہ بھی ختم ہو چکی ہے۔ کیا اتنی واضح احادیث بھی مرزائیوں کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی نہیں؟

۵۔ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ آپ سے یہ حدیث موقوفاً بدیں الفاظ مروی ہے۔

ان الله بدأ هذا الامر حين	اللہ نے جب یہ دین شروع کیا تو

بدأ نبوة ورحمة، ثم يعود الى خلافة ثم يعود الى سلطان ورحمة ثم يعود ملكا ورحمة ثم يعود جبرية تكادمون تكادم الحمير الخ۔	نبوت اور رحمت سے شروع ... پھر یہ دین خلافت کی طرف لوٹتا ہے، پھر رحمت والی سلطنت کی طرف، پھر رحمت والی حکومت کی طرف۔ پھر جابرانہ نظام کی طرف، جس میں تم گدھوں کی طرح ایک دوسرے پر جھپٹو گے۔

(مستدرک للحاکم جلد چہارم صفحہ ۵۲ کتاب الفتن)

۶۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔ آپ سے بھی اسی مضمون کی حدیث مروی ہے اور آگے وہ تفصیل سے آرہی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انه لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون۔	بیشک میرے بعد کوئی نبی نہیں آنے والا البتہ میرے بعد خلفاء ہوں گے جو کثرت کے ساتھ آئیں گے۔

(بخاری جلد اول صفحہ ۴۹۱ کتاب الانبیاء،
مسلم جلد دوم صفحہ ۱۲۶ کتاب الامارۃ، ابن ماجہ کتاب الجہاد صفحہ ۲۰۶)

کیا یہ الفاظ صاف طور پر بتلا نہیں رہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص نبی نہیں کہلا سکتا البتہ خلیفہ یا حاکم وغیرہ کہلا سکتا ہے۔

تو یہ مضمون کہ اب نبوت نہیں صرف خلافت ہے متعدد صحابہ کرام نے روایت کیا ہے اس لیے اس کے معناً خبر مشہور ہونے میں کچھ اشتباہ نہیں۔

ان روایات میں یہ چیز قابل غور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد قائم ہونے والی خلافت کی خبر دی ہے اس کے بعد ملوکیت کی مختلف صورتوں کی پیش گوئی بھی فرمائی ہے، اگر آپ کے بعد مرزا صاحب کے قالب میں نبوت بھی آنے والی تھی تو آپ نے اس کی خبر کیوں نہ دی۔ خلافت کا انکار بغاوت اور سرکشی ضرور ہے مگر کفر نہیں جبکہ نبوت کا انکار کفر و ارتداد ہے۔ خصوصاً مرزا صاحب کا تو یہ کہنا ہے کہ انہیں ہر نبی

کی عظمت سے نوازا گیا ہے۔ مرزا صاحب کہتے ہیں :

زندہ شد ہر نبی بہ آمدنم — ہر رسولے نہاں بہ پیرہنم
آنچہ داداست ہر نبی را جام — داد آں جام را مرا بتمام
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے — من بعرفاں نہ کمترم زکسے

ترجمہ: میری آمد سے ہر نبی زندہ ہو گیا ہے۔ میرے لباس میں ہر رسول چھپا ہے ہر نبی کو جو جام دیا گیا تھا وہ جام مجھے پورے کا پورا پلایا گیا ہے۔ انبیاء اگرچہ بہت ہوئے ہیں مگر میں عرفان میں کسی سے کمتر نہیں ہوں۔

(نزول المسیح مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۸ ص ۴۷۷ مطبوعہ لندن)

تو سوال یہ ہے کہ جب مرزا غلام احمد قادیانی کی صورت میں اتنا عظیم المرتبت نبی دنیا میں آنے والا تھا تو کیا وجہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام تک نہ لیا اور اُمت کو اس کے نام و نسب سے آگاہی نہ دی۔

ختم نبوت پر احادیث نبویہ کے ذخیرے میں سے ہم نے وہ احادیث چن کر پیش کر دی ہیں، جن میں سے کچھ تو اخبار مشہورہ ہیں اور اکثر متواتر ہیں۔ اور یہ شاید اس موضوع پر ایک طرح سے نیا کام ہے۔ یاد رہے علماء اصولِ حدیث کے مطابق جو حدیث دو سے زائد صحابہ کرام سے مروی ہو اسے خبرِ مشہور کہا جاتا ہے اور جسے صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت نے روایت کیا ہو وہ خبرِ متواتر کہلاتی ہے (مقدمہ اشعۃ اللمعات از شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ) جبکہ مذکورہ احادیثِ نبویہ میں سے ہر ایک کو صحابۂ حبیبِ رحمان علیہم الرضوان کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے پھر صحابہ سے تابعین کی جماعتوں نے انہیں آگے نقل کیا ہے۔ اس طرح ہر حدیث کی متعدد اسانید وجود میں آگئیں اور ہر اسناد کو باختلافِ رواۃ محدثین کی عظیم جماعت نے اخراج کیا ہے۔ من شاء فلیراجع الی کتب الحدیث اد

الی ما ذکرنا ہ سابقاً - اور جو امر احادیثِ متواترہ سے ثابت ہو اس کا منکر بالاتفاق دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ بلکہ خود مرزا غلام احمد قادیانی تواتر کی اہمیت بایں الفاظ بیان کرتے ہیں :

"یہ بات ظاہر ہے کہ تواتر ایسی چیز ہے کہ اگر غیر قوموں کی تاریخ کی رو سے پایا جائے تو تب بھی ہمیں قبول کرنا ہی پڑتا ہے۔ جیسا کہ ہندوؤں کے بزرگوں رام چندر اور کرشن کا وجود تواتر کے ذریعہ سے ہی ہم نے قبول کیا ہے۔" (ازالہ اوہام ص ۳۹۹)

ہم مرزا صاحب کے پیروکاروں سے پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ ہندو اور سکھ جو چیز تواتر سے کہیں وہ آپ کے نزدیک قابلِ تسلیم ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا مسلمانوں نے نسل در نسل تواتر سے قبول کیا ہے اور احادیثِ متواترہ نے اُمت کے ہر ہر فرد کو بتلایا ہے۔ کیا وہ مسلمانوں کا تواتر ماننے کے لیے بھی تیار ہیں یا نہیں؟

ختمِ نبوت پر احادیثِ صحیحہ مرفوعہ اخبار احاد

احادیثِ متواترہ و مشہورہ کے بعد ہم وہ احادیث ذکر کرنا مناسب جانتے ہیں جو صحیح مرفوع مسند اور متصل و مشہورہ اخبار احاد ہیں۔ ایسی احادیث یوں تو ان گنت ہیں مگر ہم نے ان میں سے چند کا انتخاب کیا ہے۔

میرے ذریعے سلسلۂ انبیاء ختم کر دیا گیا۔ حدیث

حدیث نمبر ۱ عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فُضِّلتُ علی الانبیاء بستٍ اعطیت جوامع الکلم ونصرت

ابوہریرہ رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : مجھے دیگر تمام انبیاء پر چھ اعتبار سے فضیلت دی گئی ہے۔ مجھے جوامع الکلم

بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض طهورًا ومسجدًا وارسلت الی الخلق کآفۃً و ختم بی النبیون۔

مسلم شریف جلد اول ص۱۹۹ کتاب المساجد۔ مسند احمد بن حنبل جلد دوم ص۴۱۲ سنن بیہقی جلد نہم ص۵ کتاب السیر

(مختصر اور جامع اندازِ کلام) سے نوازا گیا رعب و دبدبہ دے کر میری مدد کی گئی میرے لیے مالِ غنیمت حلال کیا گیا۔ میرے لیے ساری زمین مسجد اور پاک بنا دی گئی۔ مجھے تمام خلقِ خدا کا رسول بنایا گیا۔ اور میرے ذریعے سلسلۂ انبیاء ختم کر دیا گیا۔

یہ حدیث دو اعتبار سے ختمِ نبوت پر دال ہے: "مجھے تمام خلقِ خدا کا رسول بنایا گیا" سے پتہ چلا کہ روئے زمین بلکہ پوری کائنات کو ردائے رسالت محمدی نے اپنے دامن کے جلووں میں لپیٹ رکھا ہے۔ اگر سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے انبیاء کی طرح کسی مخصوص علاقہ و قوم کے رسول ہوتے تو شاید دوسرے علاقوں میں اور دوسری اقوام کے لیے کسی اور رسول کا آنا ممکن ہوتا مگر جب ساری کائنات تا قیامت رسالت محمدی کے زیر سایہ آگئی تو اب کسی اور نبی و رسول کی آمد کا ہر امکان ختم ہو گیا۔ اور (ختم بی النبیون) "میرے ذریعے سلسلۂ انبیاء ختم کر دیا گیا" نے سب جھگڑے مٹا دیئے الحمد للہ۔ کیونکہ لفظ "النبیون" "تمام انبیاء کرام کو شامل ہے خواہ وہ صاحبِ شریعت ہوں یا نہ ہوں، یعنی آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ تمام کی تمام جماعتِ انبیاء کی مجھ پر انتہاء ہو گئی ہے۔ اب اگر کوئی شخص خود کو نبی کہے اور کسی بھی معنیٰ میں خود پر لفظِ نبی کا اطلاق کرے تو جھوٹا ہے اور دائرہ اسلام سے خارج۔ کیا اس قدر نص صریح کے بعد بھی جماعتِ مرزائیہ میں سے کسی کے ضمیر میں خلش نہیں ہوگی؟ ورنہ ہم پوری مرزائی اُمت سے سوال کرتے ہیں کہ "ختم بی النبیون" جیسی نص صریح سے غیر صاحبِ شریعت کا استثناء کرنے کے لیے مرزائیوں کے پاس کیا دلیل ہے۔

میں تخلیقِ آدم سے قبل اللہ کے ہاں خاتم النبیین لکھا گیا تھا۔ ارشادِ نبی

حدیث ۱۱ عن العرباض بن ساریۃ السلمی قال: سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول: انی عند اللہ فی اول الکتاب لخاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ الخ

حضرت عرباض بن ساریہ سلمی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: میں نے سنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: بیشک میں اللہ کے ہاں پہلی تحریر میں خاتم النبیین لکھ دیا گیا تھا، جبکہ آدم علیہ السلام ابھی اپنی مٹی میں گندھے ہوئے تھے (ابھی ان کا خمیر تخلیق گوندھا جا رہا تھا۔ اور وہ ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے)۔

حاکم جلد دوم کتاب تواریخ الانبیاء ص۶۵۶، مسند احمد جلد چہارم ص۱۲۷ اور ص۱۲۸ اور دو اسناد کے ساتھ، مجمع الزوائد جلد ہشتم ص۲۲۳ (بزار و طبرانی کی روایت سے)

بعض مرزائی اس حدیث سے یہ استدلال لیتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کی تخلیق سے بھی قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے اور آدمؑ تا عیسیٰؑ ہزاروں انبیاء بعد میں آئے مگر آپ کی شانِ ختم نبوت میں فرق نہ آیا تو ایک مرزا غلام احمد کے آنے سے کیا فرق پڑے گا۔ معلوم ہوا خاتم النبیین کا معنیٰ افضل النبیین ہے۔ نہ کہ آخر النبیین، مگر انہوں نے ان الفاظِ حدیث میں غور نہیں کیا "انی عند اللہ فی اول الکتاب" یعنی میں اللہ کے ہاں پہلی تحریر میں خاتم النبیین لکھا گیا تھا۔ گویا ازل میں تخلیقِ آدم سے قبل قلمِ قدرت نے صرف یہ فیصلہ لکھا تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء کے بعد آئیں گے اور خاتم النبیین بنیں گے۔ چنانچہ فیصلۂ ازلی کے مطابق آپ عملاً خاتم الانبیاء بن کر تشریف لے آئے اب جو بھی خود کو نبی کہے وہ کذاب و مفتری ہی ہو سکتا ہے اس کے یہاں خاتم بمعنیٰ افضل لینے کی چال نہیں چل سکتی۔

--- ---

میں خاتم النبیّین ہوں اور مجھے کچھ فخر نہیں۔ ارشاد نبی

حدیث ۱۲ عن جابر رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: انا قائد المرسلین ولا فخر وانا خاتم النبیین ولا فخر وانا اول شافع واول مشفع ولا فخر۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں سالارِ مرسلین ہوں اور کچھ فخر نہیں۔ میں خاتم النبیین ہوں اور کچھ فخر نہیں۔ میں سب سے پہلے (قیامت میں) شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول ہوگی، اور کچھ فخر نہیں۔

سننِ دارمی جلد اول ص۳۱، کنز العمال جلد ۱۱ ص۴۰۴ حدیث نمبر ۳۱۸۸۳، سننِ بیہقی، طبرانی اوسط، بخاری ......

گویا جیسے آپ کے ہاتھوں بابِ شفاعت کھولا جائے گا اسی طرح آپ کے ہاتھوں بابِ نبوت بند کیا گیا ہے، نہ آپ سے پہلے کوئی شافع ہے اور نہ آپ کے بعد کوئی نبی۔ لہٰذا اب کوئی نبی حقیقی ہو یا ظلی۔ تشریعی ہو یا غیر تشریعی نہیں آسکتا۔

پہلے ایک نبی کے وصال کے بعد دوسرا نبی آتا تھا۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا

حدیث ۱۳ عن ابی هریرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبیاء کلما هلك نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون، قالوا فما تامرنا یا رسول اللہ! قال فوا ببیعة الاول فالاول الخ

ابو ہریرہ رض روایت فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل میں انبیاء کرام سیاست (مذہبی راہنمائی وحکومت گری) فرماتے تھے۔ جب ایک نبی کا وصال ہو جاتا تو دوسرا نبی اس کی جگہ لے لیتا، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ خلفاء ہوں گے، جو بکثرت ہوں گے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر ہمارے لیے کیا حکم ہے؟ فرمایا: تم اولاً پہلے خلیفہ کی بیعت پوری کرو پھر اس کے بعد والے کی الخ

بخاری شریف جلد اول ص۴۹۱ کتاب الانبیاء، ابن ماجہ ص۲۰۶ کتاب الجہاد، مسلم شریف جلد دوم ص۱۲۶ کتاب الامارة۔

یعنی اُمّتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں نبوت کا سلسلہ ختم کر کے اس کی جگہ خلافت علیٰ منہاج النبوّت کا سلسلہ جاری فرمایا گیا ہے۔ جو کام انبیاء کرتے تھے اب وہ خلفاء کریں گے۔ یعنی جس طرح موسیٰ علیہ السلام کی جگہ یوشع بن نون علیہ السلام نے تورات کے احکام جاری کیے اور اُمّتِ موسوی کی قیادت کی۔ اور داؤد علیہ السلام کی جگہ سلیمان علیہ السلام نے لے کر زبور کی تبلیغ کی اور اُمّت کی سیادت کی۔ اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاءِ مسلمین کا فریضہ ہے کہ احکامِ قرآنیہ کا اجراء کریں اور اُمّتِ محمدیہ کی قیادت سنبھالیں۔ وائے محرومی کہ اُمّت نے اپنی غفلت سے نظامِ خلافت کو معطل کر رکھا ہے۔

اس حدیث نے غیر تشریعی نبوت کے انسداد پر اس قدر روشنی ڈال دی ہے کہ سوئی کی نوک کے ہزارویں حصے کے برابر بھی خفا باقی نہیں رہا۔ مرزائی بھائیوں سے (انسانی اخوت مراد ہے) دردمندانہ بنامِ انصاف اپیل ہے کہ اس حدیث کو بنظرِ انصاف پڑھیں۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی کے یہ ملفوظات بھی پیشِ نظر رکھیں۔ خدا کی قسم اللہ نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ حقیقۃ الوحی ص۵۰۳ (روحانی خزائن جلد ۲۲)، سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ دافع البلاء ص۲۳۱ (روحانی خزائن جلد ۱۸) اور مرزا قادیانی نے اپنے الہامات میں سے یہ بھی لکھا ہے کہ اللہ نے انہیں یہ الہام کیا وما ارسلناك الا رحمة للعالمین۔ (معاذ اللہ) حقیقۃ الوحی ص۸۵ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۲۲، — وغیر ذلك۔

اب فیصلہ کریں کہ اس واضح ترین ارشادِ نبوی کے بعد کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا

خلفا آئیں گے۔ مرزا صاحب کے یہ اقوال سچ ہیں یا جھوٹ؟ اور مرزا صاحب خود کہتے ہیں جھوٹ بولنا شیطان اور لعنتی آدمی کا کام ہے۔ حقیقۃ الوحی ص۲۱۵۔ خود ہی فیصلہ کرلیں کہ مرزا صاحب کیا ہیں؟ ع

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی!

روز حشر ساری نسل انسانیت ختم نبوت کا اقرار کرے گی۔ حدیث

حدیث ۱۴ | ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت تناول فرمایا، پھر آپ نے روز قیامت کے احوال ذکر فرمائے ارشاد فرمایا کہ تمام انسان سب اگلے اور پچھلے ایک جگہ وسیع میدان میں جمع ہوں گے سورج قریب تر آجائے گا۔ لوگ کہیں گے کہ آج اللہ کے ہاں ہماری سفارش کون کرے گا۔ چنانچہ وہ آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہ کہیں گے کسی اور کے پاس جاؤ۔ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ پھر یکے بعد دیگرے ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کے پاس جائیں گے۔ سب یہی جواب دیں گے، پھر لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہ کہیں گے: تم لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ! آگے حدیث کے یہ الفاظ ہیں - فیاتون محمدا صلی اللہ علیہ وسلم فیقولون یا محمد! اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَخَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ..... اِشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّکَ۔ یعنی پھر لوگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں .... اپنے رب کے ہاں ہماری سفارش کریں۔ (چنانچہ آپ بارگاہِ ربی میں حاضر ہوں گے اور باب شفاعت کھلے گا)۔ بخاری شریف جلد دوم ص۶۸۵ کتاب التفسیر باب قولہ ذریۃ من حملنا۔ سورہ بنی اسرائیل، مسلم شریف جلد اول کتاب الایمان ص۱۱۱

ترمذی شریف جلد دوم ذکر قیامت، اور مسند احمد بن حنبل جلد دوم ص۴۳۶

اس حدیث نے تلایا کہ روز قیامت لوگ مختلف انبیاء کے پاس جائیں گے جن میں سے کچھ صاحب شریعت ہیں اور کچھ نہیں جیسے نوح علیہ السلام۔ اور بقول مرزا غلام احمد قادیانی حضرت عیسیٰ بھی صاحب شریعت نبی نہیں (حاشیہ خطبہ الہامیہ ص۰) اور آخر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں گے۔ پھر انہیں کسی اور نبی کے پاس جانے کی ضرورت ہی نہیں رہے گی۔ لہٰذا اس امر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تشریعی وغیر تشریعی ہر طرح کی نبوت کے ختم ہو جانے پر دلالت کردی ہے اور اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَخَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ کے کلمات نے تو سب شبہات ہی اٹھا دیئے ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام قیامت میں میری ختم نبوت کی گواہی دیں گے ارشادِ نبی

حدیث ۱۵ | حضرت وہب بن مُنَبِّہ (مشہور تابعی) کہتے ہیں کہ حضرت امام حسن بن حضرت علی رضی اللہ عنہما نے سات بدری صحابہ سے یہ حدیث روایت کی ہے اور سب صحابہ نے یہ تلایا۔ (بقول وہب اس کے راوی حضرت ابن عباس بھی ہیں) کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ روز حشر سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کو بلائے گا اور فرمائے گا: تم نے نوح (علیہ السلام) کی اتباع کی تھی یا نہیں؟" وہ کہیں گے: ہمیں تو نوح نے کوئی دعوت نہیں دی نہ تبلیغ کی اور نہ ہی کچھ امر و نہی کیا۔ فیقول نوح دعوتھم یارب دعاء فاشیا فی الاولین والاخرین امۃ بعد امۃ حتی انتھی الی خاتم النبیین احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ یعنی نوح علیہ السلام فرمائیں گے: اے پروردگار! میں نے انہیں وہ دعوت دی جو پہلے اور پچھلے سب لوگوں میں پھیلی ہے (دعوت

توحید و رسالت ۔ تا آنکہ وہ خاتم النبیین احمد صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی ۔ پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اُمّت ارشادِ حضرت نوح ؑ کی تصدیق کرے گی تو قومِ نوح ؑ پکارے گی کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے اور آپ کی اُمّت نے یہ کیسے جان لیا ونحن اول الامم وانتم امتك اخر الامم ۔ یعنی جبکہ ہم پہلی اُمّت ہیں اور آپ اور آپ کی اُمّت سب سے آخری اُمّت ہے ؟ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جواب میں یہ آیتِ قرآنیہ تلاوت فرمائیں گے انا ارسلنا نوحا الی قومہ ان انذر قومك ۔ (سورہ نوح) الخ حاکم فی المستدرک جلد سوم کتاب تواریخ المتقدمین من الانبیاء ص۵۹۷

امام حسن ؓ کے بقول سات بدری صحابہ اس حدیث کے راوی ہیں ۔ اس میں بھی زبانِ نبوی کے مطابق ایک بار حضرت نوح کی زبانی اور دوسری بار اُن کی قوم کی زبانی سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ختم نبوت کا اعلان و اقرار مذکور ہے ۔ فالحمد للہ علی ذلك ۔

میں سب سے آخری نبی ہوں اور تم آخری اُمّت ہو ۔ دجال خود کو نبی کہے گا حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ۔ حدیث

حدیث ۱۶ | ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا : جس میں زیادہ تر دجال سے متعلق گفتگو فرمائی ارشاد فرمایا :

ان اللہ لم یبعث نبیا الا حذر امتہ الدجال وانا اٰخر الانبیاء وانتم اٰخر الامم .... فیقول انا نبی ولا نبی بعدی الخ ۔

اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی نبی نہیں بھیجا جس نے اپنی اُمّت کو دجال کے فتنے سے ڈرایا نہ ہو ۔ اور میں سب سے آخری نبی ہوں اور تم سب سے آخری اُمّت ہو ۔ . . . . دجال ظاہر ہوکر یہ کہے گا : " میں نبی ہوں ۔" حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ۔

ابن ماجہ شریف ص۲۹۷ کتاب الفتن ۔ دارمی فی سننہ

اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ قربِ قیامت میں ظہورِ دجال اتنا بڑا فتنہ ہے جس کی ہولناکی سے انبیاء سابقین بھی اپنی اُمّتوں کو ڈراتے رہے ۔ اس لیے کہ دجّال ایسے کرشمے دکھائے گا کہ انسانی عقول اس کے آگے عاجز و بے بس ہوجائیں گی ۔ اس کے حکم سے بارش برسے گی کھیتیاں اُگ آئیں گی ۔ اس کی ٹھوکر سے مُردے جی اٹھیں گے اور زندے دم توڑ دیں گے ۔ مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جھوٹا و دھوکہ باز ہونے کی واضح نشانی تبلا دی کہ وہ دعویٰ نبوت کرے گا حالانکہ میرے بعد کوئی نبی ہے ہی نہیں ۔ پتہ چلا کوئی شخص کتنے ہی محیر العقول کرشمے دکھائے خوارق العادت کا اظہار کرے ۔ اگر وہ مدعی نبوّت ہے تو اس کے کذاب و مفتری اور دھوکہ باز ہونے میں کوئی شک نہیں رہنا چاہیئے ۔ آج مرزائی لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کی کرامات بلکہ معجزات بیان کرتے نہیں تھکتے ۔ پیش گوئیوں کے پرے باندھتے دکھائی دیتے ہیں ۔ مگر ہمیں ان باتوں میں ذرہ دلچسپی نہیں ۔ کیوں کہ مرزا صاحب نے اپنی نبوت و رسالت کا شدت سے ڈھنڈورا پیٹا ہے ، وہ لکھتے ہیں : " سو اس طور سے خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے " چشمۂ معرفت ص۳۴۰ (روحانی خزائن جلد ۲۳) ۔ مرزا صاحب کے بقول اللہ نے ان پر یہ الہام کیا ۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ۔ (اربعین نمبر۲ ص۲۵۲ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۷) " اور اس کی پاک وحی جس پر ایسے ہی ایمان رکھتا ہوں جیسے کہ خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں پر ، مجھے ہر روز تسلّی دیتی رہی " (براہینِ احمدیہ حصہ پنجم ص۶۶ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۲۱) " اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا ۔"

..... اور میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان رکھتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۳ تا صفحہ ۱۵۴ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۲۲)

اِس لیے قادیانی فرقہ کے لوگوں کو حق و باطل کا فیصلہ کرنے کے لیے نبوی معیار پر مرزا صاحب کے مذکورہ اقوال پرکھ کر جان لینا چاہیئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کیسے شخص کا نام ہے۔ اور یہ کہ اس کے کرشموں کی کوئی حقیقت نہیں۔

ختمِ نبوّت اور قبولیّتِ توبۂ آدم علیہ السّلام

حدیث ۱۷ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آدم علیہ السّلام سے لغزش ہوئی تو انہوں نے عرض کیا، یا رب اسئلك بحق محمد ان غفرت لی۔ اے پروردگار! میں تجھ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے التجا کرتا ہوں کہ میری مغفرت فرما دے اللہ نے فرمایا، اے آدم تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا؟ عرض کیا، اے اللہ جب تو نے مجھے پیدا کیا تو میں نے پایۂ عرش پہ لکھا دیکھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اللہ نے فرمایا: آدم تو نے سچ کہا، وہ مجھے تمام مخلوق سے محبوب ہیں۔ جب تم نے ان کے نام سے سوال کیا تو میں تمہیں بخشتا ہوں ولولا محمد ماخلقتك وهو اٰخر الانبياء من ذريتك۔ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا نہ کرتا اور وہ تمہاری اولاد میں سب سے آخری نبی ہیں"۔ اسے حاکم نے، بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اور طبرانی نے معجم صغیر میں روایت کیا ہے۔ درمنثور (علامہ سیوطی) جلد اول صفحہ ۱۴۲

اب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو بھی شخص بشمول مرزا صاحب دعویٰ نبوت کرے اسے دو میں سے ایک کام ضرور کرنا پڑے گا۔ یا خود کو جھوٹا تسلیم کرے

یا اپنے آپ کو اولادِ آدم اور انسان شمار نہ کرے۔ کیونکہ اللہ نے آدم علیہ السلام کو فرما دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری اولاد میں آخری نبی ہیں۔

حجۃ الوداع کے خطبے میں ختمِ نبوّت کا اعلان کیا گیا۔

حدیث ۱۸ عن ابی امامۃ الباھلی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی خطبتہ تمام حجۃ الوداع ایھا الناس انہ لانبی بعدی ولا امۃ بعدکم۔

(رواہ الطبرانی)

مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۲۶۶ کتاب علامات النبوۃ۔ باب لانبی بعدہٗ

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے یہ ارشاد فرماتے ہوئے سُنا جب آپ حجۃ الوداع کا خطبہ ختم فرما رہے تھے کہ اے لوگو! بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی اُمّت نہیں۔

یاد رہے مجمع الزوائد جلد سوم صفحہ ۲۷۶ کتاب الحج میں ابوقبیلہ سے اسی مضمون کی ایک اور حدیث طبرانی کبیر کے حوالے سے نقل کی گئی ہے۔

آدم علیہ السّلام پر اللہ کی طرف سے ختمِ نبوت کا بیان

حدیث ۱۹ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السّلام کو پیدا فرمایا تو انہیں ان کی اولاد کے متعلق بتلایا، آدم علیہ السلام نے دیکھا کہ ان میں سے بعض کے فضائل دوسروں سے بڑھ کر ہیں۔ آپ نے ایک نور دیکھا جو ان کی اولاد میں نیچے سے اوپر کو اُٹھ رہا تھا تو پوچھا: اے رب یہ کون ہے۔ اللہ نے فرمایا: ھذا ابنك احمد ھو الاول والاٰخر وھو اول شافع واول مشفع ــــــ یہ تمہارے بیٹے احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یہی (تخلیق میں) سب سے پہلے ہیں اور یہی (بعثت میں) سب سے

آخر ہیں سب سے پہلے (قیامت میں) سفارش کرنے والے ہیں اور انہی کی شفاعت سب سے پہلے قبول ہوگی (خصائص کبریٰ بروایت بیہقی و ابن عساکر جلد اوّل ص۲۹ باب ۱۳، کنز العمال جلد ۱۱ ص ۴۳۷)

شبِ معراج میں ختمِ نبوت کے متعلق اللہ ربّ العزّۃ کا ارشاد

حدیث ۲۰ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شبِ معراج اللہ ربّ العزّۃ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے انبیاءِ سابقین اور ان کی اُمتوں پر ہونے والے خدائی انعامات کا ذکر کیا تو اللہ نے فرمایا:

جعلت امتك امةً وسطًا وجعلت امتك هم الاولون و الأخرون ...... جعلتك اول النبيين خلقا و أخرهم بعثا الخ یعنی میں نے تمہاری اُمت کو سب سے افضل اُمت بنایا۔ اور وہ سب سے پہلے اور سب سے پچھلے لوگ ہیں (ان کا زمانہ ہر اُمت کے بعد ہے اور قیامت میں ان کا حساب سب سے پہلے ہے) اور تمہیں میں نے تخلیق میں سب انبیاء سے قبل رکھا ہے اور بعثت میں سب انبیاء کے بعد، تفسیر ابنِ جریر طبری جلد ۹ ص۱ سورۃ الاسراء طبع دار الفکر بیروت، درمنثور (بروایت مسندِ بزار، ابن ابی حاتم، ابن عدی، ابن مردویہ اور دلائل النبوۃ للبیہقی) جلد پنجم ص۲۰۳ طبع دار الفکر بیروت۔

یاد رہے اسی حدیث میں اس سے قبل وہ واقعہ بھی مذکور ہے جب شبِ معراج مسجد اقصیٰ میں سب انبیاء کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت کرائی اور اس کے بعد ہر نبی نے اپنے اوپر ہونے والے انعامات و احساناتِ الٰہیہ کے حوالے سے حمد باری تعالیٰ پیش کی۔ سب سے آخر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور فرمایا:

الحمد لله الذی ارسلنی رحمة للعلمين وكافة للناس بشيرًا ونذيرا ... وجعلنی فاتحا وخاتما یعنی اللہ ہی کے لیے سب تعریف ہے

جس نے مجھے رحمۃ للعالمین بنایا، سب لوگوں کے لیے بشیر و نذیر بنایا ...... اور مجھے "کھولنے والا اور ختم کرنے والا" بنایا۔ امام طبری نے آگے تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: خاتم النبوة وفاتح بالشفاعة يوم القيامة ۔ یعنی آپ نبوت کا سلسلہ ختم کرنے والے ہیں اور قیامت میں شفاعت کا دروازہ کھولنے والے۔

ختمِ نبوت پر اجماعِ انبیاء

معلوم ہوا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ ختمِ نبوت پر سب انبیاء نے اجماع فرمایا، کیونکہ مذکورہ حدیث میں ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنا خطبہ ختم کر چکے تو ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہو کر فرمایا: فَبِهٰذَا فَضَّلَكُمْ مُحَمَّدٌ یعنی "اسی سبب سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سب پر فضیلت لے گئے ہیں"۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر مرزا صاحب بھی نبی ہیں تو انہیں بھی شبِ معراج صفِ انبیاء میں بیٹھا ہونا چاہیئے تھا مگر وہ وہاں کیسے پہنچ سکتے تھے جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے اور یہ بات تو ہر مسلمان جانتا ہے کہ نبی وہی ہے جو شبِ معراج مسجد اقصیٰ میں صفِ انبیاء کے اندر موجود تھا اور جو وہاں نہ تھا وہ کچھ بھی ہو نبی نہیں ہو سکتا۔

اے چچا عباس تم آخری مہاجر ہو اور میں آخری نبی۔ ارشادِ رسول

حدیث ۲۱ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے (مکہ مکرمہ سے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کی درخواست بھیجی کہ اگر اجازت ہو تو میں ہجرت کر کے مدینہ طیبہ چلا آؤں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اطمئن يا عم! فَاِنَّكَ خَاتَمُ الْمُهَاجِرِيْنَ فِي الْهِجْرَةِ كَمَا اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ فِي النُّبُوَّةِ ۔ یعنی اے چچا اطمینان سے رہیے! بیشک تم ہجرت میں اسی طرح سب سے آخری مہاجر ہو جیسے میں نبوت میں سب سے

آخری نبی ہوں۔ رواہ ابن عساکر والشاشی عن سهل بن سعد والرویانی وابن عساکر عن ابن شهاب مرسلاً۔ کنز العمال علی حاشیۃ مسند احمد بن حنبل جلد پنجم صـ۲۰۶ کتاب الفضائل حرف الفاء

اور مواہب لدنیہ جلد دوم صـ۱۰۶ مقصد ثانی فصل رابع میں یہ حدیث یوں مروی ہے۔

عن سهل بن سعد رضی اللہ عنہ قال استأذن العباس رضی اللہ عنہ فی الهجرة فکتب الیہ یا عم اقم مکانک الذی انت فیہ فان اللہ عزوجل یختم بک الهجرة کما ختم بی النبوة رواہ ابویعلی والهیثم بن کلیب فی مسندیهما والطبرانی فی الکبیر۔

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ہجرت کے لیے اجازت چاہی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جوابی خط میں یہ لکھا "اے چچا! آپ جہاں ہیں ٹھہرے رہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تم پر ہجرت کو ایسے ہی ختم کرنے والا ہے جیسے اللہ نے مجھ پر نبوت ختم کی ہے۔ اسے ابو یعلی وہیثم بن کلیب نے اپنی اپنی مسند میں اور طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے۔

یاد رہے اس حدیث میں ہجرت سے مکہ مکرمہ چھوڑ کر مدینہ طیبہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آباد ہونا مراد ہے جیسا کہ لا هجرة بعد الفتح (بخاری جلد اول کتاب الجہاد) میں یہی ہجرت مراد ہے۔ چنانچہ جس شخص نے فتح مکہ سے کچھ ہی وقت قبل سب سے آخر میں مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی وہ حضرت عباس عم رسول ہی تھے۔ کما هو مصرح فی التواریخ والسیر من شاء فلیراجع الیها۔ دیکھیے مواہب لدنیہ جلد دوم صـ۱۰۶ مدارج النبوت جلد دوم۔

اس حدیث نے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر بڑی واضح

شہادت مہیا کی ہے۔ اور خاتم بمعنی افضل لینے والوں کا منہ بند کر دیا ہے۔ کیونکہ ہجرت میں حضرت عباس سب سے آخر ضرور ہیں سب سے افضل نہیں۔ افضل ہجرت والے تو مہاجرین اولین ہی ہیں۔ جیسے قرآن نے فرمایا۔ والسابقون الاولون من المهاجرین والانصار الخ

میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد مساجد انبیاء میں سے آخری مسجد ہے۔

حدیث ۲۲ | عن عائشة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: انا خاتم الانبیاء ومسجدی خاتم مساجد الانبیاء۔ (رواہ الدیلمی وابن النجار)

کنز العمال جلد پنجم صـ۲۶۱ (فضائل الحرمین)

سیدہ عائشہ صدیقہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں سب انبیاء میں سے آخری نبی ہوں اور میری مسجد تمام انبیاء کی مساجد میں سے آخری ہے۔

یہ حدیث اپنے مفہوم میں واضح تر ہے۔ کسی تشریح کی ضرورت نہیں۔ الحمد للہ

یہ حدیث اپنے مضمون کے اعتبار سے مسلم شریف میں بھی موجود ہے اور نسائی میں بھی جس کے الفاظ یہ ہیں۔ فانی آخر الانبیاء ومسجدی آخر المساجد مرویاً عن ابی هریرة رض۔ مسلم جلد اول صـ۴۴۶

پہلی اذان اور ختم نبوت کا اعلان

حدیث ۲۳ | ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدم علیہ السلام آسمان سے ہند میں اترے۔ اور تنہا ہونے کی وجہ سے گھبرانے لگے۔ جبریل امین نازل ہوئے اور اذان دی۔ اللہ اکبر اللہ اکبر۔ اشهد ان لا اله الا اللہ، اشهد ان محمداً رسول اللہ (ہر کلمہ دو بار) حضرت آدم علیہ السلام نے کہا "من مُحَمَّد" محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ قال

آخر ولدك من الانبياء ۔ یعنی اللہ نے فرمایا: اے آدم یہ آپ کی اولاد میں سب انبیاء سے آخری نبی ہیں ۔ رواہُ ابن عساکر۔ کنز العمال جلد پنجم ص ۳۰۹ ۔

یہ حدیث بھی اپنے مدعیٰ میں بہت واضح ہے ۔ اور بتلا رہی ہے کہ اولادِ آدم میں جس قدر بھی انبیاء ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سب سے آخر میں آنے والے ہیں۔ اس میں تشریعی وغیر تشریعی۔ مستقل وغیر مستقل۔ اور حقیقی و بروزی کا کوئی فرق نہ رہا۔ آپ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے ہر شخص سے سوال ہے کہ وہ انسان ہے یا کچھ اور؟ اگر انسان ہے تو آپ کے بعد انسانوں میں کوئی نبی باقی نہیں رہا۔ اگر انسان نہیں۔ کچھ اور ہے تو پہلے انسان بنے بعد میں ہم سے بات کرے۔ شاید اسی لیے مرزا صاحب نے کہا تھا ع

کرمِ خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار (درثمین ص ۱۲۵)

اس شعر میں مرزا صاحب اپنی انسانیت ہی کی نفی کر رہے ہیں۔ سبحان اللہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال سے قبل ایک بار ختم نبوت کا پھر اعلان فرمایا

حدیث ۲۴ عن عبد اللہ بن عمرو قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما کالمودع فقال انا محمد النبی الامی ثلاثا ولا نبی بعدی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ فاسمعوا واطیعوا ما دمت فیکم فاذا ذُھِبَ بی

عبد اللہ بن عمرو روایت فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس یوں (مسجد میں) تشریف لائے۔ جیسے ہمیں چھوڑ کر جا رہے ہوں، فرمایا: میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں نبی امی ۔ یہ تین بار فرمایا۔ اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آنے والا۔ تو جب تک

فعلیکم بکتاب اللہ احلوا حلالہ وحرموا حرامہ۔

میں تم میں ہوں میرا حکم سنو اور مانو۔ پھر جب مجھے اٹھا لیا جائے تو اللہ کی کتاب پر عمل کرنا۔ اس کے حلال کو حلال جاننا اور حرام کو حرام۔

مسند احمد بن حنبل جلد دوم ص ۱۷۲ ص ۲۱۲
(تین اسانید کے ساتھ)

گویا عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی سید عالم خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر فکر تھی کہ جیسے ہی آپ کو اپنے وصال کے آثار نظر آئے آپ نے فوراً صحابہ کو بلا کر فرمایا کہ دیکھو میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اس لیے کتاب اللہ کو تھامے رکھنا تاکہ گمراہ نہ ہو سکو۔ اور پیچھے حدیث نمبر ۴ کے تحت دوبارہ دیکھ لیں مسلم شریف کے حوالے سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مروی حدیث گزر چکی ہے کہ جب زمانہ علالتِ نبویہ میں سیدنا صدیق اکبر نماز پڑھاتے تھے تو ایک روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قدرے فاقہ ہوا آپ اٹھ کر دروازۂ مسجد تک آئے لوگ نماز میں صف بستہ کھڑے تھے۔ آپ نے فرمایا: بشراتِ نبوت میں سے کچھ باقی نہیں رہا سوائے اچھی خوابوں کے۔

میں تخلیق میں سب انبیاء سے قبل ہوں اور بعثت میں سب کے بعد، حدیث

حدیث ۲۵ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ تعالیٰ (واذ اخذنا من النبیین میثاقھم) قال کنت اول النبیین فی الخلق واٰخرھم فی البعث فبدئ بہ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیتِ مبارکہ "واذ اخذنا من النبیین میثاقھم" کے تحت ارشاد فرمایا: "میں پیدا ہونے میں سب انبیاء سے قبل ہوں اور بعثت

قبلهم - رواه الحسن بن سفيان وابن ابي حاتم وابن مردويه و ابو نعيم في الدلائل وابن عساكر والديلمي -
(در منثور جلد ششم ص۵۷۰ سورۃ الاحزاب' واذ اخذنا من النبیین)

میں سب انبیاء کے بعد" حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا) اسی لیے اللہ نے اس آیت میں آپ کا ذکر پہلے فرمایا، اسے حسن بن سفیان، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابونعیم (فی الدلائل)، ابن عساکر اور دیلمی نے روایت کیا ہے۔

تفسیر ابن جریر طبری میں اسی آیت مبارکہ کے تحت حضرت قتادہ سے ایک مرسل حدیث مروی ہے

كان النبي صلى الله عليه وسلم يقول كنت اول الانبياء في الخلق وآخرهم في البعث - یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثر فرمایا کرتے تھے: میں پیدا ہونے میں سب انبیاء سے پہلے ہوں اور دنیا میں بھیجے جانے میں سب کے بعد۔ ابن جریر جلد ۱۱ ص۱۲۵ جزء ۲۲ طبع دارالفکر بیروت۔

اور ابھی پیچھے حدیث ۱۹ میں محدثین کی ایک جماعت کی روایت سے گزر چکا ہے کہ شب معراج اللہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا جعلتك اول النبيين خلقا وآخرهم بعثا - اسی طرح حضرت سلمان فارسی سے مروی حدیث شفاعت کے الفاظ بھی یہی معنیٰ رکھتے ہیں، دیکھیے فتح الباری ص۳۷۸ ج۱۱ جاننا چاہیئے کہ تخلیق میں آپ کا سب سے اول ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ کا نور سب سے پہلے پیدا کیا گیا جیسا کہ مشہور حدیث ہے یا جابر ان الله تعالى خلق قبل الاشياء نور نبيك من نوره - (مصنف عبدالرزاق)۔ اور بعض کے نزدیک باین معنیٰ ہے کہ سب سے پہلے آپ کی روح پیدا کی گئی۔ اور ان دونوں اقوال میں چنداں فرق نہیں۔ اس لیے کہ روح بھی نورانی چیز ہے۔ خصوصاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک سب سے

بڑھ کر روشن اور تابناک نور ہے۔

اور آپ کا یہ ارشاد کہ آخرهم في البعث یعنی میں بعثت میں سب انبیاء کے بعد ہوں، اس سے دو فائدے حاصل ہوئے۔ مرزائی لوگ توجہ سے پڑھیں۔

پہلا فائدہ: ہر مسلمان یہ سمجھتا ہے کہ نبی اسے کہتے ہیں جسے خود اللہ تعالیٰ نے خلق خدا کی ہدایت کے لیے مبعوث و مقرر فرمایا ہو خواہ وہ ہدایت کے لیے نئی کتاب اور نئی شریعت لے کر آیا ہو یا پہلے سے نازل شدہ کتاب اور شریعت کی تبلیغ کرنے آیا ہو، اور چونکہ وہ خدا کی طرف سے مبعوث ہوتا ہے اس لیے اس کا انکار یعنی اس کی نبوت اور بعثت من اللہ کو نہ ماننا کفر ہوتا ہے، جماعت انبیاء کے علاوہ باقی لوگ خواہ وہ علوم روحانیت سے تعلق رکھنے والے اولیاء اغواث اور اقطاب ہوں یا علوم شریعت کے حاملین محدثین و مفسرین اور فقہاء ہوں وہ اللہ کی طرف سے مبعوث و مقرر نہیں ہوتے اسی لیے ان کی حیثیت کا انکار کفر نہیں ہوتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ میں بعثت میں سب سے آخری ہوں ہمیں صاف صاف بتلا رہا ہے کہ آپ کے بعد کسی معنیٰ میں کسی مفہوم کا کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ خواہ وہ ظلی ہو یا بروزی، صاحب شریعت ہو یا غیر صاحب شریعت۔ لہٰذا مرزا صاحب کا خود کو غیر صاحب شریعت نبی کہنا بھی حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح مخالفت ٹھہرا۔

دوسرا فائدہ: آخرهم في البعث سے پتہ چلا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نئے سرے سے مبعوث نہیں کیا جائے گا۔ رہا عیسیٰ علیہ السلام کا آخر زمانہ میں دوبارہ آنا تو وہ نئے سرے سے مبعوث نہیں ہوں گے وہ پہلے سے مبعوث ہو چکے ہیں یعنی منصب نبوت پر فائز ہو چکے ہیں، البتہ قرب قیامت کی علامت بن کر دوبارہ تشریف لانے والے ہیں۔ اے کاش مرزائی لوگ جو خود کو احمدی کہتے ہیں یہ چیز سمجھ جائیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا ختم نبوت کے منافی نہیں مگر مرزا صاحب

کا دعویٰ نبوت کرنا ختم نبوت کے صریحًا منافی ہے۔ ربنا افتح بيننا وبين قومنا بالحق۔

یہ ہر کسی کو معلوم ہے کہ اللہ کا کسی نبی کو مبعوث کرنا یہ معنیٰ رکھتا ہے کہ اللہ نے اسے لوگوں کی ہدایت کے لیے منتخب کیا اور خود اللہ نے اسے بذریعہ وحی مقرر فرمایا۔ اس میں صاحبِ شریعت نبی یا غیر صاحبِ شریعت نبی کا کوئی فرق نہیں۔ اور حقیقی و ظلی کا کوئی امتیاز نہیں۔ جب محدثین کی ایک بڑی جماعت یہ ارشادِ نبوی روایت کر رہی ہے کہ میں بعثت میں سب انبیاء کے بعد ہوں۔ تو آپ کے بعد نہ کسی صاحبِ شریعت نبی کا آنا ممکن رہا نہ غیر صاحبِ شریعت کا۔ اب کوئی ظلی تشلی یا بروزی موذی نبی نہیں آسکتا۔

سب سے پہلا نبی آدم علیہ السلام ہے اور سب سے آخری محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

حدیث نمبر ۲۶

عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا ذر اول الرسل آدم وآخرهم محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ رواہ الحكيم الترمذی فی نوادر الاصول۔	ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابوذر! سب سے پہلا رسول آدم ہے اور سب سے آخری رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اسے حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں روایت کیا ہے۔

کنز العمال جلد ۱۱ حدیث ۴۸ و ابن حبان فی صحیحہ

یہ حدیث بھی اپنے مقصد میں بہت واضح ہے۔ کسی لمبی تشریح کی ضرورت نہیں۔ اور یہی وہ حقیقتِ کبریٰ ہے جس کا اعتراف مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ نبوت سے قبل براہین احمدیہ میں اپنی ایک فارسی نظم میں یوں کیا تھا ؎

امتے ہرگز نہ بودہ در جہاں — کاندراں نامد بوقتے منذرے
اول آدم آخرِ شاں احمد ست — اے خنک آنکس کہ بیند آخرے

یعنی دنیا میں ایسی کوئی اُمت نہیں گزری جس میں کسی وقت کوئی ڈرانے والا نبی نہ آیا ہو جن میں سب سے پہلے نبی حضرت آدم ہیں اور ان میں سب سے آخری احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کیا خوش بخت ہے وہ شخص جو آخری رسول کی زیارت کرے۔

(براہین احمدیہ دیباچہ صفحہ ۲ مندرجہ روحانی خزائن جلد اول)

خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے کوئی نبی نہیں اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں یعنی جس طرح حضرتِ آدم سے قبل کسی معنیٰ میں کسی مفہوم کے اعتبار سے کوئی نبی نہیں نہ آپ سے پہلے کوئی صاحبِ شریعت نبی ہے نہ غیر صاحبِ شریعت نبی ہے آپ ہی ہر اعتبار سے سب سے پہلے نبی ہیں۔ اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کسی معنیٰ میں کسی مفہوم کے اعتبار سے کوئی نبی نہیں ہے۔ نہ آپ کے بعد کوئی صاحبِ شریعت نبی ہے نہ غیر صاحبِ شریعت نبی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہر اعتبار سے آخری نبی ہیں۔ گویا نبوت کا خط نقطۂ آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر نقطۂ محمدی پر ختم ہو گیا۔ خطِ نبوّت کا سب سے پہلا نقطہ حضرتِ آدم ہیں اور آخری نقطہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔ البتہ اس خط کے تمام نقطے ایک جیسے نہیں۔ کوئی صاحبِ شریعت ہے اور کوئی غیر صاحبِ شریعت اور ان کے درجات متفاوت ہیں۔ تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض۔

اس حدیث نے نبوت کی ابتداء بھی بتلا دی اور انتہاء بھی۔ اب نہ اس میں ابتداء کی طرف سے کوئی نقطہ بڑھایا جا سکتا ہے نہ انتہاء کی طرف سے۔ مرزائی لوگوں سے محبت بھری التجاء ہے کہ آنکھوں سے تعصب کی پٹی اتار کر اللہ کے پیارے نبی کی پیاری حدیث سے روشنی حاصل کریں۔

اے علی! میں نے آج تک جو کچھ اپنے لیے مانگا وہ تمہارے لیے بھی مانگا ہے البتہ مجھے کہا گیا کہ تمہارے بعد کوئی نبی نہیں

حدیث ۲۷ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں سخت بیمار پڑا میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے اپنی جگہ ٹھہرایا اور خود اُٹھ کر نماز میں مشغول ہو گئے اور مجھ پر اپنی چادر کا ایک حصہ ڈال دیا۔ اس کے بعد فرمایا: تم (میری دُعا سے) تندرست ہو گئے ہو اے علی! اب تمہیں کچھ تکلیف نہیں۔ پھر فرمایا:

مَا سَئَلْتُ اللّٰهَ لِی شَیْئًا اِلَّا سَئَلْتُ لَکَ مِثْلَهٗ وَلَا سَئَلْتُ شَیْئًا اِلَّا اَعْطَانِیْهِ غَیْرَ اَنَّهٗ قِیْلَ لِیْ لَا نَبِیَّ بَعْدَکَ —

یعنی میں نے اللہ سے اپنے لیے کوئی ایسی چیز نہیں مانگی جو تمہارے لیے نہ مانگی ہو۔ اور میں نے کوئی ایسی چیز نہیں مانگی جو اللہ نے مجھے دی نہ ہو۔ البتہ مجھے یہ کہا گیا "تمہارے بعد کوئی نبی نہیں"۔ (رواہ ابن ابی عاصم وابن جریر وصححہ والطبرانی فی الاوسط وابن شاہین فی السنۃ۔ اسے ابن ابی عاصم نے اور ابن جریر نے روایت کیا ہے اور انہوں نے اسے حدیث صحیح قرار دیا ہے اور طبرانی نے اوسط میں اور ابن شاہین نے السنۃ میں یہ حدیث روایت کی ہے — کنز العمال جلد ۹ ص ۴۳ فضائل علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب۔

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے لیے جو چیز مانگی اللہ نے عطا فرما دی مگر نبوت آپ نے ان کے لیے مانگی ہی نہیں کیونکہ اللہ نے پہلے ہی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرما دیا تھا کہ آپ کے بعد کوئی نبی ہے ہی نہیں، یا ممکن ہے آپ نے حضرت علی کے لیے نبوّت مانگی مگر اللہ نے بتلا دیا کہ اب نبوت کا دروازہ بند ہو گیا ہے۔ یہاں اگر یہ سوال کیا جائے کہ اس حدیث

کے مطابق حضرت علی کا سب صحابہ بشمول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل ہونا لازم آیا۔ تو اس کا جواب تفصیلاً "ختم نبوّت" مصنفہ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ میں دیکھیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث سے حضرت علی کے لیے درجۂ صدیقیت ثابت ہوا جو نبوّت سے نیچے والا درجہ ہے۔ مگر صدیقیت خود اپنے اندر بے شمار درجات رکھتی ہے جس میں ہر غوث و صدیق شریک ہے۔ جیسا کہ ابن نجار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ ارشاد نبوی نقل کیا ہے کہ "جس شخص کے پاس ملک الموت اس حالت میں آیا کہ وہ طلبِ علم میں تھا۔ ایسے شخص میں اور انبیاء میں صرف ایک درجہ کا فرق ہے۔ اور وہ درجۂ نبوت ہے۔" اسی طرح دیلمی نے عبداللہ بن عمرو سے یہ حدیث نبوی روایت کی ہے کادحملۃ القرأن ان یکونوا انبیاء الا انہ لا یوحی الیھم۔

یعنی قریب ہے کہ اہلِ قرآن انبیاء ہوں البتہ ان کی طرف وحی نہیں آتی۔ ان احادیث کے باوجود اگر حاملینِ قرآن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے برابر نہیں ہو سکتے تو حضرت علی کا جنابِ صدیق سے افضل ہونا کیسے لازم آیا۔

یہ حدیث اس امر پر نص صریح ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص درجۂ نبوت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کی پرواز صدیقیت سے آگے نہیں جا سکتی۔ بلکہ اگر بالفرض خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کسی کے لیے نبوت مانگیں اور وہ آپ کا نہایت قریبی رشتہ دار بھی ہو عظیم ترین ایمانی درجات کا حامل بھی ہو۔ شوہرِ بتول بھی ہو اور دامادِ رسول بھی ہو۔ اسے بھی نبوت نہیں مل سکتی۔ چہ جائیکہ سیالکوٹ کی ضلعی عدالت کا ناکام وکیل اُٹھ کر نبی بن بیٹھے۔ معاذ اللہ۔ آخر کیا سبب ہے، موسیٰ علیہ السلام اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کے لیے نبوت مانگیں تو انہیں عطا کر دی جائے اور سب انبیاء کے امام اور باعثِ تخلیقِ عالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بھائی کے لیے نبوت مانگیں تو نہ دی جائے؟ سبب یہی ہے جو اللہ نے اپنے نبی سے فرما دیا کہ لا نبی بعدک

اور اسی لیے ارشاد نبوی ہوا۔ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی اے علی تم میرے ساتھ وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (حوالہ جات پیچھے مفصل گزر چکے)

مرزا صاحب خود کو تمام انبیاء اور صحابہ سے افضل سمجھتے ہیں

مگر یہ سارے دلائل مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے متبعین کے لیے بیکار ہیں، کیونکہ مرزا صاحب خود کو حضرت علی سے افضل ٹھہراتے ہیں۔ انہوں نے شیعوں سے مخاطب ہو کر کہا تھا تم مردہ علی کو ڈھونڈتے ہو جبکہ تم میں زندہ علی (خود مرزا صاحب) موجود ہے۔ (ملفوظات مرزا غلام احمد جلد ۲ صفحہ ۱۴۲ مطبوعہ لندن)

مرزا صاحب کہتے ہیں: میں وہی مہدی ہوں جس کے متعلق ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابوبکر کے درجہ پر ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکر کیا وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے۔ (مجموعۂ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۲۷۸)

بلکہ مرزا صاحب اپنے متبعین کو صحابہ کرام کے برابر سمجھتے ہیں (معاذ اللہ) وہ خطبۂ الہامیہ میں کہتے ہیں: فمن دخل فی جماعتی دخل فی صحابۃ سیدی خیر المرسلین یعنی جو میری جماعت میں آگیا وہ میرے سردار خیر المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں داخل ہو گیا (استغفر اللہ)۔

(خطبۂ الہامیہ صفحہ ۲۵۹ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۶)

مرزا صاحب خود کو تمام انبیاء کرام سے افضل قرار دیتے ہیں یہ ان کے اقوال دیکھیے:

۱۔ اس جگہ (مرزا صاحب کے پاس) اکثر گزشتہ نبیوں کی نسبت بہت زیادہ معجزات اور پیش گوئیاں موجود ہیں۔ بلکہ بعض گزشتہ انبیاء کے معجزات اور پیش گوئیوں

کو ان (مرزا صاحب کے) معجزات اور پیش گوئیوں سے کچھ نسبت ہی نہیں (معاذ اللہ)

(نزول المسیح صفحہ ۴۶ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۸)

۲۔ انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفاں نہ کمترم ز کسے

ترجمہ: انبیاء اگرچہ بہت سے آئے ہیں۔ مگر میں عرفان میں کسی سے کم تر نہیں۔

۳۔ زندہ شد ہر نبی بآمدنم
ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم

ترجمہ: میری آمد سے ہر نبی زندہ ہو گیا۔ میرے لباس میں ہر رسول چھپا ہے۔

۴۔ کربلائے ست سیر ہر آنم
صد حسین ست در گریبانم

ترجمہ: میری ہر گھڑی کی سیر ایک کربلا ہے۔ سو حسین میرے گریبان میں ہے۔

(نزول المسیح صفحہ ۴۷۷ روحانی خزائن جلد ۱۸)

۵۔ اللہ نے اس امت میں سے مسیح موعود (مرزا صاحب) بھیجا جو اس پہلے مسیح (عیسیٰ علیہ السلام) سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔

(دافع البلاء صفحہ ۲۳۳ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۸)

۶۔ حقیقۃ الوحی میں مرزا صاحب اللہ کی طرف سے اپنا ایک الہام ان الفاظ سے بیان کرتے ہیں: "آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۲ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۲۲)

قارئین کرام! جو شخص خود کو تمام صحابہ سے افضل جانے بلکہ اپنے متبعین کو صحابہ کے برابر گردانے اور جملہ انبیاء کرام کو خود سے کم تر مانے اور یوں مسلمانوں کی دل آزاری کا سامان مہیا کرے اس سے بحث فضول ہے۔ مرزائی لوگوں کو چاہیے کہ ہوش میں آئیں دیکھیں کہ وہ کس شخص کے پیچھے آنکھیں بند کر کے چلے جا رہے ہیں۔

میری مہرِ نبوت میری پشت پر ہے کیونکہ میرے بعد نہ نبی ہے نہ رسول

حدیث ۲۸ عن وهب بن منبه قال: لم يبعث الله نبياً كانت عليه شامة النبوة في يد اليمنى الا ان يكون نبينا محمد صلى الله عليه وسلم فان شامة النبوة كانت بين كتفيه، و قد سئل نبينا صلى الله عليه وسلم عن ذلك فقال: هذه الشامة التي بين كتفي شامة الانبياء قبلي. لانه لا نبي بعدي ولا رسول۔

مستدرک للحاکم جلد دوم ص۶۳۱ کتاب تواریخ الانبیاء

وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: کہا، اللہ نے جو بھی نبی دُنیا میں بھیجا۔ اس کے دائیں ہاتھ میں علامتِ نبوت تھی۔ سوائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے، کیونکہ آپ کی علامتِ نبوت (مُہرِ نبوت) آپ کے کندھوں کے درمیان پشت پر تھی۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارہ میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: یہ مجھ سے قبل تمام انبیاء کی نشانی ہے۔ جو میرے کندھوں کے درمیان ہے۔ کیونکہ میرے بعد نہ کوئی نبی آنے والا ہے نہ رسول۔

وہب بن مُنبّہ کبارِ تابعین میں سے ہیں بلکہ البدایہ میں حافظ ابن کثیر نے ایک حدیث بھی لکھی ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی حضرتِ وہب کی پیدائش کی خبر عطا فرمائی تھی۔ اور فرمایا کہ اللہ وہب کو بہت سا علم فرمائے گا۔ (البدایہ جلد ۵ ص۲۴۵) ان کی مرسل حدیث بھی حکماً مرفوع ہے۔ خصوصاً جب کثیر تعداد میں احادیثِ مرفوعہ اس کی تائید میں ہوں۔

معلوم ہوا سب انبیاء کے دائیں ہاتھ میں نبوت کی جسمانی نشانی رکھی جاتی تھی مرزا صاحب کے متبعین سے سوال ہے کہ ان کے دائیں ہاتھ میں نبوت کی کونسی نشانی تھی؟ آج تک اُمّتِ قادیانیہ ایسی کوئی نشانی ثابت نہیں کر سکی۔ البتہ آنجہانی کی تصویر

سے معلوم ہوتا ہے کہ بائیں آنکھ دبی ہوئی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث میں صاف فرما رہے ہیں کہ چونکہ میں آخری نبی ہوں اس لیے مہرِ نبوت سب انبیاء سے ہٹ کر میری پشت پر رکھی گئی۔ اور یہ میرے آخری نبی ہونے کی نشانی ہے۔ سبحان اللہ! اتنے واضح ارشاد کے باوجود بھی اگر مرزائی لوگ جو بقولِ خود "احمدی" کہلاتے ہیں، اس شخص کو اپنا پیشوا مانیں جو خود کو بابانگِ دہل نبی اور رسول کہتا ہے تو اس سے بڑھ کر محرومیِ قسمت کیا ہو سکتی ہے۔

میرے حصّے کی اُمّت تم ہو اور تمہارے حصّے کا نبی صرف میں ہوں۔

الحدیث

حدیث ۲۹ عن عبد الله بن ثابت قال: جاء عمر بن الخطاب الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله اني مررت باخ لي من قريظة فكتب لي جوامع من التوراة الا اعرضها عليك فتغير وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم قال عبد الله فقلت له الا ترى ما بوجه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال عمر رضينا بالله رباً و بالاسلام ديناً و بمحمد صلى الله عليه وسلم رسولا قال فسري

حضرت عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ عرض کیا یا رسول اللہ! میں بنی قریظہ کے اپنے ایک بھائی کے پاس گیا تھا۔ اس نے مجھے تورات کی کچھ آیات لکھ کر دی ہیں۔ کیا وہ میں آپ کو پیش نہ کروں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ یہ سن کر بدل گیا (غضب آلود ہو گیا) عبداللہ کہتے ہیں، میں نے ان سے کہا دیکھتے نہیں ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور بدل رہا ہے؟ عمر فاروق نے (فوراً) عرض کیا، ہم اللہ تعالیٰ کی ربوبیت

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال "والذی نفسی بیدہ لو اصبح فیکم موسی ثم اتبعوہ و ترکتمونی لضللتم ۔ اِنَّکُمْ حَظِّیْ مِنَ الْاُمَمِ وَاَنَا حَظُّکُمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ ۔"

دینِ اسلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر راضی ہیں۔ کہتے ہیں۔ اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی ختم ہو گئی پھر آپ نے فرمایا: اس خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، اگر تم میں موسیٰ علیہ السلام تشریف لے آئیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی اتباع کرو تو تم گمراہ ٹھہرو گے۔ بے شک تمام اُمتوں میں سے میرا حصّہ تم ہو اور تمام انبیاء میں سے تمہارا حصّہ میں ہی ہوں۔

مسند احمد بن حنبل جلد سوم ص۴۷۱ جلد چہارم ص۲۶۶

یہ حدیث کنز العمال جلد اوّل ص۱۰۱ کتاب الایمان میں امام بیہقی کی شعب الایمان سے بھی نقل کی گئی ہے اور اس کے راوی حضرت عبداللہ بن حارث ہیں۔ گویا اسے دو صحابہ کرام نے روایت کیا ہے۔

اس حدیث مبارک کے یہ الفاظ اَنَا حَظُّکُمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ کہ میں ہی تمام گروہ انبیاء میں سے تمہارا حصّہ ہوں، بتلا رہے ہیں کہ تمام گروہِ انبیاء میں سے اس اُمّتِ آخری کا اگر کوئی نبی ہے تو وہ رسول گرامی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کے سوا اس اُمّت میں کوئی شخص لفظِ نبی کا مستحق نہیں۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اگر آخر زمانہ میں نازل ہوں گے تو وہ پہلی اُمّت میں سے آئیں گے اور نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیں گے۔ اُن کا آنا اسی طرح ہے جیسے ایک مملکت کا حاکم دوسری مملکت میں جائے اور وہاں کے لوگوں کو اپنے حاکم کی اطاعت کی تاکید کر کے آجائے۔
اس حدیث کا دوسرا ٹکڑا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام دنیا میں دوبارہ آجائیں اور تم مجھے چھوڑ کر

ان کی اتباع کرو تو گمراہ ہو جاؤ گے، بھی ختم نبوت ہی کی دلیل ہے۔ گویا اب تاقیامت صرف غلامیٔ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ذریعۂ نجات ہے۔ ان کی نبوت کے سوا کسی کی نبوت کا سکہ اب نہیں چل سکتا۔ یہاں حضرت موسیٰؑ کا نام لیا گیا ہے حضرت عیسیٰؑ کا نہیں اس لیے کہ وہ تو دنیا میں دوبارہ آنے ہی والے ہیں۔ ان کی آمد تو کثیر احادیث میں بیان ہو چکی۔ اگر ان کے سوا بھی انبیاء سابقین میں سے کوئی نبی دوبارہ آجائے تو بھی آپ کی شانِ ختم نبوت میں فرق نہیں آتا، ہاں اگر آپ کے بعد کوئی نیا شخص نئے سرے سے دعویٰ نبوت کرے تو پھر ضرور فرق آتا ہے۔ یہی وہ نکتۂ ایمان ہے جسے مرزائی لوگ سمجھ نہیں سکے اور بھٹک گئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیدۂ ختم نبوت کو معیارِ ایمان قرار دیا

حدیث نمبر ۳۰ حضرت زید بن حارثہؓ نے اپنے اسلام لانے اور پھر اہل قبیلہ کے آپ کو واپس لے جانے کی کوشش کا واقعہ بڑے ایمان افروز انداز میں بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ جب ان کے قبیلہ والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو کہنے لگے یہ لڑکا آپ ہمارے سپرد کر دیں اور جس قدر دیات آپ چاہیں ہم سے لے لیں۔

فقال اسئلکم ان تشھدوا ان لا الٰہ الا اللہ و انی خاتم انبیائہ و رسلہ ۔

آپ نے فرمایا، کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ میں تمام انبیاء میں سے آخری نبی ہوں اور تمام رسولوں میں سے آخری رسول۔

مستدرک للحاکم جلد سوم صفحہ ۴۳۶ مطبوعہ بیروت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم یہ گواہی دے دو تو میں اسے تمہارے ساتھ بھیج دیتا ہوں، وہ نہ مانے تو آپ نے حضرت زید کو بھیجنے سے انکار کر دیا۔

اس واقعہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ختم نبوت کو اللہ کی توحید کے ساتھ ذکر کیا ہے اور اسے ماننا دائرہ اسلام میں داخلے کے لیے لازم قرار دیا ہے۔ اس لیے اگر کوئی شخص اسلام لانے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی مانے مگر آخری نبی نہ مانے وہ اسلام میں داخل نہیں ہوتا۔

قیامت میں ستر اُمتیں آئیں گی، اُمتِ محمدی اُن میں آخری اُمت ہوگی

حدیث

حدیث ۳۱ عن بھز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکمل یوم القیٰمۃ سبعون امۃ نحن اٰخرھا وخیرھا۔ (ابن ماجہ کتاب الزہد باب صفۃ اُمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

بہز بن حکیم اپنے والد (حکیمؓ بن معاویہ) سے اور وہ اپنے والد (معاویہؓ بن حیدہ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ نے فرمایا۔ قیامت میں ستّر اُمتیں پوری ہوں گی، ہم ان میں سے آخری اور سب سے بہتر اُمت ہوں گے۔

حسابِ قبر میں بھی میّت سے ختم نبوت کا اقرار لیا جاتا ہے

حدیث ۳۲ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے قبر کے سوال وجواب کے متعلق طویل حدیث روایت کی ہے جس کا ایک حصہ یہ ہے کہ جب میّت سے دینِ اسلام اور پیغمبر کے متعلق سوال ہوتا ہے تو وہ جواب دیتا ہے۔

فیقول الاسلام دینی ومحمد نبیی وھو خاتم النبیین یقولون لہ صدقت۔ (درمنثور بحوالہ ابویعلیٰ وابن ابی الدنیا)

وہ کہتا ہے، اسلام میرا دین ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے نبی ہیں اور وہ سب سے آخری نبی ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں تو نے سچ کہا۔

حالانکہ قبر میں لمبا چوڑا حساب وکتاب نہیں ہوتا وہ تو قیامت میں ہوگا قبر میں

مختصراً بنیادی عقائد پوچھے جاتے ہیں۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ ختم نبوت اس قدر اہم اور بنیادی عقیدہ ہے کہ قبر میں بھی اس کا اقرار کروایا جانا ضروری قرار دیا گیا ہے۔

نہ میرے بعد کوئی نبی ہے نہ میری اُمّت کے بعد کوئی اُمت

حدیث

حدیث ۳۳ عن ضحاك بن نوفل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نبی بعدی ولا امۃ بعد امتی۔ (بیہقی کتاب الرؤیا)

ضحاک بن نوفل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ میرے بعد کوئی نبی ہے نہ میری اُمت کے بعد کوئی امت

اس حدیث نے قطعاً واضح کر دیا کہ جیسے اُمّتِ محمدی کے بعد کوئی نئی اُمت نہیں اسی طرح کوئی نیا آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی نہیں کہلا سکتا۔ خواہ جس بھی اعتبار سے کہلانا چاہے، مستقل یا غیر مستقل، ظلی یا بروزی، کسی بھی اعتبار سے لفظ نبی کا نیا مصداق اب پیدا نہیں ہو سکتا۔

مقامِ قاب قوسین پر اللہ اور رسول کی ختم نبوت پر گفتگو

حدیث ۳۴ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اسری بی الی السماء قربنی ربی اللہ تعالیٰ حتی کان بینی وبینہ کقاب قوسین او ادنیٰ قال یا حبیبی یا محمد قلت لبیک یا رب قال ھل

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو اللہ نے مجھے اس قدر اپنے قریب کر لیا کہ میرے اور اس کے درمیان دو کمانوں یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا اللہ نے فرمایا اے میرے پیارے اے محمد! میں نے عرض کیا میرے رب میں

غمك ان جعلتك آخر النبيين؟ قلت لا يا رب قال يا حبيبي هل غمّ امتك ان جعلتهم آخر الامم قلت لا يا رب قال ابلغ عني السلام واخبرهم انی جعلتهم آخر الامم۔

(کنز العمال بحوالہ خطیب دیلمی جلد ۴ صفحہ ۲۶۵ کتاب الفضائل فصل فی المعراج)

ہمہ تن گوش ہوں۔ فرمایا کیا اس امر نے تجھے غمناک کیا ہے کہ میں نے تجھے سب سے آخری نبی بنایا؟ میں نے عرض کیا میرے پروردگار ہرگز نہیں۔ فرمایا اے میرے پیارے! کیا تیری اُمّت کو یہ غم ہے کہ میں نے انہیں سب سے آخری اُمّت بنایا؟ میں نے عرض کیا نہیں یا رب! فرمایا میرا سلام انہیں پہنچا دو اور انہیں خبر دے دو کہ میں نے ہی انہیں آخری اُمّت بنایا ہے۔

اے علی تیرا میرا اختلاف صرف نبوت میں ہے کیونکہ میرے بعد نبوّت نہیں۔ حدیث

حدیث ۳۵ عن معاذ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا علی اخصمك بالنبوة ولا نبوة بعدی وتخصم بسبع لا یحاجك فیها احد۔

(کنز العمال بحوالہ ابی نعیم فی الحلیہ جلد ۵ صفحہ ۳ کتاب الفضائل باب فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ)

حضرت معاذ رض سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی! میں نبوت کے ساتھ تجھ سے اختلاف رکھتا ہوں، کیونکہ میرے بعد کوئی نبوت نہیں۔ اور تم لوگوں سے سات چیزوں میں اختلاف رکھتے ہو کہ ان میں کوئی بھی تمہارا شریک نہیں ہو سکتا۔

اس حدیث کا واضح مفہوم یہ ہے کہ اے علی میرے اور تمہارے درمیان

جو چیز فرق کرتی ہے وہ نبوت ہے۔ کہ میں نبی ہوں تم نبی نہیں بن سکتے کیونکہ میرے بعد کسی قسم کی کوئی نبوّت جاری نہیں ہو سکتی۔ یعنی نبوّت کے سوا میرے تمام تر مناقب و محامد میں تم شریک ہو۔ اگر میرے بعد نبوّت کا سلسلہ جاری رہتا اور کسی نئے شخص کو نبی بنایا جانا ممکن ہوتا تو تم نبوت میں بھی میرے شریک ہو جاتے۔

اس حدیث مبارک سے دو فائدے صراحتاً ثابت ہوتے ہیں۔

پہلا فائدہ : پہلا فائدہ یہ ہے کہ ختم نبوّت کا معنیٰ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کو نبوت نہیں دی جائے گی خواہ وہ حضرت علی ہی کیوں نہ ہوں، رہا یہ مسئلہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں دوبارہ دنیا پہ آنے والے ہیں تو انہیں اس وقت نبوّت دی نہیں جائے گا وہ ان کے پاس پہلے سے موجود ہو گی یہی فرق ہے حضرت عیسیٰ اور حضرت علی میں، چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ مبارکہ سے قبل نبوّت دی جاتی تھی اس لیے حضرت عیسیٰ کو بھی نبوت ملی اور جب وہ دوبارہ آئیں گے تو اسی نبوتِ سابقہ کے ساتھ آئیں گے اور ان کا بحیثیتِ نبی دوبارہ آنا ختم نبوت کے خلاف نہ ہو گا مگر چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ مبارکہ کے بعد نبوت کے دیئے جانے کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے اس لیے حضرت علی سے آپ نے فرمایا کہ تم میرے دیگر تمام اوصاف میں شریک ہونے کے باوجود نبوت حاصل نہیں کر سکتے اور تمہارا نبی بننا ختم نبوت کے خلاف ہے۔ مرزائی لوگوں سے انصاف کے نام پر اپیل ہے کہ خدارا اس سادے سے اور واضح تر مفہوم پر غور کریں۔ شاید دل کا کوئی دریچہ ابھی نسیم ہدایت کے لیے کھلا ہو۔

دوسرا فائدہ : آج کوئی شخص علمی اور روحانی اعتبار سے کتنا ہی ترقی کر جائے وہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر عالم نہیں کہلا سکتا کہ خود زبان رسالت نے فرمایا! انا مدينة العلم وعلی بابها میں علم کا شہر ہوں علی اس کا

دروازہ ہے۔ اور نہ ہی کوئی شخص روحانیت کے سفر سلوک میں تاج دار ھل اتیٰ سے بازی لے جا سکتا ہے۔ کیونکہ وہ تمام سلاسل روحانیہ کے سالار اعلیٰ ہیں۔ لیکن جب وہ منصب نبوت حاصل نہیں کر سکتے تو کوئی دوسرا شخص کیسے حاصل کر سکتا ہے معلوم ہوا ظلی یا بروزی کا مطلب یہ ہے کہ کوئی انسان کسی دوسرے شخص کے اوصاف و اخلاق یوں اپنا لے کہ اُسی کا ظل (سایہ) بن جائے یا اسی کا بُروز (ظہور) قرار پائے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے خود کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل و بروز قرار دیا بایں معنیٰ کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ اوصاف و کمالات اور خصائل و شمائل اپنے اندر یوں جذب کر لیے کہ ان کا وجود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود بن گیا۔ اس طرح وہ بروزی طور پر نبی اور رسول کہلانے کے بھی حقدار ہو گئے (معاذ اللہ)

سوال یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود فرما رہے ہیں کہ اے علی تیرا میرا فرق صرف نبوت میں ہے یعنی نبوت کے سوا باقی جملہ اوصاف میں تم میرے ساتھ ساتھ شامل ہو اور پیچھے حدیث گزر چکی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ میں نے آج تک جو کچھ اپنے لیے مانگا ہے تمہارے لیے بھی مانگا ہے اور میں نے اپنے رب سے جو مانگا ہے مجھے میرے رب نے دیا ہے البتہ مجھے خدا نے فرما دیا کہ تمہارے بعد نبوت نہیں ہے۔ تو کیا مرزا غلام احمد قادیانی حضرت علی سے بڑھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل اور بُروز کہلانے کے مستحق ہو گئے تھے؟ حضرت علیؓ کو تو خود زبانِ رسالت نے اپنے تمام اوصاف و فضائل اللہ سے مانگ کر دیئے، جبکہ مرزا صاحب کا خود کو جامع کمالاتِ محمدیہ کہنا محض دعویٰ و ادعا ہے اور اپنی زبانی میاں مٹھو بننے کے مترادف ہے (یہ الگ بحث ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ اور مرزا غلام احمد قادیانی کی لائف ہسٹری میں کتنا فرق ہے) مگر اس کے باوجود حضرت علیؓ کو اللہ اور اس کے پیارے

رسول نے نبوت کا اہل نہ قرار دیا تو مرزا صاحب کو کہاں سے نبوت مل گئی اور کس نے انہیں نبوت کا اہل بنا دیا۔ قادیانی لوگوں سے التجا ہے کہ خدارا انصاف کا فیصلہ کریں حضرت علیؓ جو رسول اللہ کے برادر، خاتونِ جنت کے شوہر اور کعبہ کا گوہر ہیں۔ اس لیے نبوت نہ پا سکے کہ اللہ نے اپنے نبی سے فرما دیا لَا نُبُوَّةَ بَعْدَكَ تو مرزا صاحب کا ظل اور بروز کے بہانے اپنے لیے دروازۂ نبوت کھولنا کیا معنیٰ رکھتا ہے۔

ابو بکر صدیق ساری اُمّت سے افضل ہیں مگر وہ نبی نہیں ہو سکتے۔

ارشاد رسول

حدیث نمبر ۳۶ عن سلمة بن الاكوع قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ابوبكر خير الناس الا ان يكون نبى۔

(کنز العمال بحوالہ طبرانی اور ابن عدی فی الکامل جلد ۴ صفحہ ۳۴۲ کتاب الفضائل)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ابو بکر صدیق سب لوگوں سے افضل ہیں مگر یہ ممکن نہیں کہ وہ نبی ہو سکیں۔

یہ حدیث مبارک کنز العمال میں خطیب، دیلمی اور طبرانی وغیرہم کی روایت کے ساتھ ایک اور صحابی رسول عکرمہ بن اکوع سے بھی مروی ہے۔ یہ حدیث بھی اپنے مفہوم میں اس قدر واضح ہے کہ اس سے فتنۂ انکارِ ختمِ نبوت کی جڑ کٹ کر رہ گئی ہے۔ اس سے چند فوائدِ عظیمہ حاصل ہوئے ہیں۔ مرزائی لوگوں سے درخواست ہے جو خود کو احمدی کہتے ہیں کہ توجہ سے انہیں پڑھ لیں پھر انصاف کا فیصلہ کریں۔

پہلا فائدہ: مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کہتے ہیں میں نے نبوت یوں حاصل کی ہے کہ خود کو اطاعت رسول میں فنا کر دیا حتیٰ کہ میرا وجود رسول کریم کا وجود

بن گیا۔ اور میری طرف سے دعویٰ نبوت گویا رسول کریم کی ہی طرف سے ہے۔ کیونکہ میرا وجود ان سے الگ نہیں۔ دیکھیے ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۱۲ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۸۔

ہم مرزا صاحب کے پیروکاروں سے بصد نیاز عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اس اُمت میں فضیلت و تقویٰ کا معیار اتباعِ رسول کریم اور اطاعت نبی ہے۔ جو شخص جس قدر اتباعِ رسول میں جادہ پیما ہے اسی قدر بارگاہِ ایزدی میں فضیلت و رفعت سے فیضیاب ہے۔ ارشاد ربی ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم۔ اور اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں جو مقام صدیق اکبرؓ کا پوری اُمت میں ہے وہ کسی اور کا نہیں اسی لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پوری اُمت سے افضل قرار دیا۔ اور اسی بناء پر یہ حدیث نبوی ہے ما صحب النبیین والمرسلین اجمعین ولا صاحب یاسین افضل من ابی بکر یعنی تمام انبیاء و مرسلین میں سے کسی کو ایسا ساتھی نہیں ملا اور نہ ہی صاحب سورہ یٰسین صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ساتھی ملا ہے جو ابوبکر سے افضل ہو۔

(کامل فی التاریخ کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۳۴۲)

اور ارشاد رسول ہے کہ جس بھی شخص نے مجھ پر کوئی احسان کیا ہے میں نے اسے اس کا بدلہ دے دیا ہے البتہ ابوبکر نے جو احسانات کیے ہیں ان کی مکافات اللہ ہی روز حشر فرمائے گا (ترمذی عن ابی ہریرۃ رضؓ)

اس کے باوجود جب ابوبکر صدیق نبی نہیں بن سکتے تو مرزا صاحب کس طرح چھلانگ لگا کر مقام نبوت پر جا کر کھڑے ہو گئے؟ یاد رکھیے ساری اُمت کے اولیاء کاملین اور اقطاب و ابدال اور اغواث سب مل کر ایک صحابی کا مرتبہ

نہیں پا سکتے مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں۔ حضرت اویس قرنیؒ اپنی تمام تر فضیلت کے باوجود (کہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سلام بھیجا اور یہ پیغام ان کے لیے چھوڑا کہ وہ آپ کی اُمت کی بخشش کے لیے دعا کریں) حضرت وحشیؓ کی عظمت کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس لیے کہ حضرت وحشی کو شرفِ صحابیت حاصل ہے (مکتوبات) اور اس میں کسی کو کیا شک ہے کہ ابوبکر صدیق تمام صحابہ کرام کے سردار ہیں، خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں وقتِ آخر اپنے مصلے پر کھڑا کیا۔ تو معلوم ہوا صدیق اکبرؓ کا مقام پوری اُمت سے افضل و اعلیٰ ہے بلکہ انبیاء کرام کے بعد سب سے اونچا مقام حضرت صدیق اکبر کا ہے۔ کیونکہ نبوت کے بعد صدیقیت کا درجہ ہے جیسا کہ اللہ نے انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین (سورہ نساء آیت ۶۹) میں انبیاء کے بعد صدیقین کا ذکر فرمایا ہے۔ خود مرزا صاحب نے بھی ملفوظات جلد اول میں اس پر روشنی ڈالی ہے، اور حضرت سیدنا ابوبکر مقام صدیقیت کے اس درجہ پر فائز ہیں جس کے متصلاً بعد درجۂ نبوت شروع ہوتا ہے اتنی عظیم منزلت و مرتبت کے باوجود حضرت سیدنا صدیق اکبر نبی نہیں بن سکتے تو مرزا صاحب کو نبی ماننا کس طرح عقل میں آ سکتا ہے؟

خود مرزا صاحب کے ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۲۶ میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک بار کسی نے مرزا صاحب سے کہا کہ کیوں نہ ہم آپ کو مدارج میں شیخین سے افضل سمجھیں تو یہ سن کر آپ کا رنگ اڑ گیا۔ اور آپ نے غصے میں چھ گھنٹے مسلسل تقریر کی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب شیخین کے فضائل بیان کیے اور کہا: "میرے لیے یہ فخر کافی ہے کہ میں ان لوگوں کا مداح اور خاکِ پا ہوں۔"

اندازہ فرمائیے! جب مرزا صاحب خود کو شیخین یعنی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خاکِ پا قرار دے رہے ہیں اور صدیق اکبر کے نبی بن سکنے کی نفی

زبانِ رسالت کر رہی ہے تو مرزا صاحب کے لیے نبوت کا دروازہ کس طرح کھل گیا؟
کیا صدیقِ اکبر کی خاکِ پا خود اُن سے افضل ہو گئی ہے؟ واعجباہ!

یہ الگ بات ہے کہ مرزا صاحب نے خود کو شیخین کی خاکِ پا قرار دینے کا بیان ۱۸۹۹ء میں دیا تھا جب ان پر نبوت کا خمار نہیں چڑھا تھا۔ جبکہ اس کے بعد انہوں نے یہ کہا تھا کہ "میں وہ مہدی ہوں جس کے متعلق ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابوبکرؓ کے درجہ پر ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکر کیا وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے (مجموعہ اشتہار جلد ۳ صفحہ ۲۷۸)۔ (معاذ اللہ)

دوسرا فائدہ: یہ حدیث بھی اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ ختم نبوت کا مفہوم یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کو منصبِ نبوت پر فائز نہیں کیا جائے گا خواہ وہ ابوبکر صدیق جیسا افضل ترینِ اُمّت ہی کیوں نہ ہو تو یہ مفہوم اس امر سے مانع نہیں کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام قربِ قیامت میں دوبارہ دنیا میں آ جائیں۔ کیونکہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل منصبِ نبوت پر فائز ہو چکے تھے اور جب وہ بحکم قرآن وحدیث دوبارہ آئیں گے تو اسی سابقہ نبوت کے ساتھ آئیں گے مرزائیوں سے درخواست ہے کہ خدارا اس نقطۂ ایمان کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

تیسرا فائدہ: مرزا صاحب نے دین میں یہ نئی اختراع نکالی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ختمِ نبوت بایں معنیٰ ہے کہ آپ کے بعد نئی شریعت کے ساتھ کوئی نبی نہیں آ سکتا کیونکہ آپ کی شریعت آخری شریعت ہے اور آپ کی کتاب آخری کتاب ہے مگر ایسا نبی یقیناً آ سکتا ہے جو آپ ہی کی شریعت کا متبع ہو اور قرآن کریم کا مبلّغ ہو، ہم مرزا صاحب کے پیروکاروں سے بصد نیاز عرض کرتے ہیں کہ اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نبی بننے تو کون سے نبی بنتے؟ بتایئے کیا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے متبع اور قرآن کے مبلّغ نہ تھے؟ جب تھے اور یقیناً تھے تو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نبی بن سکنے کی کیوں نفی فرمائی؟ معلوم ہوا آپ کے بعد نبوت کا دروازہ مکمل طور پر بند ہو گیا ہے اب نہ کوئی نئی شریعت والا نبی آسکتا ہے نہ آپ کی شریعت کا متبع نبی آسکتا ہے۔

فصل سوم

عقیدۂ ختم نبوت اجماع صحابہ کی روشنی میں

ختم نبوت وہ عقیدہ ہے جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تمام صحابہ کرام نے کامل اجماع فرمایا بلکہ اس کے تحفظ کے لیے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے۔ استخلافِ صدیق اکبرؓ کے بعد جس امر پر تمام صحابہ کا سب سے پہلا اجماع ہوا وہ منکرینِ ختمِ نبوت کی سرکوبی تھا مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی لعنہما اللہ نے وصالِ نبوی کے بعد دعویٰ نبوت کیا۔ بلکہ مسیلمہ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی آیا تھا اور مطالبہ کیا کہ اپنے اقتدار میں اسے بھی شریک کیا جائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم مجھ سے میرے ہاتھ کی چھڑی مانگو تو میں تمہیں وہ بھی نہ دوں گا (دیکھیے بخاری جلد دوم صفحہ ۶۲۸ کتاب المغازی) بلکہ اس لعین نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بایں الفاظ خط بھی لکھا۔ من مسیلمۃ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ سلام علیک اما بعد: فانی قد اشرکت فی الامر

—— یعنی یہ خط اللہ کے رسول مسیلمہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کے نام ہے آپ پر سلام ہو۔ اما بعد اس معاملہ (نبوت اور حکومت) میں مجھے (اللہ کی طرف سے) شریک کیا گیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب یوں لکھا "بسم اللہ

الرحمٰن الرحیم۔ من محمد رسول اللہ الی مسیلمۃ الکذاب، سلام علی من اتبع الھدی، اما بعد فان الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین ۔ (ترجمہ واضح ہے)۔

(البدایہ والنہایہ بحوالہ بخاری جلد سوم صفحہ ۳۴۶)

بخاری شریف کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیلمہ کو پیش گوئی فرما دی تھی کہ خدا تجھے تباہ کرنے والا ہے۔ چنانچہ یہ نبوی خبرِ غیب خلافتِ صدیقیہ میں پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ مسیلمہ کذاب نے علاقہ نجد میں ادعاءِ نبوت کیا اور طرح طرح کی من گھڑت وحی لوگوں کو سنانا شروع کی۔ چنانچہ اس نے کہا مجھ پر اللہ کی طرف سے یہ وحی آئی ہے۔

الم تر الی ربک کیف فعل بالحبلی؟ اخرج منھا نسمۃ تسعی من بین صفاق وحشی ۔ یعنی کیا تو اپنے رب کی طرف نہیں دیکھتا کہ اس نے حاملہ عورت کے ساتھ کیا کیا؟ اس میں سے ایک چلتی پھرتی جان پیدا کی جو جلد اور آنتیوں کے درمیان سے نکالی گئی۔ البدایہ جلد سوم صفحہ ۳۲۵ اور اس نے یہ وحی بھی پیش کی۔ الفیل ما الفیل وما ادراک ما الفیل، لہ ذلوم طویل ۔ یعنی ہاتھی کیا ہی ہاتھی ہے۔ تم کیا جانو ہاتھی کیا ہوتا ہے۔ اس کی تھوتھنی لمبی ہوتی ہے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ ۔ یہ کیسی وحی ہے؟) (البدایہ والنہایہ جلد سوم صفحہ ۳۳۱)

چنانچہ خلیفۃ الرسول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے شمشیرِ خداوندی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو لشکرِ جرار دے کر اس خناس کی سرکوبی کے لیے بھیجا مقامِ یمامہ پر گھمسان کی جنگ ہوئی۔ دس ہزار آدمی قتل ہوئے جن میں چھ سو صحابہ کرام نے بھی جامِ شہادت نوش فرمایا، قریباً تین سو مہاجرین تھے اور تین سو انصار

(تاریخ طبری جلد دوم سن ہجری ۱۱ صفحہ ۲۸۳ طبع بیروت)

یاد رہے مسیلمہ کذاب نے اپنے علاقہ میں اپنے متبعین پر شعائرِ اسلام بھی

جاری کر رکھے تھے۔ باقاعدہ اذان دینے اور اقامت کہنے والوں کی ڈیوٹیاں مقرر تھیں اور نماز باجماعت کا اہتمام کیا جاتا تھا۔ اور اذان میں حسبِ دستور اشھد ان لا الٰہ الا اللہ اور اشھد ان محمدا رسول اللہ بھی کہا جاتا تھا۔ بلکہ اس کا حکم تھا کہ اشھد ان محمدا رسول اللہ کو زیادہ زور دے کر اور بلند آواز سے کہا جائے۔ اور اس کے ان اعمال کی وجہ سے بہت سے مسلمان دھوکے میں پڑ گئے۔ دیکھیے تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۲۷۶

مگر ان سب اعمال کے باوجود تمام صحابہ نے اسے اور اس کے متبعین کو مرتد قرار دیا۔ اور انہیں تہہ تیغ کرنا ضروری سمجھا۔ سیدنا صدیق اکبرؓ کا حضرت خالدؓ کو حکم تھا۔ اَنْ یَقْتُلَ من جَرَتْ عَلَیْہِ المواسی من بنی حنیفۃ کہ (مسیلمہ کی قوم) بنو حنیفہ کا جو بھی شخص تہہ تیغ آئے اسے اڑا دیا جائے۔ (تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۲۹۴) اس لیے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک شخص کو نبی مان رہے تھے اور وحیِ الٰہی کا اجراء تسلیم کر رہے تھے۔ چنانچہ صحابہ کرام نے ایسے مرتدین کو فنا فی النار کرنے کے لیے جانوں کی بازی لگا دی۔ بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۷۴۵ میں حضرت عمر فاروقؓ کے یہ الفاظ موجود ہیں ان القتل قد استحر یوم الیمامۃ بقرآء القرآن ۔ یعنی جنگِ یمامہ میں کثیر تعداد میں قُرآءِ قرآن صحابہ شہید ہوئے چنانچہ اسی سبب سے سیدنا عمر فاروق رضی نے قرآن کریم ایک جگہ جمع کرنے کا مشورہ سیدنا صدیق اکبر رضی کے سامنے رکھا اور بالآخر قرآن کریم کی تمام تحریر ایک جگہ جمع کر دی گئی۔ کہ کہیں قُرآءِ قرآن کے بکثرت شہید ہو جانے کے سبب قرآن کا یاد رکھنا مشکل نہ ہو جائے۔

معلوم ہوا جو شخص بآوازِ بلند کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت کا ورد کرتا پھرے۔ نماز پڑھے زکوٰۃ دے روزہ رکھے اور تمام ارکانِ اسلام بجا لائے مگر نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کو نبی اور رسول مانتے وہ تمام صحابہ کرام کے نزدیک کافر و مرتد اور واجب القتل ہے اس سے مرزائی لوگوں کو عبرت پکڑنی چاہیئے جو یہ کہتے ہیں کہ دیکھو ہم لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ کا صبح و شام چرچہ کرتے ہیں۔ نماز روزہ و دیگر ارکانِ اسلام بجا لاتے ہیں مگر ہمیں بلاوجہ کافر کہا جاتا ہے۔

مرزائی بھائیو! مسیلمہ کذاب بھی کلمہ پڑھتا تھا۔ وہ کوئی نئی شریعت یا نئی کتاب لے کر نہیں آیا تھا۔ مگر اس کے دعویٰ نبوت کی وجہ سے تمام صحابہ نے اسے کافر و مرتد سمجھا۔ خدارا تم بھی یہ تکرار چھوڑ دو کہ اسلام میں صرف ایسے نبی کے لیے دروازہ بند ہوا ہے جو نئی شریعت لانے کا دعویٰ کرے۔ اور ایسا نبی اب بھی آسکتا ہے جو نئی شریعت تو نہ لائے مگر قرآن و سنّت کا متبع ہو کر اپنے علم و عمل کے زور سے مقام نبوّت پالے۔ جس نے دعویٰ نبوت کیا وہ قرآن و سنّت کا متبع کب رہا۔ یہی صحابہ کرام کا عقیدہ ہے اور اسی پر ان کا اجماع ہے۔

عقیدۂ ختم نبوت پر صحابہ کرام کا یہ اجماع ہی تو ہے جس کی بناء پر ساٹھ سے زائد صحابہ نے ایک سو ایک احادیثِ صحیحہ روایت کی ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت و رسالت کے ختم ہو جانے پر دلالت کرتی ہیں۔ اور ان میں نوے احادیثِ مرفوعہ ہیں۔ تفصیل کے لیے اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنّت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمہ اللہ کی کتاب "ختم النبوّت" کا مطالعہ کیا جائے۔ دین اسلام کے عقائد و اعمال میں سے شاید ہی کوئی ایسا معاملہ ہو جس پر ساٹھ سے زائد صحابہ کرام سے اتنی تعداد میں احادیث مروی ہوں۔

ختم نبوّت پر صحابۂ کرام کے ارشادات

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر صحابہ کرام کا جہاں اجماع

ذکر ہوا وہاں ان کے چند انفرادی اقوال کا ذکر کرنا بھی فائدے سے خالی نہیں اس لیے چند ایک اقوالِ صحابہ پیشِ خدمت ہیں جو سردست میسّر آسکے وہ لکھے جا رہے ہیں۔

(۱) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

جب خلافتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور میں بعض قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تو حضرت صدیق اکبر نے ان کے خلاف نہایت سخت موقف اختیار کیا۔ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قدرے نرمی برتنے کا مشورہ دیا تو آپ نے فرمایا:

اجبار فی الجاهلية وخوار فی الاسلام انه قد انقطع الوحی وتم الدين اينقص وانا حی۔
(مشکوٰۃ شریف باب مناقب ابی بکرؓ ص۵۵۶ مطبوعہ کراچی)

اے عمر جاہلیت میں تو آپ بڑے بہادر تھے۔ اسلام میں آکر اتنے کمزور کیوں ہو گئے۔ یاد رکھو وحی ختم ہو چکی ہے اور دین مکمل ہو چکا ہے۔ اب کیا اسے میری موجودگی میں کم کر دیا جائے گا۔

حضرت ابوبکر صدیق کا یہ ارشاد واضح بتلا رہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ صاحبِ شریعت نبی آسکتا ہے نہ غیر صاحبِ شریعت کیونکہ وحی کا دروازہ ہی بند ہو گیا ہے اور نبوّت وحی کے بغیر قائم ہی نہیں ہو سکتی خواہ وہ غیر تشریعی نبوّت ہی کیوں نہ ہو۔

صحابی رسول طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں بازارِ بصری میں گیا۔ وہاں ایک راہب اپنے معبد میں کہہ رہا تھا: لوگو! تم میں کوئی شخص اہل حرم (مکہ مکرمہ کے رہنے والے) لوگوں میں سے بھی ہے؟ میں نے کہا: میں ہوں۔ کہنے لگا کیا احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ظاہر ہو گئے ہیں؟ میں نے کہا: احمد کون؟ کہنے لگا۔

هو احمد بن عبد الله بن عبد المطلب، هٰذا شهره الذی یخرج فیه وهو آخر الانبیاء۔

یعنی وہ احمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہیں۔ اسی ماہ میں وہ ظاہر ہونے والے ہیں۔ اور وہ انبیاء میں سب سے آخری نبی ہیں۔

طلحہؓ کہتے ہیں راہب کی یہ بات میرے دل میں بیٹھ گئی۔ چنانچہ جب میں مکہ مکرمہ آیا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سارا ماجرا کہا۔ ابوبکر صدیق اسی وقت اٹھے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر سارا قصہ کہا۔ تو آپ سُن کر بے حد مسرور ہوئے اور طلحہ فوراً مسلمان ہو گئے۔ صاحب سیرت حلبیہ فرماتے ہیں۔ ممکن ہے وہ راہب بحیرا ہو یا نسطورا، کیوں کہ وہ دونوں بصریٰ ہی میں تھے۔ اور ممکن ہے کوئی اور ہو۔ سیرت حلبیہ جلد اول صـ، حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین صـ۱۵۹ باب ثالث۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا، ابوبکر صدیق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر الانبیاء ہونا سُن کر اس قدر مسرور ہوئے کہ فوراً جا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ساری بات عرض کی۔ اور آپ بھی سن کر بے حد خوش ہوئے کہ عیسائی راہبین بھی آپ کی نبوت اور ختم رسالت کی گواہی دے رہے ہیں۔ اور ابوبکر صدیقؓ نے منکرین ختم نبوت کے خلاف عظیم جہاد کیا اور انہیں مرتد قرار دے کر انہیں بے دریغ لقمہ تلوار بنا دیا اس سے بڑھ کر آپ کے عقیدۂ ختم نبوت کی اور دلیل کیا چاہیئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

آپ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت مبارکہ پر پہلے تو یقین نہیں فرما رہے تھے۔ مگر حضرت ابوبکر صدیق کی تقریر سے آپ پر حقیقت عیاں ہوئی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا یقین ہوا تو آپ روتے ہوئے آپ کی

چارپائی کے پاس حاضر ہوئے۔ اور آپ کے فضائل پر طویل خطبہ ارشاد فرمایا جس کا ایک اقتباس حاضر ہے۔

لقد بلغ من فضیلتك عنده ان بعثك اخر الانبیاء وذکرك فی اولهم فقال تعالٰی، واذ اخذنا من النبیین میثاقهم ومنك ومن نوح الخ

یعنی یا رسول اللہ! اللہ کی بارگاہ میں آپ کی فضیلت اس درجہ پر پہنچی ہے کہ اللہ نے آپ کو سب انبیاء کے بعد آخر میں بھیجا اور آپ کا ذکر سب سے پہلے فرمایا، چنانچہ فرمایا: اور یاد کرو جب ہم نے انبیاء سے عہد لیا۔ آپ سے، نوحؑ سے ابراہیمؑ سے موسیٰؑ سے اور عیسیٰ بن مریمؑ سے، (سورہ احزاب آیت ۷۔ مواہب لدنیہ جلد چہارم صـ۵۵۵ مقصد دہم فصل اول) علاوہ ازیں شفا شریف۔ مدخل لابن الحاج احیاء العلوم للغزالی وغیرہ کتب میں بھی یہ روایت موجود ہے۔

حضرت عمر فاروق سے یہ مشہور عالم حدیث بھی مروی ہے نحن الآخرون السابقون یوم القیامۃ۔ یعنی ہم آخری اُمت ہیں اور روز حشر ہمارا حساب سب سے پہلے ہوگا۔ حدیث پیچھے تفصیل سے گزر چکی ہے۔

آپ ہی سے مروی وہ حدیث[16] بھی پیچھے گزر چکی ہے کہ اللہ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں آپ کو پیدا نہ کرتا اور وہ آپ کی اولاد میں سے آخری نبی ہیں۔

اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ایک خطبہ مستدرک للحاکم میں کتاب الفتن کے اندر مذکور ہے جس کے بعض الفاظ یہ ہیں۔ الا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد انطلق و رفع الوحی۔ یعنی خبردار رہو! نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے ہیں اور وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے (مستدرک للحاکم جلد ۴ کتاب الفتن صـ۴۸۶)

اسی طرح حضرت عمر فاروق سے وہ طویل حدیث بھی مروی ہے جس میں ایک گوہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور آپ کی ختم نبوت پر شہادت دینا مذکور ہے۔

(خصائص کبریٰ جلد دوم ص۱۰۷ ، کنز العمال جلد چہارم صـــ ۱۰، رواہ عن الطبرانی فی الاوسط والصغیر وابن عدی فی الکامل والحاکم فی کتاب المعجزات وابی نعیم فی دلائلہٖ وابن عساکر فی تاریخہٖ)

اور آپ کے حوالے سے حدیث مشہور لو کان بعدی نبیا لکان عمر۔

بھی اسی مفہوم پر دال ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

کنز العمال میں ایک حدیث ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا تمہیں یہ گناہ نہیں کرنا چاہیئے۔ ایک صحابی بولے، امیر المؤمنین کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی نازل ہونے لگی ہے؟ (یعنی کیا آپ کو وحی کے ذریعے اس کے گناہ کا پتہ چل گیا ہے؟) آپ نے فرمایا ہاں! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی تو نازل نہیں ہوگی مگر فراستِ ایمانی تو باقی ہے۔ (یعنی میں نے فراستِ ایمانی سے اس کا گناہ بھانپ لیا ہے)، کنز العمال جلد چہارم صفحہ ۲۸۰

یہ حدیث صاف بتا رہی ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نزدیک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر قسم کی وحی کا دروازہ بند ہے جب وحی ممکن نہیں تو نبوت کیسے ممکن ہے۔ مگر مرزا قادیانی یہ کہتا ہے کہ میں کعبہ کی چھت پر چڑھ کر قسم اُٹھا سکتا ہوں کہ میری وحی اور قرآن میں کوئی فرق نہیں (استغفر اللہ) مسلمانو! ہوش میں قادیانی ملحد کی جرأت کہاں تک پہنچی ہوئی ہے۔ اس کے باوجود قادیانی مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔

☆

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

سلامہ کندی روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ لوگوں کو ایک درود شریف سکھلایا کرتے تھے، جس کے الفاظ یہ تھے۔

اللهم...... اجعل شرائف صلوٰتك ونواحي بركاتك ورافة تحننك على محمد عبدك ورسولك الخاتم لماسبق والفاتح لما اغلق۔

یعنی اے اللہ! ...... اپنی سب سے معظم رحمتیں، دائمی برکتیں اور بلند تر شفقتیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرما۔ جو تیرے برگزیدہ بندے اور رسول ہیں۔ وہ گزشتہ (سلسلۂ نبوت) کو ختم کرنے والے ہیں اور بند دروازوں کو کھولنے والے ہیں ـــ مجمع الزوائد جلد دہم ص۱۶۶ کتاب الادعیہ، شفا شریف مع شرح الخفاجی والقاری جلد سوم ص۴۷۵ ، رواہ عن الطبرانی)

اس درود شریف کے ان کلمات "الخاتم لماسبق" کے تحت امام خفاجی فرماتے ہیں، الخاتم لما سبق من النبوۃ والرسالۃ فانہ لا نبی بعدہ ولا رسول ولا فی عہدہ ـــــ یعنی آپ نبوت و رسالت کے گزشتہ سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں۔ کیونکہ آپ کے بعد یا آپ کے عہد میں نہ کوئی نبی آسکتا ہے نہ رسول۔

ملا علی قاری انہی کلمات کے تحت فرماتے ہیں لما سبق من النبیین والمرسلین فیہ تلویح الی قولہ تعالیٰ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ ترجمہ واضح ہے۔

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے امام کبیر محدث ابو اللیث سمرقندیؒ نے تنبیہ الغافلین صـــ میں یہ حدیث بھی روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ الخ کے نزول پر اپنے وصال مبارک

سے کچھ ہی روز پہلے مدینہ طیبہ میں منادی کرواکر سب لوگوں کو اکٹھا کیا اور منبر پر تشریف فرما ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں آپ نے فرمایا:

انا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ھاشم العربی الحرمی المکی لا نبی بعدی۔ الخ

میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم۔ عربی حرمی اور مکی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

کیا اب بھی باب شہر علم، داماد رسول، شوہر بتول، اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے عقیدۂ ختم نبوت میں کوئی شک رہ جاتا ہے آپ ہی کے متعلق یہ حدیث متواتر پیچھے گزر چکی ہے کہ فرمایا گیا۔ اے علی! میرے ساتھ تمہاری وہ نسبت ہے جو حضرت ہارون علیہ السلام کی موسیٰ علیہ السلام سے تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور آپ ہی کے متعلق یہ ارشاد نبوی بھی گزر چکا ہے کہ فرمایا، اے علی! میں نے آج تک اللہ سے کوئی ایسی چیز نہیں مانگی جو تمہارے لیے نہ مانگی ہو۔ اور میں نے جو مانگا اللہ نے مجھے دیا۔ البتہ یہ فرمایا گیا کہ اے نبی! تمہارے بعد کوئی اور نبی نہیں ہے۔

ختم نبوت پر حضرت علی کے چند خطبے

نہج البلاغہ جو حضرت علی کے خطبات مکتوبات اور ملفوظات پر مشتمل کتاب ہے، اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر آپ نے مفصل روشنی ڈالی ہے۔ چند اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں۔

۱۔ نہج البلاغہ میں آپ کے خطبات میں سے پہلا خطبہ بہت مفصل اور جامع ہے جس میں خلق عالم، خلق ملائکہ، خلق آدم، اور بعثت انبیاء پر مفصل روشنی ڈالی گئی ہے اس خطبہ میں بعثت انبیاء کے تحت آپ نے سلسلہ نبوت اور مقاصد نبوت کا تفصیلی ذکر کرنے کے بعد

آخر میں فرمایا:

اِلَی اَنْ بَعَثَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ مُحَمَّدًا رَّسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لِاِنْجَازِ عِدَتِهٖ وَاِتْمَامِ نُبُوَّتِهٖ۔

ترجمہ: تا آنکہ اللہ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تاکہ اپنا وعدہ پورا فرمائے اور اپنی نبوت کا سلسلہ ختم کر دے۔

(نہج البلاغہ خطبات، خطبہ اول صفحہ ۴۴ مطبوعہ بیروت)

۲۔ خطبہ نمبر ۸۷ میں آپ ایک حدیث بیان کرنے سے قبل فرماتے ہیں:

اَیُّهَا النَّاسُ خُذُوْهَا عَنْ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ: اے لوگو یہ حدیث آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لے لو۔

(نہج البلاغہ خطبہ ۸۷ صفحہ ۱۲۸)

۳۔ خطبہ نمبر ۱۳۳ میں آپ کے الفاظ سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہیں۔ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اَرْسَلَهٗ عَلٰی حِیْنِ فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ وَتَنَازُعٍ مِّنَ الْاَلْسُنِ فَقَفّٰی بِهِ الرُّسُلَ وَخَتَمَ بِهِ الْوَحْیَ الخ

ترجمہ: اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت بھیجا جب انبیاء کی آمد کا سلسلہ رکا ہوا تھا۔ اور زبانیں الجھ رہی تھیں۔ اللہ آپ کو سب نبیوں کے پیچھے لایا اور آپ کے ذریعے وحی کا سلسلہ ختم کر دیا۔

(نہج البلاغہ خطبہ ۱۳۳ صفحہ ۱۹۱ عنوان، رسول اللہ)

ان خطبات مولا علی رضی اللہ عنہ نے فتنہ قادیانیت کے تابوت میں آخری

کیل ٹھونک دیا ہے۔ شائد یہی وجہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی حضرت علی کی
بے ادبی وگستاخی میں بہت زبان چلاتا ہے۔ وہ شیعوں سے مخاطب ہو کر
کہتا ہے۔ "تم مردہ علی کے پیچھے پڑے ہو جبکہ زندہ علی تمہارے
درمیان موجود ہے۔" (ملفوظات مرزا غلام احمد قادیانی جلد ۲ صفحہ ۴۲)

اندازہ کیجیے! مرزا قادیانی حضرت علی شیر خدا گوہر کعبہ، داماد رسول شوہر
بتول فاتح خیبر علی حیدر رضی اللہ عنہ کو مردہ علی اور خود کو زندہ علی بتا رہا ہے۔
اس سے بڑھ کر مسلمانوں کو دل آزاری کیا ہو سکتی ہے۔ اسی پہ بس نہیں۔ وہ آپ کے
بیٹے امام حسین رضی اللہ عنہ کی بھی توہین کرتے ہوئے لکھتا ہے:

کربلا ہست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

ترجمہ: میری ہر آن کی سیر کربلا جیسی ہے اور سو حسین میرے گریبان میں ہے
(یعنی میرے اندر سو حسین موجود ہے) (نزول المسیح مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۷۷)
یعنی یہ سمجھنے میں کوئی دقت نہیں کہ مرزا نے ان گستاخیوں سے حضرت علی کے
مذکورہ خطبات کے خلاف بھڑاس نکالی ہے۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ

اسماعیل بن ابی خالد کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن
ابی اوفیٰ سے پوچھا کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم کو دیکھا
تھا؟ انہوں نے فرمایا:

مات وهو صغير ولو قضى ان يكون بعد محمد صلى الله عليه وسلم
نبي لعاش ابنه ولكن لا نبي بعده۔

یعنی ابراہیم بچپن ہی میں فوت ہو گئے، اور اگر اللہ کی تقدیر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کے بعد کسی اور نبی کا آنا ممکن ہوتا تو حضور کے صاحبزادے ابراہیم زندہ رہتے (اور نبی بنتے)
مگر آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔
(ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۰۸ ابواب ماجاء فی الجنائز، الاستیعاب جلد اول صفحہ ۴۷)

لمحہ فکریہ | یہاں بھی واضح ہو گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد غیر تشریعی غیر مستقل اور
امتی نبی بھی نہیں آ سکتا۔ کیوں کہ ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر نبی ہوتے تو امتی
نبی ہوتے اور غیر تشریعی نبی ہوتے۔ مگر جب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے سگے
بیٹے امتی نبی نہیں بن سکتے تو چودھویں صدی میں عیسائی گورنمنٹ کا قصیدہ خواں مرزا
غلام مرتضیٰ کا بیٹا مرزا غلام احمد قادیانی کیوں کر امتی نبی مانا جا سکتا ہے ولکن اللہ لا
یهدی القوم الظلمین۔

مرزائیو! بقول خود احمدیو! ہوش میں آؤ۔ صحابہ کرام فرما رہے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ
علیہ وسلم کے پیارے اور لاڈلے بیٹے ابراہیمؓ کو اللہ نے بچپن میں اس لیے اٹھا لیا تاکہ
آپ کے بعد کوئی شخص انہیں نبی نہ سمجھ بیٹھے۔ اللہ نے عقیدہ تحفظ ختم نبوت کی خاطر اپنے
پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت محبوب بیٹے کی موت کا صدمہ عطا فرمایا: تاکہ دین
کی بنیاد متزلزل نہ ہو۔ اگر آپ کے بعد کسی امتی نبی کا آنا اللہ کو منظور ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے
حبیب طالب و مطلوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا بڑا صدمہ نہ دیتا اور ابراہیم کو زندہ رکھتا۔
اے مرزائی بھائیو! (انسانی اخوت مراد ہے) تمہیں محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے
دلی صدمے کا بھی کچھ احساس نہیں؟ بخاری شریف و دیگر کتب میں ہے کہ ابراہیم کے
وصال پر آپ نے ان کی میت کو گود میں لیا تو آپ کی آنکھوں سے چھم چھم آنسو برسنے
لگے اور آپ نے فرمایا اے ابراہیم تمہارے فراق میں آج ہمارا دل بہت دکھی ہے۔
(بخاری کتاب الجنائز)

افسوس ہے تم پر اے مرزائیو! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس عقیدے کے

تحفظ کی خاطر اپنی اولاد تک کی قربانی دے ڈالی تم نے اسی عقیدے کا انکار کر ڈالا ؟

بدری صحابی حضرت انس رضی اللہ عنہ

سدی کہتے ہیں: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ابراہیم بن رسول صلی اللہ علیہ وسلم کتنی عمر کے ہو کر فوت ہوئے تھے؟ فرمایا:

قد كان ملأ مهده ولو بقي لكان نبياً ولكن لم يكن ليبق لان نبيكم آخر الانبياء صلى الله عليه وسلم۔

یعنی ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے صحت مند تھے کہ گہوارہ ان سے بھر جاتا تھا۔ اور اگر وہ زندہ رہتے تو نبی بننے کے قابل تھے۔ مگر وہ زندہ نہیں رہ سکتے تھے۔ کیوں کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاءؑ کے بعد والے آخری نبی ہیں۔
(الاستیعاب فی اسماء الاصحاب لابن عبد البر جلد اول صـ۴۷ر فی احوال النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

مذکورہ عبارت کے الفاظ ولو بقي لكان نبياً سے مرزائی فرقہ عدمِ ختمِ نبوت پر استدلال کرتا ہے۔ مگر اس کا صحیح ترجمہ وہی ہے جو ہم نے اُوپر لکھ دیا۔ کہ اگر ابراہیم زندہ رہتے تو ان کا جوہرِ ذات استعدادِ نبوت رکھتا تھا۔ مگر چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا آپ آخری نبی ہیں اس لیے ابراہیم زندہ نہیں رہ سکتے تھے۔ تقدیرِ الٰہی انہیں اٹھانے ہی والی تھی تاکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کی نبوت کا گمان کسی کے ذہن میں پیدا نہ ہو سکے۔ دیکھیے ختمِ نبوت کے متعلق صحابہ کرام کا عقیدہ کس قدر واضح اور نکھرا ہوا ہے۔ اے کاش مرزائی لوگ بھی اسے ایمانی نگاہ سے پڑھیں اور گوشِ دل سے سُنیں۔

یاد رہے استعدادِ نبوت اور چیز ہے اور امکانِ نبوت اور چیز۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد استعدادِ نبوت کا تصور ممکن ہے۔ امکانِ نبوت کا نہیں۔ حضرتِ انس کے مذکورہ قول میں استعداد کا ذکر ہے امکان کا نہیں جیسے حدیثِ نبوی ہے کہ "قریب ہے

حاملینِ قرآن انبیاء ہوں۔ البتہ ان کی طرف وحی نہیں آتی"۔ رواہُ الدیلمی عن ابن عمرو رضی اللہ عنہما۔ اس حدیث میں امکانِ نبوت کا رد ہے اور استعدادِ نبوت کا اثبات۔ حضرتِ انس کے مذکورہ قول کو بھی اسی قاعدے کے مطابق آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے اس کی مزید تشریح آگے آرہی ہے۔

بدری صحابی بلال بن حارث رضی اللہ عنہ

آپ فرماتے ہیں: میں دورِ جاہلیت میں بغرضِ تجارت شام گیا۔ وہاں اہلِ کتاب میں سے ایک شخص مجھے ملا۔ کہنے لگا: کیا تمہارے ہاں کسی شخص نے دعویٰ نبوت کیا ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ کہنے لگا: اگر میں تمہیں اس کی تصویر دکھاؤں تو کیا پہچان جاؤ گے؟ میں نے کہا: ہاں وہ مجھے ایک کمرے میں لے گیا۔ جس میں بہت سی تصاویر تھیں مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر مجھے وہاں نظر نہ آئی۔ ابھی ہم وہیں تھے کہ اتنے میں ایک اور اہلِ کتاب شخص آیا، اس نے پوچھا کیا بات ہے۔ ہم نے اپنا ماجرا سنایا۔ تو وہ مجھے اپنے ساتھ اپنے گھر لے گیا۔ وہاں داخل ہوتے ہی مجھے تصویر نظر آئی۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔ اور ایک شخص نے آپ کا دامن پکڑ رکھا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے جس نے تصویر میں آپ کا دامن پکڑ رکھا ہے؟ تو اس نے کہا:

انه لم يكن نبي الا كان بعده نبي الا هذا فانه لا نبي بعده و هذا الخليفة بعده و اذا صفة ابي بكر۔

یعنی پہلے زمانہ میں ہر نبی کے بعد دوسرا نبی آیا کرتا تھا۔ مگر یہ وہ نبی ہیں جن کے بعد کوئی اور نبی نہیں۔ اور یہ شخص (جس نے دامن پکڑ رکھا ہے) ان کے بعد خلیفہ ہوگا۔ تو وہ حضرت ابوبکر صدیق کی تصویر تھی۔
(دلائل النبوۃ لابی نعیم جلد اول صـ۵، کنز العمال جلد چہارم صـ۲۴۷ راویاً عن الطبرانی)

گویا یہی واقعہ حضرت بلال بن حارث کے اسلام کا سبب بنا۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

آپ فرماتے ہیں: میں سات برس کا تھا، جو کچھ سنتا وہ سمجھ لیتا۔ ایک مرتبہ ثابت بن ضحاک نام کا آدمی ہمارے گھر آیا اور بتلانے لگا کہ ایک یہودی مجھ سے جھگڑ رہا تھا کہ ایک ایسے نبی کی آمد کا زمانہ قریب ہے جو موسیٰ علیہ السلام جیسی کتاب لائے گا۔ آپ فرماتے ہیں۔ چند ہی روز بعد میں نے سحر کے وقت ایک آواز سنی، پھر پتہ چلا ایک یہودی مدینہ کے ایک اونچے ٹیلے پر کھڑے ہو کر ہاتھ میں آگ کی مشعل لیے پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔ اور لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے ہیں۔ کہتا ہے:

هٰذا كوكب احمد قد طلع، هٰذا كوكب لا يطلع الا بالنبوة ولم يبق من الانبياء الا احمد۔

یعنی۔ یہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد (ولادتِ مبارکہ) کا ستارا طلوع ہو گیا۔ یہ ستارا کسی نبی کی ولادت پر ہی طلوع ہوتا ہے۔ اور انبیاء میں سے احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی نبی باقی نہیں رہا۔

حضرت حسان کہتے ہیں: لوگ یہ سن کر ہنسنے لگے۔ اور تعجب کرنے لگے۔ (دلائل النبوۃ لابی نعیم جلد اول ص۴۸ حدیث نمبر ۳۲ خصائص کبریٰ جلد اول ص۵۷)

حویصہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

آپ فرماتے ہیں:

كنا ويهود فينا كانوا يذكرون نبيا يبعث بمكة، اسمه احمد ولم يبق من الانبياء غيره

یعنی۔ ہم جہاں رہتے تھے وہاں یہودی بھی تھے اور وہ ذکر کیا کرتے تھے کہ مکہ مکرمہ میں ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے، جس کا نام احمد ہو گا اور انبیاء میں سے اس کے سوا کوئی نبی باقی نہیں رہا، آگے طویل حدیث ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پھر

ایک زمانہ گزرا کہ ہم نے سنا مکہ مکرمہ میں ایک نبی ظاہر ہوا ہے پھر جب آپ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو میں اسلام لے آیا۔ (دلائل النبوۃ لابی نعیم جلد اول ص۷۹ حدیث نمبر ۳۳۔ خصائص راویاً عن الواقدی وابی نعیم جلد اول ص۵۹)

عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ

آپ فرماتے ہیں۔ میں زید بن عمرو بن نفیل سے ملا۔ وہ قریش کی بت پرستی سے متنفر ہو کر شہر مکّہ چھوڑے جا رہے تھے۔ مجھ سے کہنے لگے: اے عامر مجھے اس نبی کا انتظار ہے جو عبدالمطلب کی اولاد سے پیدا ہو گا۔ میں شاید ان کا زمانہ نہ پا سکوں۔ اگر تم ان کا زمانہ پاؤ تو انہیں میرا اسلام پہنچا دینا۔ میں تصدیق کرتا ہوں کہ وہ اللہ کے نبی ہیں۔ پھر انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ بیان کیا۔ پھر بتلایا کہ مکہ والے انہیں نکال دیں گے اور مدینہ میں ان کا دین خوب ظاہر ہو گا۔ پھر فرمایا: میں ابراہیم علیہ السلام والے دین کی طلب میں سب شہروں میں گیا ہوں۔ میں نے یہود، نصاریٰ اور مجوس سب سے یہی سوال کیا۔ اور سب نے مجھے یہی جواب دیا کہ:

هٰذا الدين وراءك وينعتونه مثل ما نعته لك ويقولون لم يبق نبي غيره۔

یہ دین تمہارے بعد ظاہر ہونے والا ہے۔ اور انہوں نے مجھے اس نبی کی وہی صفات بتلائیں جو میں نے تمہیں بتلائی ہیں اور وہ سب یہ کہتے تھے کہ اس کے علاوہ کوئی نبی باقی نہیں رہ گیا۔ (دلائل النبوۃ لابی نعیم جلد اول ص۹۹ حدیث نمبر ۶۹۔ طبقات لابن سعد جلد ـــ ص ـــ، خصائص جلد اول ص۵۱)

یاد رہے یہ زید بن عمرو بن نفیل حضرت سعید بن زیدؓ کے والد ہیں جو عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے ہیں اور جن کے گھر حضرت عمر فاروق کی ہمشیرہ تھیں۔

حضرت حذیفہ بن یمانؓ

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ ذَهَبَتِ النُّبُوَّةُ

فَكَانَتِ الْخِلَافَةُ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ۔ نبوت جاتی رہی اب نبوت کے طرز پر خلافت ہے (مسند احمد بن حنبل جلد پنجم صفحہ ۴۰۴)

حضرت معاذ بن جبل رضؓ

آپ روایت فرماتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گدھے سے گفتگو فرمائی۔ گدھے نے کہا یا رسول اللہ! اللہ نے میری جد میں ساٹھ (ایسے) گدھے پیدا فرمائے ہیں۔ اور ان میں سے کسی ایک پر بھی پیغمبر کے سوا کوئی سوار نہیں ہوا۔ آگے اس نے کہا:

وقد كنت اتوقعك ان تركبني لانه لم يبق من نسل جدي غيري ولا من الانبياء غيرك۔

یعنی "مجھے توقع تھی کہ آپ مجھ پر سوار ہوں گے کیونکہ میری نسل میں میرے سوا کوئی باقی نہیں رہا اور انبیاء میں آپ کے سوا کوئی نبی باقی نہیں"

چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام یعفور رکھا اور اس کو اپنی خدمت میں لے لیا جب آپ نے کسی صحابی کو بلانا ہوتا تو یعفور کو بھیجتے، وہ جاکر پاؤں کی ٹھوکر سے دروازہ کھٹکھٹاتا اور صاحبِ خانہ کے باہر آنے پر اسے سر کے اشارے سے کہتا تمہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم بلا رہے ہیں۔ آپ کی رحلتِ طیبہ کے بعد یعفور نے ابو الہیثم بن التیہان کے کنوئیں میں چھلانگ لگا کر ہجرِ رسول میں جان ختم کر لی۔

(مدارج النبوت جلد اول صفحہ ۳۲۷)

ابن عباس رضی اللہ عنہما

حضرت ابن عباس رضؓ قرآن کے سب سے پہلے مفسر ہیں۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی نے حمامۃ البشریٰ صفحہ ۳۱۱ مندرجہ روحانی خزائن جلد ہفتم میں انہیں ان الفاظ سے یاد کیا ہے

ترجمہ: ابن عباس وہ ہیں جو سب سے بڑھ کر اپنی قوم کی لغات جانتے تھے انہوں نے علم تفسیر مستنبط کیا اور یہ علم ایجاد کیا۔ زبانِ عرب کی تحقیق میں انہیں ید طولیٰ اور حصۂ عظیم حاصل ہے۔ اور وہ عارفین میں سے ہیں۔

انہی ابن عباس رضؓ سے امام بغوی نے آیت خاتم النبیین کے تحت یہ قول نقل کیا ہے۔

عن عطاء عن ابن عباسؓ، ان الله لما حكم ان لا نبي بعده لم يعطه ولدا ذكرا يصير رجلا۔

ترجمہ۔ حضرت عطاءؒ جناب ابن عباس رضؓ سے روایت فرماتے ہیں کہ اللہ نے جب یہ فیصلہ فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو آپ کو کوئی ایسی مذکر اولاد عطا نہ فرمائی جو بڑی عمر میں جاکر مرد بن سکے۔ (تفسیر بغوی، جلد سوم صفحہ ۲۶۵)

امام خازن نے حضرت ابن عباس سے یہی قول ذرا تفصیل سے نقل کرتے ہوئے لکھا:

قال ابن عباسؓ يريد لولم اختم به النبيين لجعلت له ابنا يكون بعده نبيا۔ وعنه قال: ان الله لما حكم ان لا نبي بعده لم يعطه ولدا ذكرا يصير رجلا۔

ترجمہ: ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں: ارشادِ الٰہی کی مراد یہ ہے کہ اللہ فرماتا ہے اگر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلۂ انبیاء ختم نہ کر دیتا تو آپ کو ایسا بیٹا عطا فرماتا جو بڑے ہو کر نبی بنتا۔ (تفسیر بغوی جلد سوم صفحہ ۲۶۵)

ارشادِ ابن عباس رضؓ کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کا یہ ارشاد کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں۔ بلکہ آپ رسول خدا ہیں اور آخری نبی ہیں، یہ مفہوم رکھتا ہے کہ اللہ فرما رہا ہے اے مسلمانو! ہم نے تمہارے نبی کو کوئی ایسا

بیٹا نہیں دیا جو بڑے ہو کر مرد بنتا اس لیے کہ تمہارا نبی خاتم النبیین ہے۔ اور نبوّت مردوں ہی کو دی جاتی ہے عورتوں کو نہیں۔

الغرض تمام صحابہ کرام کا یہی عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا خواہ وہ صاحبِ شریعت ہو یا غیر صاحبِ شریعت کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی بیٹا اگر نبی بنتا تو وہ غیر صاحبِ شریعت ہی ہوتا شریعت تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم لے آئے ہیں۔ اس کی تشریح پیچھے گزر چکی ہے۔

احادیثِ ختمِ نبوّت کے راوی صحابہ کرام

ختمِ نبوّت پر دلالت کرنے والی احادیث کی روایت کرنے والے صحابہ کرام کی تعداد امام اہلِ سنّت مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ نے ۱۷ بیان فرمائی ہے۔ تاہم اس پیشِ نظر مختصر رسالہ میں مذکور گذشتہ احادیث کے راوی صحابہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ سیّدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ۔ مصنف ابن ابی شیبہ۔ حاکم۔ طبرانی۔ دلائل النبوۃ وغیرہا۔

۲۔ سیّدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ ۔ طبرانی، مجمع الزوائد۔ حدیث نمبر ۲۶، ۵

۳۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ۔ بخاری۔ مسلم۔ ابن ماجہ۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ مسند احمد۔ سننِ بیہقی۔ مسند بزار۔ ابن ابی حاتم۔ ابنِ مردویہ وغیرہا۔ حدیث نمبر ۱، ۳، ۷، ۸، ۹، ۱۲، ۱۳، ۱۸، ۱۹، ۲۲، ۲۴

۴۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ۔ حدیث نمبر ۱، ۲، ۵، ۸، ۱۱

۵۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ۔ حدیث نمبر ۱، ۲، ۶

۶۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما ۔ حدیث نمبر ۲، ۴، ۷

۷۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔ حدیث نمبر ۲، ۳

۸۔ ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ ۔ حدیث نمبر ۱۵، ۱۷

۹۔ حُذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ ۔ حدیث نمبر ۳، ۴، ۵، ۷

۱۰۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ ۔ حدیث نمبر ۴، ۸

۱۱۔ ابوطفیل رضی اللہ عنہ ۔ حدیث نمبر ۴، ۵

۱۲۔ حذیفہ بن اُسید رضی اللہ عنہ ۔ حدیث نمبر ۴، ۵

۱۳ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ ۔ حدیث نمبر ۸، ۲۰

۱۴۔ علاء بن زیادؓ حدیث نمبر ۳

۱۵۔ جُبیر بن مطعمؓ حدیث نمبر ۵

۱۶۔ عوف بن مالکؓ حدیث نمبر ۵

۱۷۔ اسامہ بن زیدؓ حدیث نمبر ۵

۱۸۔ عقبہ بن عامرؓ حدیث نمبر ۶

۱۹۔ عصمہ بن مالکؓ حدیث نمبر ۶

۲۰۔ مستوردؓ حدیث نمبر ۸

۲۱۔ بریدہ اسلمیؓ حدیث نمبر ۸

۲۲۔ وہب سوائیؓ حدیث ۸

۲۳۔ ابوجُبیرہ بن ضحاکؓ حدیث نمبر ۸

۲۴ ابی بن کعبؓ حدیث نمبر ۱

۲۵۔ مصعب بن سعدؓ حدیث نمبر ۲

۲۶۔ براء بن عازبؓ حدیث نمبر ۲

۲۷۔ زید بن ارقمؓ حدیث نمبر ۲

۲۸۔ جابر بن سمرہؓ حدیث نمبر ۲، ۸

۲۹۔ ابوایوب انصاریؓ حدیث نمبر ۲

۳۰۔ حبشی بن جنادہؓ حدیث نمبر ۲

۳۱۔ ثوبانؓ حدیث نمبر ۳

۳۲۔ سمرہ بن جندبؓ حدیث نمبر ۳

۳۳۔ ابوبکرہؓ حدیث نمبر ۳

۳۴ عبداللہ بن عمروؓ حدیث نمبر ۲۳

۳۵۔ ابوذر غفاریؓ حدیث نمبر ۲۵

۳۶۔ عرباض بن ساریہؓ حدیث نمبر ۱

احادیثِ ختمِ نبوت روایت کرنے والی صحابیات

۳۷۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا۔ حدیث نمبر ۴، ۵، ۲۱

۳۸- اُم المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا۔ حدیث نمبر ۲
۳۹- سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا۔ حدیث نمبر ۲
۴۰- سیدہ ام کُرز الکعبیہ رضی اللہ عنہا۔ حدیث نمبر ۴

فصل چہارم

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر اکابرینِ اُمت کے ارشادات

جب قرآن وحدیث کی کثیر نصوصِ قطعیہ اور صحابہ کرام کے عظیم اجماع اور صحابہ کے کثیر ارشادات کی روشنی میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا ثابت ہو گیا تو مزید کسی دلیل کی ضرورت تو ہرگز نہیں۔ تاہم چونکہ مرزائی فرقہ چند ائمہ دین کے اقوال کو غلط معانی پر محمول کرکے عوام الناس کو اپنے عقیدہ کی صداقت باور کرانے کی کوشش کرتا ہے اس لیے اکابرینِ اُمت کے اقوال کا نقل کرنا بھی مناسب سمجھا گیا۔

ہم اس سلسلہ کو مختلف طبقات کی تقسیم کے تحت ذکر رہے ہیں۔ سب سے اول مشہور مفسرینِ قرآن کے اقوال لکھے جائیں گے۔ پھر چند جلیل القدر محدثین کے ارشادات پھر ائمہ علمِ عقائد کی تحریرات پھر بزرگانِ دین اور صوفیاء کرام کے بیانات اور آخر میں فقہاء اُمت کے فتاویٰ لائے جائیں گے: تاکہ یہ جاننا آسان ہو جائے کہ ائمہ اسلام کے تمام تر طبقات کا ہر دور میں اس امر پہ اجماع چلا آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد دعویٔ نبوت کفر و ارتداد ہے۔ خواہ وہ نبوت مستقلہ ہو یا غیر مستقلہ

ختمِ نبوّت پر مفسرینِ قرآن کے ارشادات

قرآن کریم کے سب سے پہلے مفسر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں جنہیں حبرِ اُمّت کہا جاتا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دعا دی اللھم فقھہ فی الدین اے اللہ انہیں دین میں فقاہت عطا فرما، آپ نے آیت ما کان محمد ابا احد من رجالکم الخ کی جو تفسیر فرمائی ہے وہ آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اس تفسیر کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد غیر تشریعی اور ظلی نبوت کی جڑ کٹ گئی ہے۔

پھر دور تابعین کے مشہور مفسرین میں سے حضرت قتادہؒ اور حضرت حسنؒ ہیں، حضرت قتادہؒ آیتِ خاتم النبیین کی یوں تفسیر کرتے ہیں: آخِرُ نَبِیٍّ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آخری نبی ہیں۔ (در منثور جلد ششم ص۶۱۷) اور حضرت حسنؒ فرماتے ہیں۔

ختم اللہ النبیین بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم وکان آخر من بعث۔

— یعنی اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلہ انبیاء ختم کر دیا اور آپ سب سے آخر میں بھیجے گئے۔ (در منثور حوالہ مذکورہ بالا)

اب آئیے اس کے بعد والے ادوار کے مفسرین کی طرف، جنہوں نے قرآن کریم کی باقاعدہ تفاسیر تحریر فرمائیں۔ ان میں سے چند ایک عبارات پیشِ خدمت ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مُدعیِ نبوت دجال وکذاب ہے خواہ کتنے کرشمے دکھائے۔ ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ)

وَقَدْ اَخْبَرَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی فِیْ كِتَابِهٖ وَرَسُوْلُهٗ فِی السُّنَّةِ الْمُتَوَاتِرَةِ عَنْهُ اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ

اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اس کے رسول نے اپنی سنت متواترہ میں یہ خبر دی ہے کہ نبی صلی اللہ

لِيَعْلَمُوْا اَنَّ كُلَّ مَنِ ادَّعٰى هٰذَا الْمَقَامَ بَعْدَهٗ فَهُوَ كَذَّابٌ اَفَّاكٌ دَجَّالٌ ضَآلٌّ مُضِلٌّ وَلَوْ تَخَرَّقَ وَشَعْبَذَ وَاَتٰى بِاَنْوَاعِ السِّحْرِ وَالطَّلَاسِمِ۔

(تفسیر ابن کثیر جلد سوم ص۵۰۲ زیر آیت ماکان محمد الخ سورہ احزاب)

علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔ تاکہ اہل ایمان یقین رکھیں کہ آپ کے بعد جو شخص بھی اس مقام (نبوت) کا دعوٰی کرے وہ کذّاب ہے سخت دھوکہ باز ہے نہایت فریب کار ہے۔ خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے۔ خواہ وہ کیسے ہی خرقِ عادت کام کرے، شعبدہ بازی دکھائے اور طرح طرح کی جادوگری اور طلسمات پیش کرے۔

آگے امام ابن کثیر نے مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ یمن میں اسود عنسی اور یمامہ میں مسیلمہ کذاب کے ہاتھوں پہ بھی اللہ نے کئی خرقِ عادت امور جاری کیے حالانکہ ہر ذی عقل کو خبر ہے کہ مدعیان نبوت ہونے کی وجہ سے وہ دونوں کذاب و دجال تھے۔ خدا ان پہ لعنت کرے۔ اسی طرح روز حشر تک جھوٹے مدعیانِ نبوت کا سلسلہ چلتا رہے گا تاآنکہ مسیح دجال ظاہر ہو جائے۔ جب وہ ظاہر ہوگا تو سب سے بڑھ کر شعبدہ بازی دکھائے گا۔ مگر ایسے سب لوگ کذابین وملعونین ہیں۔

یاد رہے امام ابن کثیر کا تفسیر میں جو بلند ترین مقام ہے اس سے کوئی اہل علم بےخبر نہیں۔ آپ کے مذکورہ ارشادات کا ایک ایک لفظ منکرینِ ختم نبوت کے لیے تازیانہ عبرت ہے۔ بشرطیکہ حق قبول کرنے کا جذبہ موجود ہو۔

☆

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بابِ نبوّت پہ ایسا تالہ لگایا ہے جو تا حشر کھل نہیں سکتا۔ امام ابن جریر (متوفی ۳۱۰ھ)

ولکنہ رسول اللہ و خاتم النبیین الذی ختم النبوۃ فطبع علیھا فلا تفتح لاحد بعدہ الی قیام الساعۃ۔

تفسیر ابن جریر طبری جلد نمبر ۲۲ ص۱۶ زیر آیت ماکان محمد ۔ سورہ احزاب

بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں جنہوں نے تشریف لا کر دروازہ نبوت بند کرکے اس پر مہر لگادی۔ اب یہ دروازہ قیامت تک آپ کے بعد کسی اور کے لیے نہیں کھولا جائے گا۔

امام ابن جریرؒ نے آگے خاتم النبیین میں دو قراءات بیان فرمائی ہیں اور فرمایا ہے کہ امام عاصم کی قراءت پر خاتَم بفتح تاء ہے جس کا معنیٰ آخری نبی ہے۔ اور باقی قراء نے خاتِم بکسر تاء پڑھا ہے۔ جس کا معنیٰ "سلسلہ انبیاء کو ختم کرنے والا" ہے۔ الغرض دونوں قراءتوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا ہی ثابت ہوتا ہے۔

امام ابن جریر طبری کی تفسیر تمام تفاسیر کے لیے بمنزلہ ماں ہے۔ معلوم نہیں مرزائیوں کی آنکھیں ان روشن عبارات کے باوجود کیوں نہیں کھلتیں۔ سچ ہے جب انسان کسی سے متاثر ہو جائے تو اس کی ہر بات مانتا چلا جاتا ہے اور کچھ نہیں سوچتا۔

اب کسی جن وانس میں صفتِ نبوت پیدا نہیں ہو سکتی اور اب وحی اور نبوت کا مدعی کافر ہے۔ علامہ محمود آلوسی صاحب روح المعانی (متوفی ۱۲۷۰ھ)

والمراد بالنبی ماھو اعم من الرسول فیلزم من کونہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کونہ خاتم المرسلین والمراد

نبی کے لفظ سے یہاں وہ مفہوم مراد ہے جو رسول سے عام ہے۔ لہٰذا آپ کے خاتم النبیین ہونے سے آپ کا خاتم المرسلین ہونا بھی ثابت ہو گیا۔ اور

بکونہ خاتمھم انقطاع حدوث وصف النبوۃ فی احد من الثقلین بعد تحلیتہ علیہ الصلوۃ والسلام بھا فی ھذہ النشأۃ۔

تفسیر روح المعانی
جلد ۲۲ صـ۳۴ زیر آیت ماکان محمد

آپ کے آخری نبی اور آخری رسول ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس عالمِ دنیا کی نشأت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیورِ نبوت سے آراستہ ہونے کے بعد کسی جن وانس میں صفتِ نبوت کا پیدا ہونا منقطع کر دیا گیا ہے۔

علامہ محمود آلوسی کی مذکورہ عبارت نہایت جامع اور حقیقت افروز ہے۔ یہ پیچھے بیان ہو چکا ہے کہ لفظ نبی کا مفہوم لفظِ رسول سے وسیع تر ہے۔ (ان میں عموم و خصوصِ مطلق کی نسبت ہے) ہر رسول نبی ہے۔ اور ہر نبی رسول نہیں۔ اور جب عام کی نفی ہو جائے تو خاص کی از خود نفی ہو جاتی ہے۔ مثلاً اموی اور ہاشمی دو خاص قبائل ہیں اور قریشی ان دونوں سے عام مفہوم والا لفظ ہے جو دونوں کو اپنے دامن میں لے رہا ہے۔ جب یہ کہا جائے کہ اس گھر میں کوئی قریشی نہیں تو اس سے اموی وہاشمی سب کی نفی ہو گئی کیونکہ عام کی نفی سے خاص کی نفی تو دبخود ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جب یہ کہہ دیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو ثابت ہو گیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا خواہ وہ رسول ہو یا نہ ہو۔ یعنی صاحبِ شریعت ہو یا نہ ہو۔ مطلقاً فیصلہ کر دیا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی میں صفتِ نبوت کسی بھی صورت میں پیدا ہی نہیں ہو سکتی۔ علامہ آلوسی نے حقیقت یوں واضح کی ہے کہ کوئی اشتباہ باقی رہتا ہی نہیں۔ ذرا آگے چل کر علامہ آلوسی یہ تحقیق فرماتے ہیں کہ اولیاء امت کی ملائکہ سے ملاقات ضرور ہوتی ہے اور انہیں ان سے علم بھی حاصل ہوتا ہے مگر اسے وحی کا نام نہیں دیا جا سکتا اور نہ ہی وہ نبی کہلا سکتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

وکذا ینبغی ان لا یقول لالقاء الملک علیہ ایحاءً لما فیہ من الایہام القبیح وھو ایہام وحی النبوۃ الذی یکفر مدعیہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلا خلاف بین المسلمین۔
(روح المعانی جلد ۲۲ صـ۴۱)

اسی طرح کسی پر فرشتے کے القاء کو وحی

سے تعبیر نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ اس سے سخت بڑا اشتباہ پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ وحی نبوت کا اشتباہ ہے جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحیِ نبوت کا مدعی کافر ہے۔ اور اس کے کفر میں مسلمانوں کا کچھ اختلاف نہیں۔

ہم مرزائی لوگوں سے پوچھتے ہیں کیا علامہ آلوسی کا یہ ارشاد غیر تشریعی اور ظلی نبوت کا کلیتاً قلع قمع نہیں کر رہا؟ پھر وہ کس طرح کہتے ہیں کہ ائمہ دین صرف تشریعی نبوت کے دعویٰ کو کفر قرار دیتے ہیں۔ نہ کہ غیر تشریعی کو۔

علامہ آلوسی چند سطور کے بعد پھر فرماتے ہیں۔

وکونہ خاتم النبیین مما نطق بہ الکتاب وصدعت بہ السنۃ واجمعت علیہ الامۃ فیکفر مدعی خلافہ ویقتل ان اصر۔
روح المعانی جلد ۲۲ صـ۴۱

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر قرآن گواہ ہے۔ سنتِ نبویہ شاہد ہے اور امت کا اس پر اجماع ہے۔ اس کے خلاف چلنے والا کافر ہے۔ اگر اس پر اصرار کرے تو واجب القتل ہے۔

جو شخص یہ کہے کہ آج بھی نبوت مل سکتی ہے وہ زندیق ہے اور اسے قتل کرنا واجب ہے امام ابن حیان اندلسی غرناطیؒ (متوفی ۷۵۴ ھ)

ومن ذھب الی ان النبوۃ مکتسبۃ لا تنقطع او الی ان الولی افضل من النبی فھو

جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ نبوت اپنی کوشش سے حاصل کی جا سکتی ہے اور یہ سلسلہ ابھی منقطع نہیں ہوا

زندیق یجب قتله وقد ادعیٰ النبوۃ ناس فقتلهم المسلمون علی ذلك وكان فی عصرنا شخص من الفقراء ادعی النبوۃ بمدینۃ مالقۃ فقتله السلطان ابن الاحمر ملك الاندلس بغرناطۃ وصلب حتی تناثر لحمه ۔

تفسیر البحر المحیط جلد ہفتم ص۲۳۶ زیرِ آیت ما کان محمدٌ الخ

یا یہ کہے کہ ولی نبی سے افضل ہوتا ہے وہ زندیق ہے ۔ اس کا قتل واجب ہے اس سے قبل کئی لوگوں نے دعویٰ نبوت کیا تو مسلمانوں نے انہیں اس جرم پر تہہ تیغ کر ڈالا، ہمارے زمانہ میں بھی ایک فقیر (صوفی) نے شہرِ "مالقہ" میں دعویٰ نبوت کیا تو شاہِ اندلس سلطان ابن احمر نے اسے قتل کروا دیا اور غرناطہ میں اسے سولی دی گئی : تا آنکہ اس کا جسم سولی ہی پہ لٹکے ہوئے گل سڑ گیا۔

امام ابن حیّان نے جھوٹی نبوت کے اس سرچشمہ کی طرف متوجہ کیا ہے جسے بنیاد بنا کر مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیش رو مدعیانِ نبوت نے ادعاء نبوت کیا چنانچہ مرزا صاحب کی تمام تحریرات کا نچوڑ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں ۔ میں نے تمام محمدی کمالات اپنے آئینۂ ظلّیت میں منعکس کر لیے ہیں ۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں بزعم خود وہ مقام حاصل کیا ہے اور یوں قدم بقدم پیرویِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ اب مجھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی نظر آرہے ہیں اس لیے آپ کی نبوت بھی مجھ میں جلوہ گر ہو گئی ہے ۔ امام ابن حیّان رحمہ اللہ نے اسی حقیقت کو اجاگر کیا ہے کہ مرزا غلام احمد کی طرح اتباعِ رسول کے ذریعے حصولِ نبوت کا دعویٰ کرنے والا زندیق ہے ۔ ایسے شخص کی سزا قتل ہے ۔ کیونکہ نبوت اپنے زورِ عمل سے حاصل نہیں ہوتی یہ عطاءِ خدا ہے مگر اللہ نے اس کا دروازہ آخر الزمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بند کر دیا ہے ۔ امام ابن اندلسی کی تفسیر "البحر المحیط" قرآن کی معتبر و مستند ترین تفاسیر میں سے

ہے ۔ تفسیر بالسنت میں اسے اہم مقام حاصل ہے ۔ اور اس تفسیر کی مذکورہ عبارت بھی ظلی و بروزی نبوت کا خاتمہ کر رہی ہے ۔ مرزائی لوگوں کو یقین کر لینا چاہیئے کہ ائمہ دین کسی قسم کی نبوت کے دعویٰ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دائرہ کفر سے باہر شمار نہیں کرتے ۔

نبی صلّی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوّت کے کفر ہونے میں شک کرنا بھی کفر ہے ۔ امام اسماعیلِ حقی رح (متوفی ۱۱۳۷ھ)

ومن قال بعد نبینا نبی یکفر لانه انكر النص وكذلك لو شك فیه لان الحجۃ تبین الحق من الباطل ۔ ومن ادعی النبوۃ بعد موت محمد صلی الله علیه وسلم لا یكون دعواه الا باطلاً ۔

روح البیان جلد ہفتم ص۱۸۸ زیر آیت مَا کَانَ مُحَمَّدٌ الخ

اور جو شخص یہ کہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبی آسکتا ہے وہ کافر ہے اور جس نے اس میں شک کیا وہ بھی ایسا ہی کافر ہے ۔ کیونکہ حجت نے حق کو باطل سے جدا کر دیا ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جس نے بھی دعویٰ نبوت کیا اس کا دعویٰ بہرصورت باطل ہے ۔

مرزائی لوگ اگر ائمہ مفسرین کے یہ اقوال دیکھ کر چیں بجبیں ہوں تو اس میں ہمارا کچھ قصور نہیں ۔ ہم تو حرف ناقل ہیں ۔ البتہ اگر ائمہ کرام کی یہ آراء پڑھ کر کسی کو راہِ حق نصیب ہو جائے تو اس سے بڑھ کر ہمارے لیے خوشی کی کوئی بات نہیں ۔

مزید مفسرین کی عبارات بھی پیش کی جا سکتی ہیں مگر بطورِ اختصار اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے ۔

ائمہ محدثین کے ختمِ نبوّت پر ارشادات

کتبِ حدیث کے مؤلف محدثین ہیں سب سے مقدم امام بخاری و امام مسلم ہیں ۔ پھر باقی ائمہ صحاح ستہ و دیگر محدثین ہیں ۔ امام بخاری نے بخاری شریف جلد اول کتاب المناقب

میں "باب خاتم النبیین" کا عنوان باندھ کر احادیثِ ختمِ نبوت درج فرمائی ہیں۔ خصوصاً وہ حدیث کہ میں قصرِ نبوت کی آخری اینٹ ہوں۔ اسی طرح امام مسلم نے صحیح مسلم جلد دوم کتاب الفضائل میں "باب کونہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین" کا عنوان قائم کر کے آپ کی شانِ ختمِ نبوت پر احادیث پیش کی ہیں۔ اسی طرح اکثر محدثین نے کیا۔ دراصل محدثینِ متقدمین میں سے اکثر نے صرف احادیث جمع فرمائی ہیں۔ مگر اپنی رائے ظاہر نہیں فرمائی۔ صرف عنوان قائم کیا ہے اور ان کا عنوان قائم کرنا ہی جسے ترجمۃ الباب کہا جاتا ہے۔ ان کی رائے کا بیان ہے البتہ دورِ متاخرین کے محدثین میں سے اکثر نے جہاں احادیث روایت کیں وہاں اس موضوع پر کھل کر اپنا موقف بھی پیش کیا۔ چند ایک عبارات پیش خدمت ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں یا آپ کے بعد اپنی صفائی قلب کی بنا پر دعویٰ حصولِ وحی یا دعویٰ نبوت کرنا دین کی تکذیب اور کفرِ خالص ہے

امام قاضی عیاض اندلسی رح (متوفی ۵۴۴ھ)

وکذلك من ادعی نبوۃ احد مع نبینا صلی اللہ علیہ وسلم اوبعدہ ..... او من ادعی النبوۃ لنفسہ اوجوز اکتسابھا والبلوغ بصفاء القلب الی مرتبتھا کالفلاسفۃ وغلاۃ الصوفیۃ وکذلك من ادعی منھم انہ یوحٰی الیہ وان لم یدع النبوۃ ...... فھؤلاء کلھم کفار مکذبون للنبی صلی اللہ علیہ وسلم لانہ اخبر

اسی طرح جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی (حیات ظاہرہ میں) موجودگی کے دوران یا آپ کے بعد کسی کو نبی مانے۔ یا خود دعویٰ نبوت کرے۔ یا یہ کہے کہ (زورِ عمل سے) نبوت کا حصول ممکن ہے اور صفائی قلب سے یہ مرتبہ پایا جا سکتا ہے جیسے فلاسفہ اور غالی صوفیاء کا خیال ہے، یا جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ اسے وحی آتی ہے خواہ وہ خود کو نبی نہ کہے تو ایسے سب لوگ کفار ہیں۔ نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم انہ خاتم النبیین لا نبی بعدہ واخبر عن اللہ تعالیٰ انہ خاتم النبیین وانہ ارسل کافۃ للناس و اجتمعت الامۃ علی حمل ھذا الکلام علی ظاھرہ دون تاویل ولا تخصیص فلا شك فی کفر ھؤلاء الطوائف۔

شفا شریف جلد دوم صفحہ ۲۴۷

قسم رابع باب ۳۔ فصل سوم

صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی تکذیب کرنے والے ہیں۔ کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں آپ کے بعد نبی نہیں۔ اور اللہ کی کتاب پڑھ کر سنائی کہ آپ خاتم النبیین ہیں آپ کو سب انسانیت کا رسول بنایا گیا ہے اور اُمت نے یہ نصوص اپنے ظاہری معانی پر محمول کی ہیں جس میں نہ کوئی "تاویل ہے نہ تخصیص تو ایسے گروہوں کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں۔

حضرت قاضی عیاض رحمہ اللہ تاریخ اسلام کی عظیم المرتبت شخصیت کا نام ہے۔ اور "کتاب الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ" وہ مبارک کتاب ہے جو پورے عالم اسلام میں روزِ تصنیف سے مقبول و متداول چلی آ رہی ہے۔ حضرت قاضی عیاض رح نے مذکورہ عبارت میں صاف صاف فرما دیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی لحاظ سے دعویٰ نبوت کفر ہے۔ خواہ کوئی شخص یوں کہے کہ وہ قرآن و سنت کی پیروی کرتے ہوئے تزکیہ باطن اور صفائی قلب کے اس درجہ پر چلا گیا ہے کہ اس نے مقام نبوت پا لیا ہے اور اسے وحی آنے لگی ہے تو بھی ایسے شخص کے کفر میں شک نہیں۔ کیا اب بھی مرزائی لوگ یہی کہیں گے کہ ائمہ دین صرف ایسے شخص کو کافر کہتے ہیں جو نئی شریعت کے ساتھ دعویٰ نبوت کرے۔ اور شریعتِ اسلام کا انکار کرے؟ ایسا سوچنا بھی ائمہ دین پر بہتان ہے۔ اکابر اسلام کے نزدیک وہ شخص بھی پکا کافر ہے جو خود کو متبع شرع کہے کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہِ پڑھے مگر ساتھ میں دعویٰ نبوت کرے

حصولِ وحی کا دعویدار ہو یا ایسے شخص کو اپنا پیشوا بنائے ۔ مسیلمہ کذاب بھی زور دے دے کر اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ ۔ کہتا تھا مگر اسے شریعت کی تیغِ بُرّاں سے کوئی نہ بچا سکا۔ اور صحابہ کی غیرتِ اسلامی اسے برداشت نہ کر سکی۔ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے ۔

قرآن اور سنّت متواترہ کے مطابق آپ کے بعد نبی نہیں آسکتا اور ایسا دعویٰ کرنے والا کافر و دجّال ہے ۔ امام قسطلانی ۔ (متوفی ۹۲۳ھ)

فمن تشریف اللہ تعالیٰ لہ صلی اللہ علیہ وسلم ختم الانبیاء والمرسلین بہ، واکمال الدین الحنیف وقد اخبر اللہ فی کتابہ ورسولہ فی السنۃ المتواترۃ عنہ انہ لا نبی بعدہ، لیعلموا ان کل من ادعی ھذا المقام بعدہ فھو کذاب افاک دجال ضال مضل ۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ بھی عزّت افزائی ہے کہ آپ پر سب انبیاء و مرسلین ختم کر دیئے گئے ۔ آپ کے آنے سے دینِ حنیف کی تکمیل ہوگئی ۔ اور اللہ نے اپنی کتاب میں اور اس کے رسول نے سنتِ متواترہ میں آپ کا آخری نبی ہونا بتلا دیا ہے یہ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تاکہ لوگ جان جائیں کہ آپ کے بعد جس نے مقامِ نبوت کا دعویٰ کیا وہ کذّاب، مکّار اور دجّال ہے خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کر رہا ہے ۔

مواہب لدنیہ جلد ۳ ص۱۷۳ مقصد ششم نوع اول، خاتم النبیین

شاید امام قسطلانیؒ جیسے عظیم المرتبت محدث کے الفاظ کی شبنم سے کسی کا دل دھل جائے ۔ اور خوفِ خدا محسوس ہونے لگے ۔

پ

نبی صلّی اللہ علیہ وسلم کے بعد تصوّرِ نبوت ہی باطل ہے ۔ اور اس کے کفر میں دو مسلمانوں کا بھی اختلاف نہیں ۔ امام ابنِ حزمؒ

قد صح عن رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنقل الکواف التی نقلت نبوتہ واعلامہ وکتابہ انہ اخبر انہ لا نبی بعدہ الا ما جاءت الاخبار الصحاح من نزول عیسی بن مریم علیہ السلام ..... وصح ان وجود النبوۃ بعدہ علیہ السلام باطل البتۃ ۔

الفصل فی الملل والاھواء والنحل جلد اول ص۷۷ ۔

جن کثیر اور عظیم العدد جماعتوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و علاماتِ نبوت اور آپ کی کتاب (قرآن) ہم تک نقل کی ہے ۔ انہی جماعتوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ احادیث بھی نقل کی ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا سوائے اس امر کے کہ اخبارِ صحیحہ میں عیسیٰ علیہ السلام کا نزول مروی ہے ..... اور اس امر میں کچھ شک نہیں کہ آپ کے بعد نبوت کا وجود ہی قطعاً باطل ہے ۔

اسی طرح اسی کتاب میں امام ابن حزم ایک جگہ فرماتے ہیں ۔

واما من قال ان اللہ عز وجل فلان لانسان بعینہ او ان اللہ یحل فی جسم من اجسام خلقہ او ان بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیا غیر عیسی ابن مریم فانہ لا یختلف اثنان فی تکفیرہ ۔

کتاب الفصل جلد سوم ص۲۵۰

جس شخص نے یہ کہا کہ اللہ عزوجل فلاں انسان ہے یا اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی کے جسم میں حلول کر گیا ہے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے علاوہ کوئی شخص نبی ہے تو اس کے کافر قرار دینے میں دو آدمیوں کا بھی اختلاف نہیں ۔

امام ابن حزم علیہ الرحمہ وہ عظیم محدث ہیں جن کی کتب سے استفادہ کیے بغیر کسی بھی اسلامی موضوع پر تحقیق کرنا مشکل ہے۔ آپ نے مرزائی فرقہ کی "اختراع غیر تشریعی نبوت کے جواز" کو یوں بیخ و بن سے اکھیڑا ہے کہ کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ یاد رہے عیسیٰ علیہ السلام کا نزول نئی تشریع کے ساتھ نہیں ہوگا بلکہ شریعتِ محمدیہ پر تمام نسلِ انسانیت کو اکٹھا کرنے کے لیے ہوگا۔ گویا آپ اس وقت غیر صاحبِ شریعت نبی ہوں گے۔ اُن کے علاوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو کوئی بھی دعویٰ نبوت کرے اسے کافر قرار دینے میں امام ابن حزم کے نزدیک دو مسلمان بھی اختلاف نہیں کرسکتے کیونکہ عقیدۂ ختمِ نبوت ایسی ہی نقولِ متواترہ کے ساتھ ہم تک پہنچا ہے جیسی نقولِ متواترہ کے ساتھ ہم تک قرآن پہنچا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رسول ہونا پہنچا ہے ورنہ ہم نے اپنی آنکھوں سے نہ ہی قرآن اترتے دیکھا ہے نہ ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ اگر روایاتِ متواترہ اور احادیثِ قطعیہ کے باوجود ختمِ نبوت پر ہمارا یقین نہیں تو قرآن اور رسالتِ محمدیہ پر ہمارا یقین کیسے قائم رہ سکتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت یا وحی کا دعویدار مرتد ہے۔ اگر توبہ نہ کرے تو قتل کردیا جائے ملا علی قاری (متوفیٰ ۱۰۱۴ھ) اور امام خفاجی متوفیٰ ۱۰۶۹ھ

شفا شریف کی ایک عبارت کی تشریح میں ملا علی قاری اور علامہ احمد شہاب الدین خفاجی دونوں شارحین نے قریبًا ایک ہی جیسے الفاظ کہے ہیں۔ ہم ملا علی قاریؒ کے الفاظ درج کررہے ہیں۔

(وکذلك قال) ای ابن القاسم (فیمن تنبأ) ای ادعی انہ نبیؐ

اسی طرح اس شخص کے متعلق جو نبی بنے یعنی دعویٰ کرے کہ وہ نبی ہے اور گمان

(وزعم انہ یوحی الیہ) انہ کالمرتد یستتاب (وقالہ سحنون) ..... (قال ابن القاسم دعی الی ذلك) ای الی انہ نبی (سرا او جهرًا) فانہ یکون کالمرتد...... (وقال اصبغ وهو کالمرتد لانہ قد کفر بکتاب اللہ تعالیٰ) حیث قال تعالیٰ فی حق نبینا علیہ الصلوۃ والسلام انہ خاتم النبیین (مع الفریۃ علی اللہ تعالیٰ) قال تعالیٰ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او قال اوحی الی ولم یوح الیہ شیء..... (او قال بعد نبیکم نبی انہ یستتاب ان کان معلنا ذلك فان تاب والا قتل۔ لانہ مکذب للنبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

کرے کہ اسے وحی آتی ہے۔ امام ابن القاسم فرماتے ہیں کہ اس کا حکم مرتد والا ہے۔ اسے توبہ کرنے کو کہا جائے گا علامہ سحنون نے بھی یہی کہا ہے۔ امام ابن القاسم کہتے ہیں خواہ وہ اپنی نبوت کی طرف لوگوں کو خُفیہ دعوت دے یا علانیہ، بہر حال اس کا حکم مرتد کا سا ہے اور علامہ اصبغ فرماتے ہیں: وہ اس لیے مرتد ہے کہ اس نے کتاب اللہ کا انکار کیا ہے جبکہ اللہ نے اپنی کتاب میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں اس نے خدا تعالےٰ پر بہتان رکھا ہے۔ اللہ فرماتا ہے: اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ گھڑے یا یہ کہے کہ اسے وحی آتی ہے جب کہ اس کی طرف کچھ وحی نہ آتی ہو۔ یا جس شخص نے کہا کہ تمہارے نبی کے بعد بھی نبی آسکتا ہے، تو ایسے شخص کو جب وہ علانیہ دعویٰ نبوت کرتا ہو توبہ کے لیے کہا جائے گا۔ اگر توبہ کرے تو بہتر، ورنہ اسے قتل کردیا

جائے گا کیونکہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (کی احادیثِ ختم نبوت) کی تکذیب کرنے والا ہے۔

شرح شفا لعلی القاری جلد چہارم ص۳۹۳ طبع دار الفکر بیروت

* * * *

اس طویل عبارت کا چند لفظوں میں خلاصہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص بھی یہ دعویٰ کرے کہ وہ نبی ہے اور اسے اللہ کی طرف سے وحی آتی ہے۔ تو پھر حال اس پر مرتد کے احکام جاری ہوں گے۔ اگر توبہ نہ کرے تو قاضی شرع اور حاکمِ اسلام پر اس کا قتل واجب ہے۔ اس میں یہ کوئی تفریق نہیں کہ وہ نئی شریعت یا نئی کتاب پیش کرتا ہو یا نہ۔ اب مرزا غلام احمد قادیانی نے حصولِ وحی اور نبوت کا دعویٰ کیا ہے یا نہیں۔ اس پر دلائل کی ضرورت نہیں۔ مرزائیوں کا ہر بچہ انہیں نبی کہتا ہے۔ اور ان کی بیان کردہ وحی کو قرآن کی طرح مانتا ہے (العیاذ باللہ)

اور یہ فتویٰ ہم نے نہیں گھڑا مذکورہ عبارت کے مطابق، امام ابن قاسمؒ، علامہ سحنونؒ، امام قاضی عیاضؒ۔ حضرت ملا علی قاری اور امام خفاجی رحمہم اللہ جیسے محدثینِ اُمّت۔ مشاہیرِ ملت اور اکابرین علماء نے ارشاد فرمایا ہے۔ اور بھلائی اسی میں ہے کہ محدثین کا اجتماعی فتویٰ تسلیم کرتے ہوئے راہِ حق قبول کر لی جائے ورنہ سوءِ عاقبت کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

عقائدِ اسلامیہ پر تحقیق کرنے والے متکلمین اسلام علماء کے ارشادات

جس طرح علماء اسلام کا ایک طبقہ فقہاء کہلاتا ہے جو عبادات، معاملات اور حدود و دیگر احکامِ شرعیہ پر تحقیق کرتے ہیں، اسی طرح ایک طبقہ متکلمین کا ہے جو قرآن و سنت کی روشنی میں عقائد اسلامیہ کی تحقیق و تفصیل پر کام کرتے ہیں۔ چونکہ عقیدہ ختم نبوت

کا عقائدِ اسلامیہ میں ایک اہم مقام ہے اس لیے اس میدان کے شاہسواروں سے پوچھتے ہیں کہ وہ اس بارہ میں کیا کہتے ہیں چند ایک عبارات پیش خدمت ہیں۔

جس تواتر سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ثابت ہے اسی تواتر سے آپ کی ختم نبوت ثابت ہے۔ امام فضل اللہ تورپشتی (متوفی ۶۳۰ھ)

ومنکر ایں مسئلہ کسے تواند بود کہ اصلاً در نبوت او معتقد نہ باشد، کہ اگر برسالتِ او معتقد بودے ویرا در ہرچہ از آں خبر داد صادق دانستے وبہاں حجتہا کہ از طریق تواتر رسالت او پیش ما بداں درست شدہ است ایں نیز درست شد کہ وے باز پسین پیغمبر انست در زمان او و تا قیامت بعد از وے ہیچ نبی نہ باشد وہر کہ دریں بشک است در آں نیز بشک است و آنکس کہ گوید کہ بعد از وے نبی دیگر بود یا ہست یا خواہد بود و آنکس کہ گوید کہ امکان دارد کہ باشد کافر است، ایں است شرطِ درستی ایمان بخاتم انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم

المعتمد فی المعتقد ص۹۷

مسئلہ ختم نبوت کا منکر وہی شخص ہو سکتا ہے جسے اصلاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر اعتقاد نہ ہو۔ اس لیے کہ اگر وہ آپ کی رسالت کا معتقد ہوتا تو جس چیز کی بھی آپ نے خبر دی ہے اس کی تصدیق کرتا۔ چنانچہ وہ دلائل جو بطریقِ تواتر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ثابت کرتے ہیں، انہی دلائل سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ آپ سب سے آخری پیغمبر ہیں۔ آپ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد تا قیامت کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ جسے اس امر میں شک ہے اسے آپ کی رسالت میں بھی شک ہونا چاہیئے۔ تو وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی تھا یا ہے یا ہوگا یا جو شخص آپ کے بعد کسی نبی کا ہونا ممکن بتلائے وہ کافر ہے۔

اسی شرط پہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان درست ہو سکتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد معجزہ اور نبوت کا دعویٰ بالاجماع کفر ہے
ملا علی قاریؒ

حضرت ملا علی قاریؒ نے شرح فقہ اکبر میں اس امر پر تحقیق فرمائی ہے کہ اگر کوئی شخص معجزہ کا دعویٰ کرے تو کافر ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ ابن مقاتلؒ کہتے ہیں جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ابراہیم بن ادھم ایک ہی وقت میں مکہ میں بھی نظر آئے اور بصریٰ میں بھی انہوں نے کفر کیا ہے کیونکہ ایسا کرنا معجزہ ہی ہو سکتا ہے کرامت نہیں۔ تاہم میرے نزدیک یہ کفر نہیں کیونکہ اسے کرامت میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ معجزہ وہ ہوتا ہے جس میں تحدی (چیلنج) ہو۔ آگے فرمایا:

واقول التحدی فرع دعوی النبوۃ بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بالاجماع۔

اور میں کہتا ہوں: تحدی کرنا (یعنی کسی کا اپنے معجزہ کے منکروں کو "چیلنج کرنا) جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کی ایک شاخ ہے۔ بالاجماع کفر ہے۔

شرح فقہ اکبر ص۱۹۸

اس ارشاد کا مفاد یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کوئی شخص دعویٰ نبوت نہ بھی کرے صرف یہ کہے کہ وہ معجزات دکھا سکتا ہے اور اپنے معجزات کے نہ ماننے والوں کو چیلنج کرے کہ اس سے مقابلہ کرلیں۔ تو ایسا شخص تمام علماء کے نزدیک بالاجماع کافر ہے کیونکہ ایسا دعویٰ ایک نبی ہی کر سکتا ہے۔ اس لیے وہ بالواسطہ نبوت ہی کا مدعی ہے۔

کیا اس ارشاد کا یہ مطلب ہے کہ جو شخص خود کو صاحبِ شریعت جدیدہ نہ کہے اور اپنی نبوت اور معجزات کا پرچار کرتا پھرے وہ پکا مسلمان ہے؟ ہرگز ہرگز نہیں۔

جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نہ صرف معجزات کا دعویٰ کیا بلکہ اپنے معجزات

کو انبیاء سابقین سے بڑھ کر بتلایا۔ چنانچہ وہ خود لکھتے ہیں:

اس جگہ (مرزا صاحب کے پاس) اکثر گذشتہ انبیاء کی نسبت بہت زیادہ معجزات اور پیشگوئیاں موجود ہیں بلکہ بعض گذشتہ انبیاء کے معجزات اور پیشگوئیوں کو ان (مرزا صاحب کے) معجزات اور پیشگوئیوں سے کچھ نسبت ہی نہیں۔ (معاذ اللہ)۔

(نزول المسیح ص۴۶ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۸ مطبوعہ لندن)

جبکہ مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت میں تو کوئی شک ہی نہیں اب مرزائی لوگ ہی فیصلہ کریں کہ امام ابن القاسم اور ملا علی قاری کا فتویٰ ان پر صادق آتا ہے یا نہیں۔

جو یہ سمجھتا ہے کہ نبوت زورِ عمل سے مل سکتی ہے وہ واجب القتل ہے کیونکہ وہ قرآن اور احادیث متواترہ کا مخالف ہے۔ علامہ سفارینی حنبلی و شاہ فضل رسول

ومن زعم انها مکتسبة فهو زندیق یجب قتله، لانه یقتضی کلامه واعتقاده ان لا تنقطع وهو مخالف للنص القرآنی والاحادیث المتواترة بان نبینا صلی الله علیه وسلم خاتم النبیین علیهم السلام۔

شرح عقیدہ سفارینی جلد دوم ص۲۵۷ مطبوعہ مصر المنار

جو شخص یہ گمان رکھتا ہے کہ نبوت از خود حاصل کی جا سکتی ہے۔ وہ زندیق ہے۔ اس کا قتل واجب ہے۔ کیونکہ اس کا کلام اور اعتقاد یہ معنیٰ رکھتا ہے کہ ابھی سلسلۂ نبوت منقطع نہیں ہوا۔ حالانکہ یہ چیز نص قرآنی اور احادیث متواترہ کے خلاف ہے جن میں بتلایا گیا ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔

قریباً اسی سے ملتی جلتی عبارت علامہ شاہ فضل الرسول بدایونی نے ائمہ کرام سے نقل کی ہے۔ وہ المعتقد المنتقد میں فرماتے ہیں۔

مسئلة: النبوة ليست كسبية خلافاً للفلاسفة قال التورپشتي في المعتمد اعتقاد حصول النبوة بالكسب كفر، قال النابلسي في شرح الفرائد، وفساد مذهبهم غني عن البيان بشهادة العيان، كيف وهو يؤدي الى تجويز نبي مع نبينا عليه السلام او بعده وذلك تستلزم تكذيب القرآن اذ قد نص على انه خاتم النبيين و آخر المرسلين و في السنة انا العاقب لا نبي بعدي واجمعت الامة على ابقاء هذا الكلام على ظاهره وهذا احدى المسائل المشهورة التي كفرنا بها الفلاسفة لعنهم الله۔

مسئلہ۔ نبوت کسبی امر نہیں۔ فلاسفہ اس کے خلاف ہیں۔ علامہ تورپشتی نے "المعتمد" میں فرمایا: کسب کے ساتھ حصولِ نبوت کا اعتقاد کفر ہے۔ اور علامہ نابلسی شرح فرائد میں فرماتے ہیں: فلاسفہ کا مذہب صریح الفساد ہے دلائل کی ضرورت نہیں۔ یہ مذہب کیسے درست ہو سکتا ہے جبکہ اس سے یہ جواز پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں یا آپ کے بعد نبی آ سکتا ہے۔ اور اس سے قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے کیونکہ قرآن نے آپ کے آخری نبی اور آخری رسول ہونے پر نص کی ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ میں عاقب ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور اُمت نے اجماع کے ساتھ یہ کلام اپنے ظاہر پر رکھا ہے اور اس میں کوئی تاویل و تخصیص نہیں کی، اور یہ ان چند مشہور مسائل میں سے ایک ہے جن کی بنا د پر ہم فلاسفہ کو کافر کہتے ہیں۔ خدا ان پر لعنت کرے۔

المعتقد المنتقد ص۱۱۴ مطبوعہ مکتبۂ حقیقت، استنبول، ترکی

ان دونوں عبارات سے پتہ چلا کہ علامہ سفارینی، علامہ فضل اللہ تورپشتی، امام

کبیر علامہ نابلسی اور خاتمۃ المحققین شاہ فضل الرسولؒ ان تمام اکابرینِ ملت کا قرآن وحدیث اور اجماعِ اُمت کی بنیاد پر یہ فتویٰ ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ اپنے علم و عمل کی بنیاد پر نبوت حاصل کی جا سکتی ہے وہ کافر ہے۔ اور مرزا صاحب نے نہ صرف نبوت کا حصول ممکن تبلایا بلکہ واقعتاً دعویٰ نبوت کیا۔ اب مرزا صاحب اور ان کے پیرو کار اس فتویٰ کی زد میں آتے ہیں یا نہیں۔ قارئین خود یہ فیصلہ کر سکتے ہیں۔ اور یہ فیصلہ بھی قارئین خود کر سکتے ہیں کہ کیا اس فتویٰ میں غیر صاحبِ شریعت نبی کے آنے کی گنجائش ہے؟

یہ کہنے والا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسے ہوں جیسے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت خضر، دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

علامہ قسطلانی اور علامہ نابلسی

حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کا واقعہ قرآن میں مذکور ہے۔ جس کے مطابق اللہ نے حضرتِ خضر کو وہ علم لدنی دیا تھا جو حضرت موسیٰؑ کی شریعت کے بظاہر مخالف تھا۔ آج اگر کوئی شخص قرآن وحدیث کی نصوصِ قطعیہ سے متصادم باتیں کہتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے الہامی باتیں ہیں۔ اور میرا حال وہ ہے جو حضرتِ خضر کا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا تو وہ کافر ہے۔ چنانچہ امام کبیر عارف باللہ علامہ عبد الغنی نابلسی (متوفی ۱۱۴۳ھ) امام قسطلانی شارح بخاری (متوفی ۹۲۳ھ) سے نقل کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

ولا يظهر على احد شيء من نور الايمان الا باتباع السنة و مجانبة البدعة ..... و انما يعرف كون العلم لدنيا روحانيا بموافقته لما جاء به الرسول

کسی شخص پر نورِ ایمان میں سے کچھ بھی اتباعِ سنت اور ترکِ بدعت کے بغیر ظاہر نہیں ہو سکتا۔ اور کسی علم کا لدنی اور روحانی ہونا تب ہی معلوم ہو سکتا ہے جب وہ اللہ کی طرف سے نبی صلی اللہ

عن ربہ تعالیٰ ..... فمن ادّعیٰ انہ مع محمد کالخضر مع موسیٰ اوجوز ذلک لاحد من الامۃ فلیجدد اسلامہ، ولیتشہد بشہادۃ الحق، فانہ مفارق لدین الاسلام بالکلیۃ، فضلا عن ان یکون من خاصۃ اولیاء اللہ تعالیٰ۔
الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ جلد اول صـ۱۶۵، ومواہب لدنیہ للقسطلانی جلد سوم صـ۲۹۷ مقصد ہفتم فصل اوّل ۔

علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کے ساتھ موافق ہو۔ ....
تو جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسے ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت خضر، یا اسے اُمّت کے کسی فرد کے لیے جائز قرار دے تو وہ اپنے اسلام کی تجدید کرے اور دوبارہ کلمہ پڑھے۔ کیونکہ وہ دین اسلام سے مکمل طور پر خارج ہوگیا، چہ جائیکہ وہ برگزیدہ اولیاء اللہ میں سے ہو۔

کیا مرزا صاحب نے اپنے دعویٰ الہام بلکہ دعویٰ وحی کی بنیاد پر قرآن وحدیث کی صریح مخالفت کرتے ہوئے کفار کے ساتھ جہاد بالسیف کی منسوخی کا اعلان کیا یا نہیں۔ تو دیکھیے وہ خود اپنے ہاتھ سے لکھ رہے ہیں :

"اور ہر ایک شخص جو میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود مانتا ہے۔ اسی روز سے اس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں جہاد قطعاً حرام ہے۔ کیونکہ مسیح آچکا۔ خاص کر میری تعلیم کے لحاظ سے اس گورنمنٹ انگریزی (برطانیہ) کا سچا خیر خواہ اس کو بننا پڑتا ہے۔ نہ محض نفاق سے" ......" اور میں امید رکھتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو چند سال میں ہی یہ مبارک اور امن پسند جماعت جو جہاد اور غازی پن کے خیالات کو مٹا رہی ہے کئی لاکھ تک پہنچ جائے گی"

الملتمس خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۷ جولائی ۱۹۰۰ء
مجموعہ اشتہارات جلد سوم صـ۲۴۷ مطبوعہ اگریسن ہال لندن ۔

ایک اور جگہ مرزا صاحب کا قلم یہ لکھتا ہے :

"میری عمر کا اکثر حصّہ اس سلطنتِ انگریزی (برطانیہ) کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعتِ جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں" (تریاق القلوب صـ۱۵۵ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۵)

اور کیا مرزا صاحب نے قرآن وحدیث کی نصوصِ قطعیہ کے بالمقابل دعویٰ نبوت نہیں کیا ؟

اب مرزا صاحب پر امام قسطلانی اور امام نابلسی کا یہ فتویٰ صادق آتا ہے یا نہیں یہ مرزائی بھائی خود فیصلہ کرسکتے ہیں۔ اگر انصاف دنیا سے اُٹھ نہیں گیا اور ضمیر جاگ رہے ہیں تو حق وباطل کا فیصلہ آسان ہے۔ یہاں یہ فرق بھی معلوم ہو جائے کہ حضرت خضر کی طرف موسیٰ علیہ السلام مبعوث نہیں تھے۔ کیونکہ وہ بنی اسرائیل میں سے نہ تھے۔ نہ وہ قبطی تھے، جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام نسلِ انسانیت کی طرف مبعوث ہیں، سب انسان آپ کی اُمّت ہیں اور آپ کی تعلیمات سے مقابلہ کرنے والا کوئی بھی شخص مسلمان نہیں کہلا سکتا۔

ختمِ نبوت پر اولیاء اللہ کے ارشادات

جس طرح علماءِ شریعت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا ہر امکان مسترد کر کے اس کے دعویدار کو بالاتفاق کافر و مرتد کہا ہے اسی طرح اربابِ طریقت نے بھی اسلام کے اس بنیادی عقیدے کی پوری پوری پاسبانی کی ہے۔ اور ان کی بات اس لیے بھی اہمیت رکھتی ہے کہ وہ عالمِ روحانیت کی بلندیوں کے بھی شناور ہیں۔ چنانچہ سردارِ گروہِ اولیاء جن کا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔ غوث صمدانی قطب ربانی شاہبازِ لامکانی۔ شیخ عبد القادر جیلانی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد سب سے پہلے لکھا جاتا ہے۔ اور مرزا غلام احمد

قادیانی نے تحفۂ بغداد صـ۱۶ مندرجہ روحانی خزائن جلد ہفتم میں آپ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔ سیدی الشیخ عبد القادر الجیلانی یعنی میرے سردار شیخ عبد القادر جیلانی۔ اور مرزا صاحب کے ملفوظات جلد ۹ صـ۹۴ میں مرزا صاحب کے یہ الفاظ بھی قابلِ التفات ہیں: "شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بڑے خدا رسیدہ اور بڑے قبولیت والے انسان تھے" اور ملفوظات جلد اول صـ۳۰ میں مرزا صاحب کا یہ ملفوظ لکھا ہے۔ "حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے اکابر میں سے ہوئے ہیں، ان کا نفس بڑا مطہر تھا" اس کے بعد مرزا صاحب نے وہ سارا واقعہ لکھا ہے جب آپ کے ہاتھ پر چوروں کی جماعت نے توبہ کی تھی اور آپ نے والدہ کے حکم پر سچی بات کہی تھی۔

غالی رافضی لوگ حضرت علیؓ کو نبی مانتے ہیں۔ خدا ان پر تا ابد لعنت کرے یہ پکے کافر و مرتد ہیں۔ سیّدنا حضرت غوث اعظمؒ (متوفّٰی ۵۶۱ھ)

ادّعت ایضاً ان علیاً نبی ... لعنهم الله والملائكة و سائر خلقه الی یوم الدین و قلع دابا د خضرائهم و لا جعل منهم الارض دیاراً فانهم بالغوا فی غلوهم و مردوا علی الکفر وترکوا الاسلام و فارقوا الایمان وجحدوا الاله والرسل والتنزیل فنعوذ بالله من ذهب الی هذه المقالة۔

یہ غالی رافضی فرقہ یہ دعویٰ بھی کرتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی ہیں... ان پر خدا کی سب فرشتوں کی اور خدا کی ساری خدائی کی تاحشر لعنت ہو۔ خدا ان کا نام و نشان ختم کرے اور ان کی خوشیاں برباد کرے اور ان میں سے کوئی زمین پر چلتا پھرتا نہ رہے انہوں نے اپنے غلو میں انتہا کر دی ہے۔ یہ کفر پر جم گئے ہیں اسلام ترک کر دیا ہے اور ایمان سے خارج ہو گئے ہیں اور خدا و انبیاء اور قرآن کا انکار کر ڈالا ہے۔ ہم ایسی بات کہنے والوں سے خدا کی

پناہ مانگتے ہیں۔ غنیۃ الطالبین صـ۱۸۷ باب ہشتم

سیّدنا حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے غالی رافضیوں کے جہاں دیگر غالیانہ عقائد بیان کیے وہاں یہ بھی بتلایا کہ وہ حضرت علی کو نبی مانتے ہیں۔ پھر ان پر خدا کی لعنت بھیجی اسی طرح آپ نے فتوحات میں صاف لفظوں میں فرمایا

یاجاهل! فاتتك النبوة والرسالة ولم یفتك الولایة الغوثیة البدلیة۔ یعنی اے جاہل! تیرے لیے نبوت اور رسالت منقطع ہوئی ہے ولایت غوثیت اور بدلیت تو منقطع نہیں ہوئی۔ الفتوحات (الفتح الربانی کے آخر میں)۔ صـ۶۱۳

اسی طرح غنیۃ الطالبین میں عقائد کے باب میں آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ سب اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ محمد مصطفٰے بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم خدا تعالیٰ کے رسول اور سب رسولوں کے سردار ہیں اور نبوت ان پر ختم ہو گئی ہے۔ غنیۃ الطالبین باب ۸ صـ۱۶۵

حضور پر نبوت و رسالت دونوں ختم ہو گئیں۔ اب نہ صاحب شریعت نبی آ سکتا ہے نہ غیر صاحب شریعت۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی (متوفّٰی ۶۳۸ھ)

لا نبی بعده مشرّعا او مشرّعا له والاول هو الآتی بالاحکام الشرعیة من غیر متابعة لنبی آخر قبله کموسی وعیسی ومحمد علیهم السلام والثانی هو المتبع لما شرعه النبی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا نہ وہ جو شریعت لے کر آئے نہ وہ جس کے لیے شریعت لائی جائے (یعنی اُمّتی اور غیر صاحب شریعت) پہلا تو وہ ہے جو اللہ سے احکام شرعیہ (شریعت) لائے اور اپنے سے قبل کسی نبی کی اتباع

المتقدم کانبیاء بنی اسرائیل اذ کلھم کانوا داعین الی شریعۃ موسی فالنبوۃ و الرسالۃ منقطعتان عن ھذا الموطن بانقطاع الرسول الخاتم۔

(فصوص الحکم، فص حکمت قدریہ فی کلمۃ عزیریہ ص۲۳۷)

نہ کرے۔ جیسے حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اور دوسرا وہ ہے جو اپنے سے قبل شریعت لانے والے نبی کا متبع ہو۔ جیسے انبیاء بنی اسرائیل ہیں کہ وہ شریعتِ موسوی کے مبلّغ تھے۔ بہرحال اب آخری رسول کے آجانے سے نبوت اور رسالت دونوں منقطع ہوگئی ہیں۔

اسی طرح ایک اور جگہ حضرت شیخ اکبر کا باطل سوز ارشاد یوں بھی ہے۔

فان المبشرات ھی التی ابقی اللہ لنا من اثار النبوۃ التی سُد بابھا وانقطع اسبابھا۔

(فتوحات مکیہ جلد دوم ص۳۱)

بے شک صرف اچھی خوابیں وہ ہیں جو اللہ نے آثارِ نبوت میں سے ہمارے لیے باقی رکھی ہیں۔ جبکہ نبوت کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے اور اس کے اسباب منقطع کر دیئے گئے ہیں۔

مرزائی لوگوں کی طرف سے شیخ اکبر علیہ الرحمہ کی بعض عبارات کو غلط معانی پہنا کر یہ ثابت کرنے کی اکثر پُرزور کوشش کی جاتی ہے کہ آپ اب بھی نبوت کو جاری تسلیم کرتے ہیں البتہ نئی شریعت کا آنا ناممکن بتلاتے ہیں، مگر مذکورہ بالا عبارت نے ہر شُبہ دور کر دیا ہے اور مسئلے کی اس قدر وضاحت کر دی ہے کہ اب کوئی چال چل نہیں سکتی۔ شیخ اکبر کے اس واضح ارشاد کے بعد کہ اب کوئی نبی آ ہی نہیں سکتا خواہ وہ نئی شریعت لانے کا مدعی ہو خواہ موجودہ شریعت کی پیروی کا دم بھرے۔ اگر مرزائی لوگ اب بھی اپنے موقف پر نظرِ ثانی نہ کریں تو کتنا حیران کن معاملہ ہے۔

سچ ہے جہاں ایک بار انسان عقیدت کا رشتہ استوار کرے وہاں سے اس کا ہٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے خصوصاً جب وہ اسی ماحول میں پیدا ہوا اور پلا بڑھا ہو۔ مگر پھر بھی ہمارا کام حق واضح کرنا ہے شاید کوئی ایک ہی سعادت مند روح حق قبول کرے۔

دعویٰ نبوت کرنے والا ولی بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ کاذب و کافر ہے

حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ (المتوفّٰی سنہ ھ)

البتہ اگر کسی کو خیال ہو کہ جب کسی ولی کو خلافِ عادت کرامت حاصل ہو جائے تو ممکن ہے وہ دعویٰ نبوّت کر بیٹھے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا ناممکن ہے۔ کیونکہ ولایت کے لیے آدمی کا سچّا ہونا شرط ہے۔ اور حقیقت کے خلاف دعویٰ کرنا تو محض جھوٹ ہو سکتا ہے اور جھوٹا ولی نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اگر کوئی ولی (ولی ہونے کا مدعی) نبوت کا دعویٰ کرے گا تو یہ گویا معجزہ پر تنقید ہو گی اور معجزے پر تنقید کفر ہے اور کرامت تو کسی مسلمان فرمانبردار ہی سے صادر ہو سکتی ہے۔ اور جھوٹ نافرمانی ہے۔

حضور داتا گنج بخش سید علی ہجویری رحمہ اللہ کے اس کلام سے مرزائیوں کو عبرت پکڑنی چاہیئے جو مرزا صاحب کی مزعومہ پیش گوئیاں اور دیگر خارق عادت امور پیش کر کے

انہیں سچا ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ داتا صاحب فرما رہے ہیں آج جو بھی شخص دعویٰ نبوت کرتا ہے وہ جھوٹ بولتا ہے۔ جھوٹ نافرمانی ہے۔ اور نافرمان شخص ولی بھی نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ نبی ہو بلکہ وہ کاذب اور کافر ہے۔

حضرت عمر فاروق میں تمام کمالاتِ نبوّت موجود تھے مگر نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم پر منصبِ نبوّت ختم ہو جانے کے سبب وہ نبی نہیں بن سکتے تھے

حضرت مجدّد الف ثانیؒ (متوفّٰی سنہ ۱۰۳۴ھ)

در شانِ حضرتِ فاروق رضی اللہ عنہ فرمودہ است علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ و السلام لو کان بعدی نبیا لکان عمر یعنی لوازم و کمالاتے کہ در نبوت در کار است ہمہ را عمر دارد، اما چوں منصبِ نبوت بخاتم الرسل ختم شدہ است علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسّلام بدولتِ منصبِ نبوّت مشرّف نشد۔

مکتوباتِ امام ربّانی دفتر سوم مکتوب نمبر ۲۴ صفحہ ۳۹۴

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ممکن ہوتا تو عمرؓ نبی ہوتا یعنی وہ تمام لوازم اور کمالات جو نبوت میں درکار ہیں، وہ تمام تر عمر فاروق میں موجود تھے۔ مگر جب خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم پر منصب نبوّت ہی ختم ہو گیا ہے اس لیے وہ منصبِ نبوّت کی دولت سے مشرف نہ ہو سکے۔

یاد رہے امام ربّانی مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلّق خود مرزا غلام احمد قادیانی کے یہ الفاظ نہایت قابلِ التفات ہیں۔ و قال المجدد الامام السرهندی الشیخ احمد رضی الله عنه دیکھیے تحفہ بغداد صفحہ ۲۸ مندرجہ روحانی خزائن جلد ہفتم۔

جنہیں خود مرزا صاحب مجدد، امام، شیخ اور رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، اُن کا فیصلہ یہ ہے کہ جس شخص میں تمام کمالاتِ نبوت موجود ہوں وہ خواہ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسی ہستی کیوں نہ ہو وہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی نہیں بن سکتا۔ کیونکہ منصبِ نبوّت ہی آپ پر اللہ نے ختم کر دیا ہے۔ انصاف سے کہیے کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف نئی شریعت والا نبی نہیں آ سکتا اور غیر صاحبِ شریعت نبی آ سکتا ہے؟ کیا عمر فاروق غیر صاحبِ شریعت ہی نہ تھے؟ ؎

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے امیر

قرآن کے لفظِ خاتم النبیین میں بالاجماع نہ تاویل جائز ہے نہ تخصیص اور ایسا کرنے والا منکرِ قرآن اور کافر ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ متوفّٰی ۵۰۵ھ

ان الامة فهمت من هذا اللفظ انه افهم عدم نبی بعده ابداً وعدم رسول بعده ابدا وانه ليس فيه تاويل ولا تخصيص ومن اوله بتخصيص فكلامه من انواع الهذيان لا يمنع الحكم بتكفيره لانه مكذب لهذا النص الذى اجمعت الامة على انه غير مؤول ولا مخصوص۔

کتاب الاقتصاد صفحہ ۱۱۴ مطبوعہ مصر

پوری اُمّتِ مسلمہ نے اس لفظِ "خاتم النبیین" سے یہی سمجھا ہے کہ اللہ ہمیں یہ سمجھا رہا ہے کہ آپ کے بعد ہمیشہ کے لیے نہ نبی آئے گا نہ رسول۔ اور اس میں نہ کوئی تاویل جائز ہے نہ تخصیص اور جو لوگ اس میں تخصیص کرتے ہیں ان کا کلام ہذیان کے زمرے میں ہے۔ انہیں کافر قرار دینے میں کچھ ممانعت نہیں۔ کیونکہ یہ اس نص کے منکر ہیں جس کے غیر قابلِ تاویل و تخصیص ہونے پر پوری اُمّت کا اجماع ہے

آیتِ خاتم النبیین کے معنیٰ میں دو ہی چور دروازے کھولے جاتے ہیں ایک یہ تاویل کہ خاتم النبیین بمعنیٰ افضل النبیین ہے۔ جیسے خاتم المحدثین کہا جاتا ہے لہٰذا آپ کے بعد بھی کوئی نبی آئے تو آپ کی افضیلت قائم رہتی ہے دوسری یہ تخصیص ک

ایسا نبی نہیں آسکتا جو نئی شریعت کا مدعی ہو۔

مگر امام غزالی رحمہ اللہ کے ارشاد کے مطابق ایسی تاویل یا تخصیص کرنے والا کافر اور قرآن کا منکر ہے کیونکہ آج تک پوری اُمتِ مسلمہ نے یہ آیت کسی تاویل و تخصیص کے بغیر اپنے ظاہر پر رکھی ہے۔ اور امام غزالیؒ کا مقام کسی سے مخفی نہیں۔

ختم نبوّت پر فقہاءِ اُمّت کے ارشادات

ختمِ نبوت کے منکرین کو فقہ اسلامی کے چاروں مکاتب کے فقہاء نے کافر و مرتد قرار دیا ہے۔ ذیل میں ہم مختلف مکاتبِ فقہ سے چند فتاویٰ لکھ رہے ہیں سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سردارِ فقہاء ہیں۔ سراج الاُمت ہیں اور بانیِ علمِ فقہ ہیں۔ اُمتِ مسلمہ کی عظیم اکثریت آج تک آپ کی فقہ کی پیروکار ہے۔ آپ کا ارشاد ختمِ نبوت کے متعلق ملاحظہ ہو۔

مدعی نبوت سے معجزہ طلب کرنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے۔

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحؒ کا ارشاد

تنبأ في زمان أبي حنيفة رجل وقال امهلوني حتى آتي بالعلامات فقال ابوحنيفة من طلب منه علامة فقد كفر لانه بطلبه ذلك مكذب لقول النبي صلى الله عليه وسلم لا نبي بعدي

ایک شخص نے امام ابوحنیفہؒ کے زمانہ میں دعویٰ نبوت کیا اور کہا مجھے مہلت دو کہ میں نبوت کی علامات (معجزہ وغیرہ) پیش کروں، امام اعظم نے فرمایا۔ جس شخص نے بھی اس سے کوئی علامتِ نبوت مانگی وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ وہ ایسی علامت مانگ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد

عالی "میرے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا" کو جھٹلا رہا ہے۔

الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفة النعمان۔ ابن حجرؒ ص۔ روح البیان جلد ۸ صفحہ ۱۸۸

یاد رہے مرزا غلام احمد قادیانی نے چاروں مکاتبِ فقہ کے ائمہ کرام خصوصاً امام اعظمؒ کی بہت تعریف کی ہے۔ مرزا صاحب نے ملفوظات میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے ان سے کہا: امرتسر کے مولوی ثناء اللہ نے حضرت امام ابوحنیفہؒ کے متعلق بہت خراب کلمات لکھے ہیں۔ تو مرزا صاحب نے جواب میں کہا:

ائمہ کے حق میں سخت کلامی کرنا بہت ہی نامناسب ہے۔ یہ لوگ اسلام میں بطور چاردیواری کے تھے۔ انہوں نے جو کچھ کیا خدا کے واسطے کیا اور شریر لوگوں کو حد سے بڑھنے سے بچایا۔ ان کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ ان لوگوں نے اپنی جانوں کو خطرے میں ڈال کر اور بے نفس ہو کر اسلام کی خدمت کی۔ (ملفوظات مرزا غلام احمد قادیانی جلد ۹ ص ۴۸ مطبوعہ لندن۔)

امام اعظم کا فتویٰ بھی آپ نے پڑھ لیا اور مرزا صاحب کی یہ تحریر بھی۔ اب مرزائی لوگ خود ہی فیصلہ کرلیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرزا غلام احمد کی طرح دعویٰ نبوت کرنے والا شخص کون ہے اور اس کے پیروکاروں پر کیا عنوان صادق آتا ہے۔ اور یہ بھی سوچ لیں کہ امام اعظم نے کون سے شریر لوگوں کو حد سے بڑھنے سے بچایا ہے۔

خود کو لغوی معنیٰ میں رسول اللہ یا پیغمبر کہنے والا بھی کافر ہے۔ فتاویٰ عالمگیری

وكذلك لو قال انا رسول الله او قال بالفارسية "من پیغمبرم" يريد به من پیغام میبرم یکفر۔

فتاویٰ ہندیہ (عالمگیریہ) جلد دوم ص ۲۶۳ کتاب السیر باب ۹

اسی طرح جس شخص نے کہا: میں رسول اللہ ہوں۔ یا میں پیغمبر ہوں۔ اور مراد یہ لی کہ میں پیغامِ خدا پہنچاتا ہوں تو اسے کافر قرار دیا جائے گا۔

مغل بادشاہ اورنگ زیب عالمگیرؒ نے پوری سلطنتِ مغلیہ میں احکامِ اسلامی جاری کرنے کے لیے علماء کو اسلامی دستور مرتب کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ دو صد علماء و فقہاء اس کام پر مامور ہوئے اور انہوں نے مکمل آئینِ اسلام مرتب کر کے بادشاہ کو پیش کیا جسے پوری قلمروِ اسلامی میں نافذ کر دیا گیا۔ اسے فتاویٰ عالمگیری یا فتاویٰ ہندیہ کہا جاتا ہے۔ اور برِ صغیر میں انگریزی استعمار کے قدم جمانے سے قبل یہی فتاویٰ سرکاری آئین کی حیثیت سے نافذ تھا۔

فتاویٰ عالمگیری کی مذکورہ عبارت کے مطابق وہ شخص بھی کافر ہے جو لغوی معنیٰ میں خود کو رسول اللہ یا پیغمبر کہے۔ جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے خود کو لغوی نہیں حقیقی معنوں میں رسول اللہ اور نبی اللہ کہا۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

ہاں میں اس طور سے نبی اور رسول ہوں جس طور سے ابھی میں نے بیان کیا ہے پس جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے جو دعویٰ نبوت اور رسالت کا کرتے ہیں۔ وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے۔ مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اس بناء پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص۲۱۶ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۸۔ مطبوعہ لندن)

اب قادیانی لوگوں سے درخواست ہے کہ وہ خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ کیا فتاویٰ عالمگیری کا فتوے مرزا صاحب پر صادق آتا ہے یا نہیں۔ ع

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

جس نے مدعی نبوت سے معجزہ مانگا وہ بھی کافر ہے بشرطیکہ تذلیل مقصود نہ ہو۔ فتاویٰ بزازیہ امام ابن بزاز حنفی (متوفّٰی ۸۲۷ھ)

رجل ادّعیٰ النبوة فقال رجل — ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا۔

ھات بالمعجزة قیل یکفر و قیل لا۔ — ایک اور شخص نے اسے کہا: "معجزہ دکھاؤ" بعض فقہاء کے نزدیک معجزہ طلب کرنے والا شخص کافر ہو گیا اور بعض کے نزدیک نہیں۔

(فتاویٰ بزازیہ بر حاشیہ فتاویٰ ہندیہ جلد ششم ص۳۲۸)

فتاویٰ عالمگیری میں اس امر کی تفصیل یوں درج ہے۔ المتاخرون من المشائخ قالوا ان کان غرض الطالب تعجیزه وافتضاحه لا یکفر۔ یعنی اگر معجزہ مانگنے والے کا مقصد اسے عاجز اور ذلیل کرنا ہو تو اسے کافر نہیں کہا جائے گا۔ (عالمگیری جلد دوم ص۲۶۳ کتاب السیر باب ۹)

ختمِ نبوت اصولِ دین میں سے ہے اسے نہ جاننے والا مسلمان نہیں ہے امام ابن نجیم حنفی (متوفّٰی ۹۷۰ھ)

اذا لم یعرف ان محمدا اٰخر الانبیاء فلیس بمسلم لانه من ضروریات الدین۔ — جب کوئی شخص یہ نہ جانتا ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں ہے۔ کیونکہ آپ کو آخری نبی جاننا ضروریاتِ دین میں سے ہے۔

(الاشباہ والنظائر علیٰ مذہب ابی حنیفہؒ ص۱۹۲ الفن الثانی)

اسی طرح فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ سمعت بعضهم یقول اذا لم یعرف الرجل ان محمدا صلی الله علیه وسلم اخر الانبیاء علیهم وعلی نبینا الصلوة والسلام فلیس بمسلم — یعنی میں نے بعض فقہاء سے سنا۔ وہ کہتے تھے جب کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہ جانے وہ مسلمان نہیں۔ (عالمگیری جلد دوم ص۲۶۳)

٭

یہ کہنے والا کہ صفائی قلب سے وحی اور نبوّت مل سکتی ہے کافر ہے۔ خواہ دعویٰ نبوت نہ کرے۔ مغنی المحتاج (فقہ شافعی)

او ادعی نبوۃ بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم او صدق مدعیھا .... او قال النبوۃ مکتسبۃ او تنال رتبتھا بصفاء القلب او اوحی الی ولم یدع نبوۃ ..... کفر۔

مغنی المحتاج شرح منہاج

یا جو شخص ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوّت کرے۔ یا نبوّت کے دعویدار کو سچا کہے ..... یا یہ کہے کہ نبوّت آج بھی مل سکتی ہے۔ یا صفائی قلب سے مرتبہ نبوت پایا جا سکتا ہے۔ یا مجھے وحی آتی ہے خواہ دعویٰ نبوت نہ کرے ..... ایسا شخص کافر ہے۔

مغنی المحتاج اور منہاج دونوں فقہ شافعی کی از حد اہم کتب ہیں۔ ان کی مذکورہ عبارت بہت واضح اور بے غبار ہے اور بتلاتی ہے کہ کوئی شخص خواہ نئی شریعت لانے کا مدعی نہ ہو صرف خود کو نبی کہے۔ یا کہے کہ اسے وحی آتی ہے۔ یا کسی کو نبوّت کا ملنا ممکن بتلائے بہرحال وہ کافر ہے۔ اب کیا مرزا صاحب نے دعویٰ نبوّت نہیں کیا؟ اور کیا وہ وحی کے دعویدار نہ تھے؟ کیا انہوں نے یہ نہیں کہا کہ

"میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں" حقیقۃ الوحی ص ۱۵۴

"اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں۔ ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی، جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے۔ اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوئی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام

نازل کیا تھا۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص ۲ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۸ مطبوعہ لندن)

کیا ہم مرزائیوں سے یہ پوچھنے میں حق بجانب نہیں کہ شافعی فقہ کی نہایت اہم کتب فقہ کا غیر مبہم فتویٰ مرزا صاحب اور ان کے پیروکاروں پہ صادق آتا ہے یا نہیں۔

ہر مدعی نبوّت اور اس کے پیروکار سب مسیلمہ کذّاب کی طرح مرتد ہیں

امام ابن قدامہ حنبلی (متوفی ۶۸۲ھ)

ومن ادعی النبوۃ او صدق من ادعاھا فقد ارتد لان مسیلمۃ لما ادعی النبوۃ فصدقہ قومہ صاروا بذلک مرتدین۔

(الشرح الکبیر علی المقنع جلد دہم ص ۱۱۲)

جس شخص نے دعویٰ نبوّت کیا یا ایسا دعویٰ کرنے والے کی تصدیق کی وہ مرتد ہو گیا۔ کیونکہ مسیلمہ کذاب نے جب دعویٰ نبوت کیا اور اس کی قوم نے اس کی تصدیق کی تو سب کو مرتد قرار دیا گیا تھا۔

مرزائی لوگوں سے دردمندانہ اور نہایت مخلصانہ اپیل ہے کہ خدارا فقہاء کرام کے ان فتاویٰ کو بنظرِ انصاف پڑھیں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر کسی بھی شخص کے دل میں رائی برابر بھی انصاف ہوا تو اس کی آنکھیں کھل جائیں گی اور وہ حق قبول کرنے پر مجبور ہو جائے گا انشاء اللہ۔

فصل پنجم

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر چند عقلی دلائل

قرآن وحدیث کے دلائل قاہرہ کے بعد عقلی دلائل کی حاجت نہیں ہے۔ مگر مرزائی لوگ بعض عقلی دلائل سے لوگوں کو قائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اب بھی انبیاء آسکتے ہیں اور آنے چاہئیں اور یہ کہ نبوّت کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا۔ اس لیے چند عقلی دلائل بھی پیش کیے جارہے ہیں اور اس لیے بھی کہ شریعتِ مطہرہ کے جملہ فرامین و احکام یقیناً عظیم حکمتوں اور رفیع مصالح پہ مبنی ہیں اگر ہماری عقول ان کا ادراک نہ کر سکیں تو یہ ہماری عقول کا قصور ہے۔ چنانچہ جب ہم نے عقیدۂ ختم نبوّت میں غور کیا تو ہمیں چند غامض حکمتیں نظر آئیں جو ہدیۂ ناظرین ہیں۔

(۱) طلوعِ آفتاب کے بعد سب ستارے چھپ جاتے ہیں

اس میں کچھ شک نہیں کہ سب انبیاء آسمان نبوت کے ستارے ہیں اور نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم آفتابِ نبوت۔ بلکہ قرآن کریم نے بھی یہ حقیقت یوں بیان فرمائی :۔

یا ایھا النبی انا ارسلناک شاھدا و مبشرا و نذیرا و داعیا الی اللہ باذنہ و سراجا منیرا۔ سورہ احزاب آیت ۴۶

اے برگزیدہ نبی! ہم نے آپ کو گواہ بشارت سنانے والا، ڈرانے والا، اللہ کے حکم سے اللہ کی طرف بلانے والا اور چمکتا ہوا آفتاب بنا کر بھیجا ہے۔

جب آسمان پر ستارے چمکتے ہیں اس وقت آفتاب زیر افق چھپا ہوتا ہے

اور ستاروں کو نور پہنچا رہا ہوتا ہے۔ چاند ستارے اس سے نور لے کر چمک رہے ہوتے ہیں۔ اسی طرح انبیاء سابقین اپنے ادوار میں نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض پا رہے تھے۔ امام بوصیری فرماتے ہیں۔

فانہ شمس فضل ھم کواکبھا   یظھرن انوارھا للناس فی الظلم

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم آفتابِ فضیلت ہیں اور سب انبیاء اس آفتاب کے ستارے جو تاریکیوں میں لوگوں کے لیے اسی آفتاب کا نور ظاہر کرتے ہیں۔

وکلھم من رسول اللہ ملتمس   غرفا من البحر او رشفا من الدیم

ترجمہ: سب انبیاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض لیتے ہیں۔ خواہ وہ سمندر میں سے ایک چُلّو کے برابر ہو یا بارش میں سے ایک چھینٹے کے برابر۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں۔ فکان الامداد یاتی الیھم من تلک الروح الطاھرۃ ۔ انبیاء کو اسی روح مقدسہ (روحِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سے امداد آتی تھی۔ (فتوحاتِ مکیہ باب ۱ ص ۱۴۴)

جس طرح ستارے رات بھر طلوعِ آفتاب کا انتظار کرتے ہیں اور اہلِ دُنیا کو آفتاب کے آنے کی بشارت سناتے ہیں۔ اسی طرح انبیاء کرام اپنی اُمّتوں کو نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارت سناتے رہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ الخ   موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

میرے رب نے مجھ سے کہا ہے کہ میں بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے تیرے جیسا ایک نبی برپا کروں گا اور اس کے منہ میں اپنا کلام ڈالوں گا اور وہ لوگوں سے وہی کچھ کہے گا جو میں اسے کہوں گا (تورات کتاب استثناء باب ۱۸) اور عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد الخ

پھر جب آفتاب طلوع ہو جاتا ہے تو سب ستارے چھپ جاتے ہیں۔ وہ ختم

نہیں ہو جاتے۔ موجود ہوتے ہیں۔ مگر ان کا نور آفتاب کے آگے ماند پڑ جاتا ہے۔ یعنی پھر ان کی ضرورت نہیں رہ جاتی۔ چنانچہ نبوت کے ستارے طلوع ہوتے رہے۔ اور آفتابِ نبوت کے آنے کی بشارت سناتے رہے۔ بالآخر نبوت کا آفتابِ کامل اور رسالت کا شمسِ بازغہ رشد و ہدایت کی تابانیاں بکھیرتا ہوا افقِ عالم پر جلوہ گر ہوا تو دیکھتے ہی دیکھتے پورا عالم اس کی نورانی شعاؤں سے تابندہ ہوگیا۔ اب کسی نئے ظلی یا بروزی ستارے کی ضرورت نہیں رہ گئی۔ بلکہ پہلے سے طلوع ہونے والے تمام ستارے بھی محمدی آفتاب کے نور میں گم ہو کر رہ گئے۔

دنیا کے آسمان کا آفتاب کچھ وقت کے بعد غروب ہو جاتا ہے۔ مگر آسمانِ نبوت کا محمدی آفتاب ایسا طلوع ہوا ہے کہ کبھی غروب نہ ہوگا ؎

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی!

اب قیامت بھی اسی آفتاب کی روشنی میں بپا ہوگی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: لواء الحمد یومئذ بیدی و آدم و من سواہ تحت لوائی۔ یعنی روزِ قیامت حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اور آدم علیہ السلام اور ان کے سوا سب لوگ میرے جھنڈے تلے کھڑے ہوں گے۔ (بخاری) خلاصہ یہ ہے کہ جب نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں آفتابِ نبوت طلوع ہو گیا ہے تو اب کسی اور نبی کی ضرورت ہی نہیں رہ گئی۔

(۲) جمع کے عدد کے بعد کوئی عدد آ ہی نہیں سکتا

پانچویں جماعت میں پڑھنے والا بچہ بھی یہ جانتا ہے کہ جب متعدد رقمیں جمع کرنی ہوں تو انہیں ایک دوسری کے نیچے لکھا جاتا ہے اور آخر میں ان کا ٹوٹل کرکے ایک عدد میں انہیں اکٹھا کر دیا جاتا ہے۔ اور وہ جمع والا عدد سب سے

آخر میں ہوتا ہے۔ مثلاً دیکھیے ←

۱۰
۴۰
۳۰
۲۰
```
۱۰۰
```

اس بکس میں پہلے ۱۰، ۴۰، ۳۰ اور ۲۰ کی رقمیں ہیں اور آخر میں خط کھینچ کر جمع کی رقم ۱۰۰ آئی ہے۔ اس ۱۰۰ میں ۱۰ بھی ہے ۴۰ بھی ہے۔ ۳۰ بھی ہے اور ۲۰ بھی۔ اسی لیے یہ سب سے آخر میں ہے۔ اور رقمیں جمع کرنے کا یہی اصول ہے کہ جمع کے عدد کے بعد کوئی اور عدد نہیں ہوتا ورنہ وہ عدد جمع کا عدد نہیں رہے گا۔

اسی طرح اللہ رب العزت نے آدم علیہ السلام سے لے کر عیسٰی علیہ السلام تک ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش انبیاء بھیجے اور انہیں مختلف کمالاتِ نبوت، معجزات، مدارج اور فضائل عطا فرمائے۔ پھر سب سے آخر میں اللہ نے ان سب کمالاتِ نبوت، معجزات، مدارج اور فضائل کو جمع کرکے ان کا مجموعہ اپنے حبیبِ لبیب نبی الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں بھیج دیا۔ پچھلے تمام انبیاء میں سے جس نبی کے پاس جو بھی مرتبہ و فضیلت تھی وہ اللہ نے اپنے حبیب کو عطا فرما دی۔ ع

حسنِ یوسف دمِ عیسٰی یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اور نبی تسلیم کیا جائے تو اس کا معنیٰ یہ ہوگا کہ ابھی کمالِ نبوت کا کوئی گوشہ رہ گیا تھا جو خیر الرسل سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے باوجود ظاہر نہیں ہو سکا تھا۔ اور اسے ظاہر کرنے کے لیے ایک اور نبی بھیجا گیا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اللہ نے آپ پر سب فضائل ختم کر دیئے ہیں۔

خود مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی دعویٰ نبوت سے پہلے کی تحریروں میں انہی خیالات کا اظہار کیا ہے۔ چنانچہ وہ اپنی سب سے پہلی کتاب براہین احمدیہ میں لکھتے ہیں۔

وجودِ باجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک نبی کے لیے متمم و مکمل ہے...... اور خدا نے اس ذاتِ مقدس پر وحی اور رسالت کو ختم کیا کہ سب کمالات اس وجودِ باجود پر ختم ہو گئے ۔ (براہین احمدیہ ص ۲۹۲ مندرجہ روحانی خزائن جلد اوّل)۔

خلاصہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرے نبی کو تسلیم کرنا آپ کے کمالات کو ناقص قرار دینے کے مترادف ہے۔ بلکہ یہاں مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت پر شدید حیرت ہوتی ہے کہ وہ اپنی پہلی کتاب میں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جامع کمالات ہونے کی بنیاد پر آپ کو آخری نبی قرار دے رہے ہیں اور چند سال بعد خود ہی دعویٰ نبوت کر رہے ہیں۔ تو کیا چند سالوں کے دوران نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے بعض کمالات گم ہو گئے تھے جنہیں پُر کرنے کے لیے مرزا صاحب کو نبی بننا پڑا ؟

مرزا صاحب کے پیروکاروں سے ہمارا دو حرفی سوال ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام کمالات کے جامع ہیں یا نہیں ؟ اگر ہیں اور یقیناً ہیں تو خود مرزا صاحب کی تحریر کے مطابق آپ کی ذات پر نبوت اور وحی ختم ہو گئی۔ اور مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت غلط ٹھہرا اور اگر آپ جامع کمالات نہیں ہیں تو بتلایا جائے وہ کونسا کمال ہے جو آپ میں نہیں ہے اور مرزا صاحب اس کے حامل بن کر آئے ہیں۔ اب یہ مرزائی لوگوں پر منحصر ہے کہ وہ کونسا جواب اختیار کرتے ہیں۔

(۳) کسی کا جامع کمالات ہونا ہی اس کے آخری ہونے کی دلیل ہوتی ہے

یوں کہنا چاہیے کہ اللہ نے اٹھارہ ہزار یا کم و بیش مخلوقات پیدا فرمائیں تو سب سے آخر میں حضرتِ انسان کی تخلیق فرمائی اور اس میں تمام عالمِ خلق کی خوبیاں بھر دیں اور اس کے سر پر وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ کا تاج سجا دیا اور اسے لقد خلقنا

الانسان فی احسن تقویم۔ (اور ہم نے انسان کو سب سے بہترین صورت پہ پیدا کیا (سورہ والتین) کی خلعتِ فاخرہ عطا فرما دی۔ اسی لیے انسان کی سب سے آخر میں تخلیق ہوئی۔

پھر عالمِ انسانیت کی جملہ خوبیاں اور جہانِ بشریت کی تمام رعنائیاں مقامِ نبوت میں جمع کر دی گئیں یعنی ایک نبی تمام تر انسانی خوبیاں اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور چونکہ نبی انسانوں کی ہدایت کے لیے بھیجا جاتا ہے اس لیے آغازِ انسانیت کے ساتھ سلسلۂ نبوت شروع کر دیا گیا۔

پھر عالمِ نبوت کی تمام خوبیاں، منصبِ رسالت کی تمام تر عظمتیں اور تمام پیغمبرانہ کمالات کو یکجا کر کے اللہ نے سب سے آخر میں اپنا حبیب لبیب، نبی الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں بھیج دیا۔ جس طرح عالمِ خلق کے تمام کمالات کا جامع ہونے کی وجہ سے انسان کو سب مخلوقات کے بعد پیدا فرمایا گیا۔ اسی طرح نبوت کے تمام اقسام کے تمام کمالات کا جامع ہونے کی وجہ سے رسولِ رسولاں نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے آخر میں بعثت ہوئی۔ جس طرح انسان کے بعد کسی اور مخلوق کی خلقت نہیں اسی طرح آپ کے بعد کسی اور نبی کی بعثت نہیں۔

یہ چیز ہم انسانی مصنوعات و مخترعات میں بھی دیکھتے ہیں۔ کوئی کمپنی یا فرم کوئی چیز بناتی ہے۔ اور مدت بمدت اس کا نئے سے نیا انداز پیش کرتی ہے۔ اس میں نئی سے نئی خوبیاں بھرتی ہے۔ تو اس فرم کی ایجاد کی آخری صورت اور آخری انداز پچھلے دور کی تمام ایجادات و اختراعات کا جامع ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی جلسے میں متعدد مقررین مدعو ہوں جلسہ خواہ کسی طبقے کا ہو اس میں جو مقرر سب سے بہتر ہو اسے سب سے آخر میں لایا جاتا ہے۔ جلسے کے سامعین کا ذوق اگر علمی ہو تو سب سے بڑے عالم کو آخر میں لایا جائے گا اگر جوشِ خطابت ہی دیکھنا مطمحِ نظر ٹھہرے تو ان میں سب سے بڑے شاہسوارِ خطابت

کی باری سب سے آخر میں آئے گی۔ الغرض اپنے میدان کے سب سے بڑے صاحبِ فضل کی باری سب سے آخر ہی میں آتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جامع کمالاتِ نبوت ہونا ہی آپ کے آخری نبی ہونے کا ضامن ہے۔ آپ کے بعد دوسرا نبی خواہ صاحبِ شریعت ہو یا نہ تب ہی تسلیم ہو سکتا ہے جب آپ کے کمالات کو ناقص و نامکمل تسلیم کر لیا جائے۔

(۴) نبوت کی پرکار کا دائرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہو کر آپ ہی پر ختم ہو گیا۔

پیچھے حدیثِ صحیح گزر چکی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: كُنْتُ اَوَّلَ النَّبِيِّيْنَ فِي الْخَلْقِ وَاٰخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ یعنی میں خلقت میں سب انبیاء سے قبل ہوں اور بعثت میں سب کے بعد۔

اس حدیث کی روشنی میں آپ کی خلقت و بعثت کو پرکار کے دائرے کی مثال میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ پرکار کی دو سوئیاں ہوتی ہیں ایک کو زمین یا کاغذ میں گاڑ دیا جاتا ہے اور دوسری اس کے گرد گھوم کر گول دائرہ بناتی ہے۔ تو سوئی جس نقطے سے دائرہ شروع کرتی ہے اسی نقطے پر آکر ٹھہر جاتی ہے اور دائرہ مکمل ہو جاتا ہے اسی طرح اللہ نے سب سے پہلے روحِ محمدی یا نورِ محمدی کی تخلیق فرما کر اس کے سر پر تاجِ نبوت سجایا۔ بعد ازاں تمام انبیاء کی ارواح کو بنا کر ان کے لیے منصبِ نبوت تحریر فرمایا۔ بعد ازاں تخلیقِ ارض و سما ہوئی اور تمام مخلوقات پیدا ہوئیں اور حضرتِ آدم کو پیدا فرما کر انسانیت اور بعثتِ نبی دونوں سلسلے ایک ساتھ شروع کیے گئے اور سب سے آخر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی۔ تو قضا و قدر کی پرکار نے جب دائرۂ نبوت کھینچا تو وہ ذاتِ محمدی سے شروع ہو کر واپس ذاتِ محمدی پہ پہنچ کر ختم ہو گیا۔ جس طرح نورِ محمدی یا روحِ محمدی سے قبل کسی نبی کے نور یا روح کی

تخلیق نہیں اسی طرح بعثتِ محمدی کے بعد کسی نبی کی بعثت نہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے پرکار کے دائرہ کے نقطۂ اولیں سے قبل بھی کوئی نقطہ نہیں اور آخری نقطے کے بعد بھی کوئی نقطہ نہیں۔ یہی کچھ احقر راقم الحروف کی ناقص عقل سمجھ سکی ہے۔ فالحمد للہ علی ذٰلک۔

(۵) جب وحی ہی منقطع ہو چکی تو نبوت کہاں سے آئے گی۔

کسی نبی کو اپنی نبوت کا علم وحی الٰہی سے ہوتا ہے۔ اللہ رب العزت جبریل امین کو بھیج کر اسے باخبر فرماتا ہے کہ اسے خلقِ خدا کی ہدایت کے لیے اللہ نے منتخب فرما لیا ہے۔ اس کے بعد اس نبی پر فرض ہو جاتا ہے کہ وہ لوگوں کو اپنی نبوت سے خبردار کرے تاکہ وہ اس پر ایمان لائیں کیونکہ لوگوں پر نبی کی نبوت کا تسلیم کرنا فرض ہوتا ہے۔

جبکہ قرآن و حدیث کی تعلیمات کا نچوڑ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سلسلۂ وحی منقطع ہو گیا ہے۔ پیشِ نظر کتاب کے آغاز ہی میں وہ تمام آیات لکھ دی گئی ہیں جو وحی کے انقطاع پر واضح دلالت کرتی ہیں۔ اور پیچھے حدیثِ متواتر گزر چکی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبوت میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہ گئی سوا اچھی خوابوں کے یعنی اولیاء اللہ کو خواب میں اللہ کی طرف سے بعض الہامی معارف حاصل ہوتے ہیں۔ مگر اسے وحی نہیں کہا جا سکتا۔ اور نہ ہی لوگوں پر اس کا ماننا فرض ہوتا ہے۔ بلکہ یہ الہام شرعاً حجت بھی نہیں بن سکتا اِلّا یہ کہ وہ شرع کے مطابق ہو تو اسے تسلیم کرنا جائز ہے۔ اور اگر شریعتِ مطہرہ کے خلاف ہو تو اس کی تردید و تکذیب فرض ہے کیونکہ وہ الہام رحمانی نہیں الہامِ شیطانی ہے۔

اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

ان اناسا کانوا یوخذون بالوحی فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وان الوحی قد انقطع۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۳۶۰

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں لوگوں کو وحی کے ذریعے پکڑ لیا جاتا تھا (ان کی حقیقت واضح ہو جاتی تھی) اور بیشک وحی تو اب منقطع ہو گئی۔

ولیِ کامل امام کبیر علامہ محمد بن علی برکلی (متوفی ۹۸۱ھ) اپنی کتاب الطریقۃ المحمدیہ میں فرماتے ہیں۔

وقد صرح العلماء بأن الالهام ليس من اسباب المعرفة بالاحكام وكذلك الرؤيا في المنام خصوصًا اذا خالفا كتاب الله العليم العلام وسنة محمد عليه الصلوٰة والسلام۔

(الطریقۃ المحمدیہ باب اول فصل دوم ص ۱۶۸)

اور علماء نے اس امر کی تصریح فرمائی ہے کہ الہام سے احکام شرعیہ حاصل نہیں ہو سکتے اور نہ ہی خواب سے حاصل ہو سکتے ہیں خصوصًا جب وہ اللہ علیم علام کی کتاب اور نبی علیہ السلام کی سنت کے مخالف ہوں۔

اور محدث کبیر امام قسطلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

وانما يعرف كون العلم لدنيًا روحانيًا بموافقته لما جاء به الرسول صلى الله عليه وسلم عن ربه تعالى۔ فالعلم اللدني نوعان لدني رحماني ولدني شيطاني والمحك هو الوحي ولا وحي بعد الرسول صلى الله عليه وسلم۔

(مواہب لدنیہ مقصد ۷ فصل دوم جلد ۳ ص ۲۹۶)

علم کا لدنی روحانی ہونا اللہ کی طرف سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کے ساتھ موافقت سے معلوم ہوتا ہے اس لیے علم لدنی (الہام) دو طرح کا ہے رحمانی اور شیطانی۔ اور علم کے لدنی ہونے (اللہ کی طرف سے ہونے) کا اصل معیار تو وحی الٰہی ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی وحی نہیں۔

شیخ اکبر امام محی الدین ابن عربی جو مرزائی لوگوں کے ہاں بہت قابلِ تعریف گردانے جاتے ہیں فرماتے ہیں۔

واعلم ان لنا من الله تعالى الالهام لا الوحي فان سبيل الوحي قد انقطع بموت رسول الله صلى الله عليه وسلم

(فتوحات مکیہ جلد ۳ ص ۲۵۳)

اور جان لو کہ ہمارے لیے اللہ کی طرف سے صرف الہام ہے وحی نہیں، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے ساتھ ہی وحی کا راستہ ختم ہو گیا تھا۔

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

من اعتقد وحيًا بعد محمد صلى الله عليه وسلم فقد كفر باجماع المسلمين۔

(فتاویٰ حدیثیہ)

جس شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی آنے کا اعتقاد کیا وہ تمام اہلِ اسلام کے اجماع کے ساتھ کافر ہو گیا۔

بلکہ خود مرزا غلام احمد قادیانی کی وہ تحریرات جو دعویٰ نبوت سے پہلے کی ہیں صاف بتلاتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی کا ایک لفظ بھی کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

”اور رسول کی حقیقت و ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبریل حاصل کرے اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحیِ رسالت تا بقیامت منقطع ہے۔“ (ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۴۳۲)

”حسبِ تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام و عقائد دین جبریل کے ذریعے سے حاصل کیے ہوں۔ لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے۔ کیا یہ مُہر اس وقت (نزولِ عیسیٰؑ کے وقت) ٹوٹ جائے گی؟“

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۳۸۷)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی کا نزول ختم ہو گیا ہے جب وحی ختم ہے تو نبوت کیسے جاری رہ سکتی ہے۔ اب صرف الہام ممکن ہے اور اسے تب ہی قبول کیا جائے گا جب وہ قرآن و حدیث کے موافق ہو، تو پھر کیوں

نہ قرآن وحدیث ہی کی اتباع کی جائے ۔ ان کی موجودگی میں کسی کے الہام کا ماننا ضروری نہیں

یاد رہے سلسلۂ وحی منقطع کرنے میں حکمت یہ ہے کہ وحی کا ماننا ہر شخص پر فرضِ عین ہوتا ہے کیونکہ وہ ان معارف پر مشتمل ہوتی ہے جو جہالت وضلالت کی تاریکی میں نورِ ایمان سے اجالا کر دیتے ہیں اور لوگ ان معارف سے بے خبر ہوتے ہیں۔ اگر لوگ وہ باتیں پہلے ہی جانتے ہوں تو وحی بیکار ہے ۔ اب اگر وہ وحی قرآن وسنّت والے علوم ہی پر مشتمل ہو تو وہ بے ضرورت وحی ہے اور اگر قرآن وحدیث کے خلاف نئی باتیں اس میں ہیں تو پھر کوئی شخص مسلمان نہیں رہ سکتا۔ اگر قرآن کو مان کر نئی وحی کا انکار کرے تو بھی کافر اور نئی وحی مان کر قرآن کا انکار کرے تو بھی کافر۔

(۶) اُمّتِ محمدیہ میں انبیاء والا کام علماء کے سپرد کیا گیا ہے

پہلی اُمتوں میں جب کوئی رسول شریعت لے کر آتا تو بعد میں اس کی شریعت اور اس کی کتاب کی تبلیغ کے لیے انبیاء بھیجے جاتے تھے۔ اور لوگوں پر فرض ہوتا تھا کہ جیسے شریعت اور کتاب لانے والے رسول کو مانیں اسی طرح اس کی کتاب کی تبلیغ کرنے والے رُسل وانبیاء پر بھی ایمان لائیں۔ یہ انبیاء اپنی ذات میں اُمتی نبی ہوتے تھے ۔ اور حالاتِ انبیاء کا مطالعہ بتلاتا ہے کہ یہ اُمتی نبی بھی بسا اوقات اپنی شریعت کی تشریح اللہ رب العزت سے بذریعہ وحی حاصل کرتے تھے ۔ اور اللہ تعالیٰ ان کی بعض امور میں بذریعہ وحی رہنمائی فرماتا تھا۔ جیسے کہ سورۂ یاسین کے دوسرے رکوع میں مذکور واقعہ اس پر شاہد ہے اور دوسرے سپارے میں قصۂ طالوت بھی اس پر دال ہے ۔ وغیر ذالک

مگر شریعتِ مصطفوی میں یہ سلسلہ ختم کر دیا گیا ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی کی آمد منقطع ہو گئی ۔ اور رشد وہدایت کا سلسلہ قائم رکھنے کے لیے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعتِ صحابہ کو قرآن وسنت کی تعلیم ارشاد فرمائی۔ پھر ان میں سے گروہِ علماء

تیار ہوا جو دوسروں کی نسبت قرآن وسنّت کو زیادہ جاننے والا تھا۔ چنانچہ اللہ اور اس کے رسول نے مومنوں کو دین سیکھنے کے لیے علماء کی طرف رجوع کا حکم دیا۔ اور اس طرح تبلیغِ دین کا وہ فریضہ جو انبیاء کا منصب تھا۔ علماءِ اُمّت کو سونپ دیا گیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے ۔

فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون - (سورہ نحل آیت ۴۳)

پھر اگر تم نہ جانو تو ذکر والوں سے پوچھ لو۔

دوسری جگہ ارشاد ہے :

وما كان المؤمنون لينفروا كافة فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون - (سورہ توبہ آیت ۱۲۲)

اور مومنوں سے یہ تو نہیں ہو سکتا کہ سب کے سب (دین سیکھنے) نکل کھڑے ہوں۔ تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ (قبیلہ) میں سے کچھ لوگ نکلیں کہ دین کا علم حاصل کریں اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سنائیں تاکہ وہ (برے کاموں سے) بچتے رہیں۔

یہ اور اس مفہوم کی دیگر آیات اس امر پر واضح دلالت کرتی ہیں کہ اب کوئی نیا نبی شریعت اور دین کی تبلیغ کے لیے نہیں آئے گا۔ اب اُمّتِ مسلمہ کے ہر قبیلہ گاؤں اور قریے سے چند علماء کو تیار ہو کر نکلنا چاہیئے تاکہ وہ دین سیکھ کر اپنے علاقہ میں تبلیغِ دین کا فریضہ ادا کریں ۔ اور لوگوں کو سامانِ رشد وہدایت فراہم کریں ۔

چند ارشاداتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ملاحظہ ہوں۔

۱۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا اس شخص کو شاد وآباد رکھے جس نے میری کوئی بات سُنی اور اسے یاد رکھا اور آگے

پہنچا دیا۔ (احمد۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ وغیرہم)

(۲) حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ علم (دین) یوں نہیں اُٹھائے گا کہ اُسے سینوں سے کھینچ لے، بلکہ علماء کو اُٹھا لینے سے علم اُٹھا لیا جائے گا۔ چنانچہ جب کوئی عالم نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنا لیں گے۔ لوگ ان سے فتویٰ چاہیں گے تو وہ علم کے بغیر جواب دیں گے۔ اس طرح خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (بخاری ومسلم)

(۳) حضرت ابودرداءؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: جو شخص علم حاصل کرنے کے لیے کسی راستے پر چلا اللہ اس کے لیے جنّت کے راستوں میں سے کوئی راستہ ہموار کر دے گا۔ اور فرشتے طالب علم کے لیے اپنے پر بچھاتے ہیں۔ اور عالم کے لیے زمین و آسمان کی ہر مخلوق دعا کرتی ہے حتیٰ کہ سمندر کی تہہ میں مچھلیاں بھی۔ اور عابد پر عالم کی برتری ایسے ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی سب ستاروں پر۔ اور علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ انبیاء اپنے پیچھے درہم و دینار (سونا چاندی) چھوڑ کر نہیں گئے۔ وہ علم (دین) چھوڑ گئے ہیں۔ جس نے یہ چیز حاصل کر لی اسے بڑی دولت میسّر آ گئی۔ (احمد۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ دارمی)

(۴) یہ حدیث بھی متعدد کتب میں موجود ہے، علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی، میری اُمّت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔ دیکھیے الدرر المنتثرہ فی الاحادیث المشتہرہ للسیوطیؒ ص ۱۱۳، الفوائد المجموعہ للشوکانی ص ۲۸۶، الاسرار المرفوعہ لملا علی القاریؒ ص ۲۴۷۔ بحوالہ موسوعۃ اطراف الحدیث النبوی الشریف جلد پنجم ص ۴۵۴ (حرف العین) اور خود مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے کہ یہ حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل، حدیث صحیح ہے، ملفوظات مرزا غلام احمد قادیانی جلد ا صفحہ ۳۴۷ مطبوعہ لندن۔

(۵) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا العلماء خلفاء الانبیاء علماء انبیاء کے نائب ہیں۔ (مجمع الزوائد جلد اوّل ص ۱۳۱ بحوالہ مسند بزار۔)

ان تمام احادیث کا مدلول یہی ہے کہ رشد و ہدایت کا سلسلہ تا قیامت جاری رکھنے کے لیے اللہ نے انبیاء کی جگہ اُمّتِ محمدیہ میں علماء کو ذمہ دار عطا فرمائی ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ مسجد نبوی کے مدرسۂ اصحاب صُفّہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علماء کی جو جماعت تیار کی تھی وہ آپ کا لایا ہوا دین لے کر دُنیا میں پھیل گئی اور دُنیا میں جابجا دینی مدارس و مراکز قائم کر دیے۔ جن سے آج تک علماء تیار ہو رہے ہیں اور دنیا کے کونے کونے میں اسلام کا پیغام پہنچ رہا ہے۔ مسجدوں کے مینارے اذان کی صداؤں سے گونج رہے ہیں۔ پورے کرۂ ارض پر کروڑوں مسلمان پانچوں وقت علماء کی اقتدا میں سربسجود ہو رہے ہیں، علماء کی تعلیم کے صدقے میں اب بھی ہر سال پچیس لاکھ سے زائد فرزندانِ توحید فریضۂ حج بیت اللہ ادا کر رہے ہیں خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالی میں حاضر ہو اپنے رسول سے لازوال محبّت کا اظہار کر رہے ہیں۔ پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ایک ارب سے زائد مسلمانوں میں سے کروڑوں اہل اسلام ہر سال ماہ رمضان المبارک میں روزے رکھ کر اپنے پروردگار کی رضا حاصل کر رہے ہیں۔ ہر سال اربوں کھربوں میں زکوٰۃ وصدقات کا مال غرباءِ اہلِ اسلام تک پہنچ رہا ہے۔ ہزاروں آنکھیں ہر روز خوفِ خدا سے اشکبار ہوتی ہیں۔ لاکھوں کروڑوں ہاتھ ہر روز اپنے خدائے رحیم و کریم کی بارگاہ میں بخشش کی بھیک مانگنے کو اُٹھ رہے ہیں۔ کیا کسی نئے نبی نے آ کر دین زندہ کر دیا ہے؟ کیا انبیاء کی جماعتیں اس اُمّت میں بھی بھیجی جاتی رہیں جیسے پہلی اُمّتوں میں بھیجی جاتی تھیں؟ نہیں! ہرگز نہیں!! یہ سب محدّثین اُمّت، فقہاءِ دین، اولیاء کاملین اور علماء حق کی

جدوجہد اور تبلیغ کا فیض ہے۔ چودہ صدیوں سے زائد زمانہ بیت گیا مگر رسولِ خدا کا
لایا ہوا دین زندہ ہے۔ قرآن محفوظ ہے۔ نبی کی حدیث سے عالم گونج رہا ہے
اور یہ سلسلہ تا حشر جاری رہے گا۔ کسی ظلی بروزی اُمتی نبی کی ضرورت نہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ صفِ علماء ہی میں سے اللہ تعالیٰ نے مجددینِ اُمّت بھی
پیدا فرمائے چنانچہ ارشادِ نبوی ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے
ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا۔
ابوداؤد شریف جلد دوم ص۲۴۱ کتاب الملاحم ۔ باب ما یذکر من قرن المأۃ۔

بے شک اللہ تعالیٰ اس اُمّت کے لیے ہر سو سال کے آخر پر ایسا آدمی بھیجے گا جو اس اُمّت کے لیے اس کا دین پھر سے تیار کردے گا (نئی زندگی ڈال دے گا)

یعنی ہر سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ ایسا شخص پیدا فرمائے گا جس کی جدوجہد سے
دین کو تروتازگی مل جائے گی۔ بیہقی نے روایت کیا ہے امام احمد بن حنبل یہ حدیث بیان
کرکے فرمایا کرتے تھے کہ پہلے سو سال کی انتہاء پر تو عمر بن عبدالعزیزؒ آئے تھے اور دوسرے
سو سال کے آخر پر امید ہے امام شافعی ہوں گے۔ (حاشیہ ابوداؤد)

الغرض حدیثِ نبوی کی روشنی میں یہ بات عیاں ہے کہ آج تک دین کی
بقا میں مجددینِ اُمّت کا بہت بڑا کردار ہے خواہ وہ سیدنا غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر
جیلانیؒ ہوں۔ امام سیوطیؒ ہوں مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ ہوں یا دیگر مجددین،

خلاصہ بحث یہ ہے کہ مجددینِ اُمّت علماءِ اسلام اور اولیاء حق کی موجودگی میں
قرآن وسنت کی ہدایت کے مطابق کسی نئے نبی کی ضرورت ہی نہیں۔ البتہ آخر زمانہ میں
سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول تمام نسل انسانیت کو ایک مرتبہ آخری

رسول کا کلمہ پڑھانے کے لیے ہوگا۔ اور اس کے بعد جلد قیامت بپا ہو جائے گی۔

(۷) نیا نبی تسلیم کرنے سے اسلام کی ساری عمارت متزلزل ہو جاتی ہے

قرآن وسنت نے کلمۂ طیبہ کو اسلام کی عمارت کا مرکزی ستون قرار دیا ہے۔
جس نے صدقِ دل سے یہ کلمہ پڑھ لیا وہ دائرہ اسلام میں داخل ہوگیا جس نے ایسا
نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔ ارکانِ اسلام کی مثال خیمے کی طرح ہے جس کے درمیان میں
ایک مرکزی اور سب سے اونچا ستون ہوتا ہے۔ اور چار چھوٹے ستون چاروں کونوں میں
ہوتے ہیں۔ اسی طرح خیمۂ اسلام کا درمیان والا مرکزی ستون کلمۂ طیبہ ہے اور نماز روزہ
حج زکوٰۃ یہ چار چھوٹے ستون ہیں۔ یہ سارے ستون، مرکزی ستون کلمۂ طیبہ کے ساتھ
ہی قائم ہیں۔ جب تک وہ ہے سارا خیمہ قائم ہے۔ جب وہ گرا تو سب کچھ گر گیا کہ
دین اسلام کی ساری عمارت کلمۂ طیبہ پر قائم ہے۔

مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نیا نبی تسلیم کرنے سے لازم آتا ہے کہ ایک
شخص سارے قرآن پر، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری سنتِ مبارکہ پر۔ تمام گزشتہ
انبیاء اور ان کی کتب پر۔ فرشتوں پر۔ جنت ودوزخ پر اور روزِ قیامت پر ایمان
رکھتا ہے تمام ارکانِ اسلام بجالاتا ہے۔ مگر اس نے نیا نبی نہیں مانا۔ تو لازم آیا کہ
وہ مسلمان نہیں پکا کافر ہے۔ اسی لیے احمدی فرقے یعنی قادیانیوں کے نزدیک تمام
دنیا کے مسلمان جو قادیانی نہیں کافر ہیں۔ کیونکہ انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی
نہیں مانا۔ گویا اللہ کی توحید۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت۔ سارا قرآن۔ اور تمام
اسلامی عقائد۔ مرزا صاحب کی نبوت نہ ماننے کی صورت میں بیکار ہوگئے۔ چنانچہ
قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کہتے ہیں۔

"ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور نہ ان کے پیچھے نماز
پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں"

(انوارِ خلافت صفحہ ۹۰ مطبوعہ امرتسر طباعت ۱۹۱۶ء)

اسی کتاب میں دو صفحات آگے چل کر بڑی لرزہ خیز عبارت ہے کہ :

"اب ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے اس لیے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیئے ۔ لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مرجائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے ۔ وہ تو مسیح موعود کا منکر نہیں ؟ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں ۔ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا اور کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں ؟ اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے شریعت وہی مذہب ان کے بچہ کا قرار دیتی ہے ۔" (انوارِ خلافت صفحہ ۹۳)

ان عبارات سے صاف عیاں ہوگیا کہ مرزائیوں کے نزدیک غیر احمدی لوگ پکے کافر ہیں ۔ حالانکہ وہ کلمۂ اسلام پڑھتے ہیں ۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے اور ان کی اطاعت بجالاتے ہیں ۔ دینِ اسلام پر یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ قرآن و سنّت نے تو کلمۂ اسلام ہی کو مدارِ نجات قرار دیا ہے ۔ مگر ایک شخص اُٹھ کر کہہ رہا ہے کہ نہیں ! اگر مجھے نہیں مانو گے تو نہ تمہارے خدا کو ماننے کا کچھ فائدہ ہے اور نہ رسول کو ماننے کی وقعت ہے ۔ جب کہ قرآن اور سُنّتِ محمدی نے اللہ اور اس کے رسول کے بعد کسی اور شخصیت کے ماننے کو مدارِ ایمان اور مدارِ نجات قرار نہیں دیا ۔ ارشادِ ربّی ہے ۔

یا یھا الذین اٰمنوا ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم ۔ تؤمنون باللہ ورسولہ و تجاھدون فی سبیل اللہ ۔
(سورۂ صف آیت ۱۰)

اے ایمان والو ! کیا میں تمہیں ایسی تجارت نہ بتلاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے دے ؟ وہ یہ ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور راہِ خدا میں جہاد کرو ۔

قُلْ اِنْ کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم ۔
(سورۂ آلِ عمران آیت نمبر ۳۱)

فرمادیں اگر تم اللہ سے محبّت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو ، پھر اللہ تم سے محبّت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا ۔

قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکٰفرین ۔
(سورہ آلِ عمران آیت ۳۲)

فرمادیں ۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو ۔ پھر اگر تم پھر جاؤ تو اللہ کافروں کو پسند نہیں کرتا ۔

چند احادیثِ نبویہ ملاحظہ ہوں :

(۱) عبداللہ بن عمر رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اسلام کی عمارت پانچ بنیادوں پہ رکھی گئی ہے ۔ یہ گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں ۔ نماز قائم کرنا ، زکوٰۃ دینا ، حج ، اور رمضان کے روزے ۔ (بخاری و مسلم)

(۲) عبداللہ بن عمرؓ ہی راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جہاد کروں یہاں تک کہ وہ یہ گواہی دے دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں الخ ۔ (بخاری و مسلم)

(۳) حضرت عباسؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جو شخص اللہ کے رب ہونے ، اسلام کے دین ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر راضی ہوگیا ۔ اس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا ۔ (مسلم)

الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نیا نبی ماننا اسلام کی ساری عمارت تباہ کردینے کے مترادف ہے ۔

(۸) آج کوئی شخص صحابی کا مقام نہیں پا سکتا تو نبی کیسے بن سکتا ہے؟

اس امر پہ ساری اُمت متفق ہے کہ آج کوئی شخص اپنی عبادت اور علم کے ذریعے صحابہ کرام کا درجہ نہیں پا سکتا۔ تمام اولیاء۔ اغواث۔ اقطاب۔ مجددین اور محدثین مل کر بھی ایک صحابی رسول کا مرتبہ حاصل نہیں کر سکتے۔ اور اس پر چند احادیثِ نبویہ پوری صراحت کے ساتھ دلالت کرتی ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

۱۔ ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"میرے صحابہ کو بُرا نہ کہو! کہ اگر تم میں سے کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر سونا راہِ خدا میں خرچ کرے تو وہ کسی صحابی کے ایک مُد (ساڑھے چار سیر وزن کا پیمانہ) یا نصف مُد کے برابر نہیں ہو سکتا۔" (بخاری و مسلم)

۲۔ ابو سعید خدریؓ ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگوں کی عظیم جماعتیں جہاد کے لیے نکلیں گی اور وہ کہیں گے کہ کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل کی ہو (صحابی بنا ہو) لوگ کہیں گے: "ہاں ہے۔" تو انہیں (صحابی کی برکت سے) فتح حاصل ہو جائے گی۔ پھر لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا بڑی جماعتیں جہاد کو نکلیں گی اور وہ کہیں گے کہ کیا تم میں کوئی ایسا بھی ہے جس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی صحبت حاصل کی ہو۔ لوگ کہیں گے کہ ہاں ہے۔ تو اس کی برکت سے انہیں فتح حاصل ہوگی۔ پھر ایسا زمانہ آئے گا کہ بڑی جماعتیں جہاد کو جائیں گی اور وہ کہیں گے کہ کیا تم میں کوئی ایسا آدمی ہے جس نے صحابۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مصاحبوں کی صحبت پائی ہو؟ لوگ کہیں گے کہ ہاں ہے تو اس سے انہیں فتح مل جائے گی۔ (بخاری و مسلم)

۳۔ عبداللہ بن بُریدہ رضؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: میرا کوئی صحابی جس بھی علاقہ میں فوت ہوا وہ روزِ قیامت اس علاقہ کے لوگوں کے لیے قائد اور نور بنا کر اُٹھایا جائے گا۔ (ترمذی)

چنانچہ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اویس قرنی رضؓ جو کہ خیر البشر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات کی صحبت حاصل نہ کر سکے تھے، کا مرتبہ ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی کے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے پوچھا: امیر معاویہؓ افضل ہیں یا عمر بن عبد العزیز؟ آپ نے جواب دیا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں امیر معاویہ کے گھوڑے کی ناک میں داخل ہونے والا غبار عمر بن عبد العزیز سے کئی درجہ بہتر ہے۔" (مکتوباتِ امام ربانی دفتر اول حصہ سوم مکتوب ۲۰۷)

اس لیے ہم انصاف کے نام پر مرزائی لوگوں سے یہ سوال کرتے ہیں کہ جب ارشاداتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ارشاداتِ علماء اسلام کی روشنی میں کوئی شخص کسی صحابی کے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا تو مرزا صاحب یا کسی اور شخص کا مرتبہ نبوت تک جا پہنچنا کیسے ممکن ہو گیا؟ اگر دنیا میں انصاف نام کی کوئی چیز ہے تو اس سوال کا صرف اور صرف یہی جواب ہے کہ اب کوئی شخص درجۂ نبوت تک نہیں پہنچ سکتا۔

مگر جس جگہ ہم کھڑے ہیں یہاں انصاف کا گلا گھونٹ دیا گیا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے وہ اشعار پیچھے گزر چکے ہیں جن میں معاذاللہ وہ خود کو تمام انبیاء کا ہم پلہ قرار دیتے ہیں بلکہ ان سے افضل گردانتے ہیں اور مرزا بشیر الدین محمود کا یہ لرزہ خیز بیان بھی ملاحظہ فرمالیں پھر آواز دیں کہ انصاف کہاں ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا کہ اگر موسیٰؑ و عیسیٰؑ زندہ ہوتے تو انہیں میری اطاعت کے بغیر کوئی چارہ ہی نہ ہوتا۔ اس بات کا کوئی ثبوت

دنیا کے سامنے پیش نہ کیا جاتا تو لوگ کہہ دیتے کہ نعوذ باللہ یہ بڑ ماردی ہے
اس کا کیا ثبوت ہے کہ وہ آپ کی اتباع کرتے ۔

خدا تعالیٰ نے اس بات کو دور کرنے کے لیے یہ کیا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو ان نبیوں کے کمالات کے ساتھ مبعوث کیا اور آپ کو تمام انبیاء کے نام سے یاد کیا۔ موسیٰ بھی کہا۔ عیسیٰ بھی کہا۔ ابراہیم بھی کہا اور داؤد بھی کہا۔ اور پھر جری اللہ فی حُلل الانبیاء کہہ کر سب نبیوں کے نام آپکے نام رکھے۔ اور پھر اس کے ساتھ آپ کو غلام احمد بھی کہا اور اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی سچائی ثابت کی۔ کیونکہ جبکہ ایک شخص ان سب انبیاء کے کمالات کا جامع ہو کر رسول کریم کا غلام کہلایا تو اگر ان ناموں کے الگ الگ مصداق دنیا میں زندہ ہوتے تو رسول کریم کی کیوں غلامی نہ کرتے" الخ ـــــ انوار خلافت ص۱۸

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ مرزا صاحب تمام انبیاء کے کمالات کے جامع ہیں۔ جب وہ غلام احمد ہیں تو کوئی ایک نبی جو ان میں سے صرف بعض کمالات کا حامل ہے زندہ ہو کر آجائے تو وہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام کیوں نہ ہوگا۔ گویا کوئی نبی مرزا صاحب کا مقام حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ بہرحال وہ جزء ہے اور مرزا صاحب کُل (استغفر اللہ)

مرزا صاحب اور ان کی جماعت نے تو بہت بڑی تعلّی اور بہت بڑا دعویٰ کر دیا ہے۔ اس سے کئی گنا چھوٹا دعویٰ کرنے والے کے متعلق علماء اسلام کے چند فتوے ملاحظہ ہوں۔

۱۔ ملا علی قاریؒ شرح فقہ اکبر میں دو ٹوک فیصلہ کرتے ہیں:

ان الولی لا یبلغ درجة النبی لان الانبیاء علیهم السلام معصومون .... فما نقل عن بعض الکرامیة من جواز کون الولی افضل من النبی کفر وضلالة والحاد وجهالة۔ (شرح فقہ اکبر ص۱۲۴)	کوئی ولی کسی نبی کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ کیوں کہ انبیاء معصوم ہیں۔ ...... تو بعض کرامیہ لوگوں سے جو منقول ہے کہ ولی نبی سے افضل ہو سکتا ہے یہ کفر وضلالت اور الحاد وجہالت ہے۔

امام ابن حیان اندلسی فرماتے ہیں:

ومن ذهب الی ان النبوة مکتسبة لا تنقطع او الی ان الولی افضل من النبی فهو زندیق یجب قتله۔ (تفسیر البحر المحیط جلد ہفتم ص۲۳۶)	جس شخص نے یہ عقیدہ رکھا کہ آج بھی نبوت حاصل کی جا سکتی ہے یا یہ کہ کوئی ولی کسی نبی سے افضل ہے۔ تو وہ زندیق ہے۔ اس کا قتل واجب ہے۔

امام قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

من جوز اکتسابها والبلوغ بصفاء القلب الی مرتبتها کالفلاسفة .... فهؤلاء کلهم کفار۔ (شفا شریف جلد دوم ص۲۴۷)	جس شخص نے یہ جائز سمجھا کہ نبوت حاصل کی جا سکتی ہے یا دل کی صفائی سے مرتبہ نبوت تک رسائی ممکن ہے، جیسا کہ فلاسفہ کہتے ہیں۔ تو ایسے سب لوگ کفار ہیں (مسلمان نہیں)

مرزائیوں کو کسی امام کی کوئی عبارت جو بظاہر ان کے مفاد میں جاتی ہو مل جائے تو اسے اتنے شد و مد سے پیش کرتے ہیں کہ الامان۔ مگر ائمہ دین کی مذکورہ بالا صریح عبارات سے ان کی آنکھیں کھلتی ہیں یا نہیں۔ یہ وہ خود ہی بتلا سکتے ہیں۔

باب دوم

انکارِ ختمِ نبوّت پر قادیانیوں کے دلائل کا رد

الحمدللہ اب تک کی بحث میں قرآن وحدیث، اقوال صحابہ کرام وتابعین اور ارشادات ائمہ دین نیز عقل وقیاس کی روشنی میں نبی اکرم نورِ مجسم شفیع اعظم رسول خاتم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آخری نبی اور خاتم النبیین ہونے پر جس قدر دلائل مجھ ناچیز کے ذہن میں یا مطالعہ میں آئے وہ تحریر کیئے گئے۔ اور جہاں کہیں قرآن وحدیث کی نصوصِ قطعیہ میں قادیانیوں نے معنوی تحریف کی اس کا رد بھی ضمناً ساتھ ساتھ کیا گیا۔

اب ضروری ہے کہ قادیانیوں کے ان غلط سلط دلائل کا بھی جائزہ لیا جائے جو وہ ختم نبوت کے انکار اور خصوصاً مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ثابت کرتے پر پیش کرتے ہیں تاکہ سادہ لوح مسلمان کسی فریب میں مبتلا نہ ہوں اور شاید ان لوگوں کو بھی ہدایت نصیب ہوجائے جو قادیانیوں کے ایسے ہی غلط سلط "ڈھکوسلے" اور شبہات سُن کر گمراہی کے بھنور میں پھنس گئے ہیں۔

پہلی بحث

قرآنی آیات سے مرزائیوں کا غلط استدلال اور اس کا رد

سب سے قبل ہم مرزائیوں کے وہ گمراہ کن استدلالات پیش کرتے ہیں جو انہوں نے قرآن کریم کی بعض آیات میں معنوی تحریف کرکے قائم کیے ہیں۔ اور اس کی ابتدا خود مرزا غلام احمد قادیانی نے کی۔

(۱) اھدنا الصراط المستقیم سے غلط استدلال

مرزا غلام احمد قادیانی براہین احمدیہ حصہ پنجم میں رقمطراز ہے:

"ورنہ اگر نبی کے صرف یہ معنیٰ کیے جائیں کہ اللہ جل شانہ اس سے مکالمہ ومخاطبہ رکھتا ہے اور بعض اسرار غیب کے اس پر ظاہر کرتا ہے تو اگر ایک اُمتی ایسا نبی ہو جائے تو اس میں کیا حرج ہے، خصوصاً جبکہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اکثر جگہ یہ امید دلائی ہے کہ ایک اُمتی شرفِ مکالمہ الٰہیہ سے مُشرف ہوسکتا ہے، اور خدا تعالیٰ کو اپنے اولیاء سے مکالمات ومخاطبات ہوتے ہیں، بلکہ اُسی نعمت کے حاصل کرنے کے لیے سورہ فاتحہ میں جو پنج وقت فریضۂ نماز میں پڑھی جاتی ہے یہی دُعا سکھلائی گئی ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم تو کسی امتی کو اس نعمت کے حاصل ہونے سے کیوں روکا جاتا ہے کیا سورہ فاتحہ میں وہ نعمت جو خدا تعالیٰ سے مانگی گئی جو نبیوں کو دی گئی تھی وہ درہم ودینار ہیں؟ ظاہر ہے کہ انبیاء کو مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ کی نعمت ملی تھی۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم مندرجہ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۳۰۷)

اس عبارت سے چند سطور پہلے صفحہ ۳۰۶ پر مرزا صاحب کے یہ الفاظ بھی غور طلب ہیں: "سو ایک امتی کو اس طرح کا نبی بنانا سچے دین کی ایک لازمی نشانی ہے"

مرزا صاحب نے ایسے ہی غلط استدلالات اور گمراہ کن دلائل سے اپنی نبوت ثابت کی ہے اور ہزاروں صفحات ایسی ہی بیکار تحریروں سے سیاہ کیے ہیں۔ مذکورہ عبارت میں مرزا صاحب جو کچھ کہنا چاہتے ہیں وہ یہی ہے انبیاء کو جو خصوصی نعمت ملی وہ یہ تھی کہ اللہ ان سے کلام فرماتا تھا اور کلام تو وہ آج بھی اپنے نیک بندوں سے فرماتا ہے اور اھدنا الصراط المستقیم میں اسی نعمت کے حصول

کا سوال ہے۔ پھر ایسے میں اگر کسی کو یہ نعمت مل جائے اور اللہ اس سے کلام فرمائے تو اسے نبی کہنے میں (معاذ اللہ) کیا حرج ہے۔ وہ اُمتی بھی رہے گا اور نبی کہلائے گا۔

آپ مرزا صاحب کی یہ منطق بھی دیکھیں اور قرآن و حدیث کی وہ نصوصِ قطعیہ بھی دیکھیں جن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے آخری نبی قرار دیا گیا ہے اور جو آپ کے بعد دعویٰ نبوت کرے اسے دجال و کذاب کا نام دیا گیا ہے۔ پھر آپ خود ہی فیصلہ کرلیں کہ مرزا صاحب کی اس منطق اور دل آزار لن ترانیوں کی کیا حیثیت ہے؟ مرزا صاحب نے اپنی نبوّت کی ساری عمارت ایسے ہی بے بنیاد افکار پر استوار کی ہے۔ ان کے مذکورہ استدلال کے جواب میں مسلمانوں کا ایک بچہ بھی یہ بنیادی بات جانتا ہے۔

اوّل۔ نبی اسے کہتے ہیں جسے نبی ماننا ضروری ہوتا ہے اور اس کی نبوّت کا انکار کفر قرار پاتا ہے۔ اسی لیے تو آج قادیانی جماعت مرزا صاحب کو نبی نہ ماننے پر اپنے سوا تمام غیر قادیانیوں کو کافر قرار دیتی ہے۔ جبکہ کسی ولی کی ولایت یا قطب کی قطبیت کا منکر ہرگز ہرگز دائرہ اسلام سے خارج نہیں خواہ اس کے دل پر الہامات و انوار کی کتنی ہی بارش ہوتی ہو۔ کیا مرزا صاحب ولی اور نبی کے درمیان یہ واضح فرق بھی نہیں سمجھتے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ خوب سمجھتے ہیں بلکہ دعویٰ نبوّت سے قبل وہ اسے بیان بھی کیا کرتے تھے۔

"یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں، لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسے ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ

شان رکھتے ہوں اور خلعتِ مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں، ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔"

(حاشیہ تریاق القلوب مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۴۳۲)

اس عبارت میں مرزا صاحب نے صاف اقرار کیا کہ صرف نبی کا منکر کافر ہوتا ہے کسی ولی کے الہامات کا منکر کافر نہیں ہوتا۔

اسی طرح وہ تحفہ بغداد میں لکھتے ہیں:

وما کان لی ان ادّعی النبوۃ و اخرج من الاسلام و الحق بقوم کافرین۔

ترجمہ: اور مجھے کیا حق ہے کہ میں دعویٰ نبوت کر کے اسلام سے نکل جاؤں اور کافر قوم سے جا ملوں؟

(تحفہ بغداد مندرجہ روحانی خزائن جلد ۷ ص ۲۹۷)

اسی تحفہ بغداد میں آگے چل کر وہ یوں گویا ہوتے ہیں۔

نعم قلت ان اجزاء النبوۃ توجد فی التحدیث کلھا ولکن بالقوۃ لا بالفعل فالمحدث نبی بالقوۃ ولو لم یکن سُدّ باب النبوۃ لکان نبیا بالفعل۔

ترجمہ: ہاں، میں کہتا ہوں کہ اجزاء نبوت تمام تر، محدثیت میں موجود ہوتے ہیں مگر وہ بالقوہ ہوتے ہیں بالفعل نہیں، تو محدث میں نبوّت کی قوت ہوتی ہے۔ اور اگر نبوت کا دروازہ بند نہ کر دیا گیا ہوتا تو محدث نبی بن جاتا۔" (تحفہ بغداد مندرجہ روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۲۰۰)

یہاں مرزا صاحب صاف طور پر مان رہے ہیں کہ محدث جس سے اللہ کی مکالمت ہوتی ہے اور اللہ اس سے کلام کرتا ہے وہ نبی نہیں بن سکتا کیونکہ نبوت

کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ حیرت ہے کہ پھر بھی مرزا صاحب چند سال بعد مذکورۃ الصدر عبارت میں امتی کو نبی بنا رہے ہیں یاد رہے تحفہ بغداد مرزا صاحب نے ۱۸۹۳ء میں لکھی اور براہین احمدیہ حصہ پنجم ۱۹۰۵ء میں، گویا صرف بارہ سال میں یہ انقلاب آگیا کہ جو دروازۂ نبوت اولیاء و محدثین پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند تھا وہ خود بخود کھل گیا اب مرزائی لوگ خود بتائیں کہ اسے صریح گمراہی نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے۔

دوم: یہ بات بھی ہر مسلمان جانتا ہے کہ اولیاء و صلحاء کو جو کشوف و انوار ملتے ہیں انہیں الہام کہا جاتا ہے اور انبیاء کو اللہ تعالیٰ جو کلام عطا فرماتا ہے اور ان سے جو مکالمت ہوتی ہے وہ وحی کہلاتی ہے۔ الہام کا ماننا ضروری نہیں اور نہ ہی اس کا انکار کفر ہے، جبکہ وحی کا ماننا فرض ہے اور اس کا انکار کفر، اس کے باوجود مرزا صاحب مکالمتِ الٰہیہ کی بنیاد پر امتی کو نبی بنانے پر اصرار کر رہے ہیں تو اس کا ہمارے پاس علاج نہیں۔

الہام کسی چیز کو لوگوں پر بطورِ حجت واجب نہیں کرسکتا

یہ بات درست ہے کہ اللہ اپنے نیک بندوں کو آج بھی الہام کی صورت میں علم عطا فرماتا ہے اور ان پر کچھ حقائق منکشف ہوتے ہیں جو قرآن و سنت سے متصادم نہیں ہوتے مگر ان پر ایمان لانا ضروری نہیں اور نہ ہی دوسرے لوگ اسے ماننے کے پابند ہوتے ہیں چنانچہ

(۱) امام برکلی رحمۃ اللہ متوفی سن ۹۸۱ھ اپنی معرکۃ الآراء تصنیف "الطریقۃ المحمدیۃ" میں عقائد اسلامیہ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ومما صرح العلماء بان الالہام لیس من اسباب المعرفۃ
بالاحکام وکذلک الرؤیا فی المنام۔

ترجمہ: تحقیق، علماء نے تصریح کر دی ہے کہ الہام ایسے اسباب میں سے نہیں جن سے کوئی حکم معلوم ہو سکے (یعنی کوئی ایسا امر جسے ماننا ضروری ہو) اور نیند میں دیکھے جانے والے خواب کا بھی یہی حال ہے۔

(الطریقۃ المحمدیہ جلد اوّل۔ صفحہ ۱۶۴)

(۲) یونہی علامہ عبد الغنی نابلسی اپنی مشہور کتاب **الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ** میں فرماتے ہیں:

فان فی شرح مرقاۃ الاصول: ان الہام النبی وحی
بان یریہ اللہ تعالیٰ بنورہ کما قال تعالیٰ: لتحکم
بین الناس بما اراک اللہ وھو حجۃ منہ لامتہ
یجب علیہم اتباعہ، بخلاف الہام الاولیاء
فانہ لا یکون حجۃ علی غیرہ۔

ترجمہ۔ شرح مرقاۃ الاصول میں ہے: بیشک، نبی کا الہام بصورتِ وحی ہوتا ہے۔ بایں طور کہ اللہ تعالیٰ اپنے نور سے اسے دکھا دیتا ہے، جیسے ارشاد ربانی ہے: "تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں اس طرح فیصلہ کریں جیسے اللہ آپ کو دکھائے"۔ (سورہ نساء) اور وہ (نبی کا الہام) اللہ کی طرف سے اس کی امت کے لیے حجت ہوتا ہے جس کی اتباع ان پر واجب ہوتی ہے۔ بخلاف اولیاء کے الہام کے، کہ وہ کسی دوسرے پر حجت نہیں ہوتا۔

(الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ جلد اوّل صفحہ ۱۶۴)

(۳) امام قسطلانی مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں:

لایظھر علی احد شیء الا باتباع السنۃ ومجانبۃ

البدعة ...... فالعلم اللدنی نوعان، لدنی روحانی
ولدنی الشیطانی، فالروحانی ھوالوحی ولاوحی بعد الرسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ترجمہ: کسی شخص پر کچھ بھی ظاہر نہیں ہوسکتا سوا اس کے جو سنّتِ نبوی کی اتباع
اور بدعت سے اجتناب کرے .... تو علم لدنی دو طرح کا ہے
روحانی اور شیطانی، جبکہ علم لدنی روحانی وحی کی ہی صورت میں ہوتا ہے
اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی وحی نہیں آسکتی۔
(المواہب اللدنیہ، الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ جلد اول ص۱۶۵)

(۴) امام عمر بن محمد نسفی سمرقندی متوفی ۵۸۷ھ اپنی معرکۃ الآراء کتاب "العقائد النسفیۃ"
میں فرماتے ہیں:

والالھام لیس من اسباب المعرفۃ بصحۃ الشیء
عند اھل الحق۔

ترجمہ: اور الہام اہل حق کے نزدیک کسی چیز کی صحت معلوم کرنے کا سبب
نہیں ہے۔ (العقائد النسفیہ ص۸)

(۵) اس کی تشریح کرتے ہوئے امام سعد الدین تفتازانی متوفی ۷۹۲ھ یہ
ایمان افروز حقیقت ارشاد فرماتے ہیں:

ثم الظاھر انہ اراد ان الالھام لیس سببا یحصل
بہ العلم لعامۃ الخلق و یصلح للالزام علی الغیر،
والا فلا شك انہ قد یحصل بہ العلم
لصاحب الالھام۔

ترجمہ: پھر ظاہر ہے کہ مصنفؒ کا مقصد اس عبارت سے یہ ہے کہ الہام

ایسا سبب نہیں جس سے عام لوگوں کو علم حاصل ہو اور وہ کسی دوسرے پر
کوئی چیز لازم کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ ورنہ، اس میں کوئی شک
نہیں کہ خود صاحبِ الہام کو اس سے علم (یعنی یقین) حاصل ہوجاتا ہے
(شرح العقائد النسفیہ صفحہ ۱۷)

مذکورہ جلیل القدر ائمہ دین کے اقوال سے معلوم ہوگیا کہ الہام کی کوئی شرعی
حیثیت نہیں کہ اسے کسی علم ویقین کی بنیاد بنایا جاسکے، کسی شخص کا الہام دوسروں کے
لیے کچھ حجت نہیں البتہ صاحبِ الہام کو اس سے کچھ معارف حاصل ہوتے ہیں
اور اسرار الٰہیہ منکشف ہوتے ہیں۔ اور اگر کسی کا الہام قرآن وسنّت سے متصادم
ہوتو وہ مردود ہے اور محض ضلالت پر مبنی ہے۔

اور الہام کے حجت نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ غیر انبیاء کے لیے عصمت
نہیں۔ صرف انبیاء شیطانی القاء سے معصوم ہوتے ہیں ان کے دلوں پر صرف
القاءِ رحمانی ہوتا ہے اسی لیے ان کا علم وحی کہلاتا ہے اور وہ حجت ہے۔ جبکہ
غیر انبیاء کا یہ حال نہیں ان کے قلوب معرضِ خطر میں ہیں۔ ان کے قلوب میں واقع
ہونے والی بات رحمان کی طرف سے بھی ہوسکتی ہے اور شیطان کی طرف سے
بھی جیسے قرآن میں ہے۔ وان الشیاطین لیوحون الی اولیائھم۔
دوسری جگہ ہے الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس

خلاصۂ گفتگو یہ ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم۔ اور
ایسی ہی دیگر آیات سے جو کچھ ثابت ہوتا ہے وہ زیادہ سے زیادہ الہام ہے
اور بس، جبکہ وحی سے اس کا کچھ تعلق نہیں وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد منقطع ہو
چکی ہے اور نبوت کا دروازہ بند ہوگیا ہے۔ اس لیے مرزا صاحب جن مکالماتِ الٰہیہ
کی آڑ میں اپنے لیے نبوت ثابت کررہے ہیں ان کی شریعت میں کوئی حیثیت

نہیں، اللہ رب العزت سب کو صراط مستقیم عطا فرمائے۔

(۲) یُلقی الرّوح من امرہ سے غلط استدلال

مشہور مقدمہ مرزائیہ بہاولپور میں مرزائی گواہ مولوی جلال الدین شمس نے یہ ثابت کرنے کے لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی سلسلۂ وحی جاری ہے چند آیات قرآنیہ سے استدلال کیا جو روئیداد مقدمہ جلد دوم صفحہ ۹۵۶ پر درج ہیں ان میں سے ایک آیت یہ ہے۔

رَفِیْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ لِیُنْذِرَ یَوْمَ التَّلَاقِ۔

(سورہ مومن رکوع ۲)

ترجمہ۔ درجات بلند کرنے والا عرش کا مالک اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے رُوح ڈالتا ہے۔

مرزائی گواہ نے استدلال کرتے ہوئے کہا۔ اس آیت میں تین امور نزولِ وحی کا سبب ہیں۔ ۱ اللہ کا رفیع الدرجات اور ذوالعرش ہونا۔ ۲ اس کے بندوں کا پایا جانا ۳ بندوں کو ڈرانا۔ یہ تینوں اسباب آج بھی موجود ہیں۔ لہٰذا روح یعنی وحی کا ڈالنا بھی جاری ہے مسدود نہیں تفسیر جلالین میں یہاں روح بمعنیٰ وحی لکھا ہے اور امام رازی بھی نے یہاں فرمایا والصحیح ان اعواد بالروح الوحی۔

اور شیخ محی الدین ابن عربی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

فقد یکون الولی نذیرًا و بشیرًا ولکن لایکون مشرعا فان الرسالۃ والنبوۃ بالتشریع فقد انقطعت فلا رسول بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا نبی ای شرع ولا شریعۃ۔

ترجمہ: ولی بھی نذیر و بشیر ہوتا ہے۔ مگر وہ شریعت نہیں لاتا۔ کیونکہ نبوت و رسالت جو تشریع کے ساتھ ہوتی ہے ختم ہو چکی۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی رسول یا نبی نہیں ہے۔ یعنی کوئی شرع یا شریعت نہیں ہے۔ فتوحات مکیہ ج ۲ صـ ۴۱۷

معلوم ہوا کہ یہ آیت کریمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی تاقیامت وحی کا سلسلہ جاری کر رہی ہے البتہ آپ کے بعد نئی شریعت نہیں آسکتی۔

جوابِ اوّل یہ آیت دراصل کفارِ عرب کے اس زعم کے جواب میں اتاری گئی کہ انہوں نے کہا ءانزل علیہ الذکر من بیننا۔ کیا اس شخص پر ہم سب کو چھوڑ کر ذکر اتارا گیا؟ گویا وہ دنیوی جاہ و حشمت کو نزول وحی کا معیار قرار دے رہے تھے اللہ نے اس کا جواب فرمایا کہ نزول وحی کا معیار جاہ و حشمت یا حسب و نسب نہیں بلکہ اللہ جسے چاہے وحی سے سرفراز کر دے چنانچہ دوسری جگہ فرمایا۔ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ اللہ خوب جانتا ہے کہ اسے اپنی رسالت کہاں سپرد کرنی ہے۔ یونہی ایک اور جگہ فرمایا گیا۔ مایود الذین کفروا من اھل الکتٰب ولا المشرکین ان ینزل علیھم من خیر من ربکم واللہ یختص برحمتہ من یشاء، یعنی اہلِ کتاب اور مشرکین کو یہ پسند نہیں کہ تم پر تمہارے رب کی طرف سے کوئی خیر اتاری جائے (تم پر کلام الٰہی کا نزول ہو) مگر اللہ جسے چاہے اپنی رحمت کے لیے چن لیتا ہے (البقرہ) لہٰذا اس آیت سے یہ استدلال کرنا کہ اب بھی وحی اترتی ہے جیسے انبیاء پر یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اترتی تھی، قطعاً باطل اور قرآن سے تمسخر کے برابر ہے۔

جوابِ دوم: مرزائیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ آج وحی تشریعی نہیں اتر سکتی البتہ غیر تشریعی آج بھی جاری ہے۔ جبکہ مذکورہ آیت میں صرف یلقی الروح فرمایا

گیا ہے۔ اس میں وحی تشریعی یا غیر تشریعی کی کوئی قید نہیں۔ اگر مرزائی اس آیت
سے بقاء وحی ثابت کرتے ہیں تو انہیں ماننا پڑے گا کہ وحی تشریعی بھی باقی ہے
بلکہ اس آیت میں وحی تشریعی مراد ہونا ہی قرین قیاس ہے کیونکہ یہ آیت
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور آپ کی وحی، تشریعی ہی تھی، مرزائی
لوگ بتائیں وہ کس طرح اس آیت سے وحی تشریعی کو نکال سکتے ہیں۔ جس قید
دہ وحی تشریعی کو نکالیں گے اُسی شرط سے ہم غیر تشریعی کو بھی نکال دیں گے۔

جواب سوم۔ اگر لفظ یلقی الروح کو تا قیامت جاری کیا جائے جیسے محی الدین
ابن عربی کی مذکورہ بالا عبارت میں اشارہ کیا گیا ہے تو پھر اس القاء روح کو بصورت
الہام ماننا پڑے گا جو اولیاء اللہ کو عطا فرمایا جاتا ہے۔ اسی لیے حضرت ابن عربی
نے مذکورہ عبارت میں فرمایا: فقد یکون الولی بشیرًا و نذیرًا۔ اور
اگر کسی نے الہام کو وحی کا نام دیا ہے تو وہ مجازاً اور لغوی اعتبار سے ہے۔
وہ اُسی معنی میں ہے جس میں آیت وان الشیاطین لیوحون الی اولیائھم یا
واوحی ربك الی النحل ہے۔ کیونکہ وہ وحی جو خاصۂ نبوت
ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دی گئی ہے۔ اب وہ وحی نہ تا قیامت اترے گی اور
نہ کوئی نبی بن سکے گا۔ خود مرزا صاحب دعویٰ نبوت سے قبل چیخ چیخ کر کہتے رہے تھے
وہ ازالہ اوہام میں کہتے ہیں:

"اور کیونکہ ممکن تھا کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی اور نبی آسکتا۔۔۔۔ لیکن
وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے۔ کیا یہ مہر اس وقت
ٹوٹ جائے گی؟" (ازالہ اوہام مندرجہ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۸۷)

پھر بھی مرزا صاحب تحفہ بغداد میں جو عربی میں ہے واشگاف الفاظ میں بولتے ہیں:
ولو جوزنا ظہور نبی بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم لجوزنا

انفتاح باب وحی النبوۃ بعد تغلیقھا وھذا خلف کما
لا یخفی علی المسلمین وکیف یجیء نبی بعد رسولنا
صلی اللہ علیہ وسلم وقد انقطع الوحی بعد وفاتہ
وختم اللہ بہ النبیین۔

ترجمہ: اور اگر ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی دوسرے نبی کا ظہور جائز
مان لیں تو ہم نے "وحی نبوت" کے دروازہ کا کھل جانا جائز قرار دیا۔
جبکہ وہ بند ہو چکا ہے۔ اور یہ غلط ہے جیسا کہ یہ مسلمانوں پر مخفی نہیں
اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اور نبی کیسے آسکتا ہے
جبکہ آپ کے وصال کے بعد وحی کا سلسلہ کاٹ دیا گیا ہے اور اللہ
نے آپ پر انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا ہے۔
(تحفہ بغداد مندرجہ روحانی خزائن جلد، صفحہ ۲۰۰)

جب خود مرزا صاحب کے اپنے الفاظ وحی نبوت کا سلسلہ منقطع بتاتے
ہیں تو پھر محی الدین ابن عربی کی عبارت کی بنیاد پر یلقی الروح سے الہام ہی ثابت
ہو سکتا ہے وحی نبوت نہیں۔

تاہم ابن عربیؒ کی مذکورہ عبارت میں فان النبوۃ والرسالۃ
بالتشریع قد انقطعت۔ سے کسی کو یہ دھوکہ نہیں ہونا چاہیئے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابن عربیؒ کے نزدیک تشریع کے بغیر نبوت و رسالت
کا امکان ہے۔ اس لیے کہ کوئی نبوت تشریع کے بغیر قائم نہیں ہو سکتی۔
تشریع سے مراد ابن عربی کے کلام میں ہر وہ کلام خداوندی ہے جس پر ایمان لانا
بندوں پر فرض عین ہوا اور اس کا منکر کافر قرار پائے۔ اب ہر نبی پر اللہ کی طرف
سے خصوصی اور نیا کلام آیا اور خصوصی حکم آیا خواہ وہ تھوڑا ہو یا زیادہ، اور نہیں تو

کم ازکم جس کلام کے ذریعے کسی نبی کو منصب نبوت پر فائز کیا گیا وہ کلام اسی ہی نبی کو دیا گیا تھا پھر جنہوں نے اسے مان لیا وہ مسلمان ہوئے جنہوں نے نہ مانا وہ کافر بن گئے۔ اور اسی کا نام تشریع ہے اور اسی کو وحی تشریعی کے نام سے امام ابن عربی یاد فرماتے ہیں۔ چنانچہ وہ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ نبوتِ تشریع یا نبوت شرائع سے مراد وہ حقیقی نبوت ہے جو اولیاء کو نہیں مل سکتی۔ فتوحاتِ مکیہ جلد دوم باب ۵۹ صفحہ ۲۵۸

(۳) ینزل الملٰئکۃ بالرّوح سے غلط استدلال

مقدمہ مرزائیہ میں مرزائی گواہ نے بقاء وحی پر اس آیت سے بھی استدلال کیا۔

ینزل الملائکۃ بالروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ ان انذروا انہ لا الہ الا انا فاتقون۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرشتوں کو اپنے حکم سے روح (وحی) دے کر اپنے بندوں میں سے جس پر وہ چاہے اتارتا ہے۔ کہ لوگوں کو ڈراؤ کہ میرے بغیر کوئی معبود نہیں۔ تو مجھ ہی سے ڈرو۔ (سورہ نحل آیت ۲)

یہ آیت بھی پچھلی آیت کی طرح بتا رہی ہے کہ اللہ وحی دے کر فرشتوں کو آج بھی اپنے برگزیدہ بندوں پر نازل فرماتا ہے۔ کیونکہ یُنَزِّلُ صیغہ استمرار ہے۔ جیسے یلقی الروح بھی استمرار پر دال تھا۔ تو استمراری صیغے اسی لیے استعمال کئے گئے ہیں تاکہ وحی کا تا قیامت بقا ثابت ہو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ نزل الملائکۃ بالروح اور القی الروح بھی فرما سکتا تھا۔

جواب | یہاں بھی وہ تینوں ٹھوس جوابات جاری ہوتے ہیں جو پچھلی آیت سے استدلال کے جواب میں لکھے گئے ہیں۔ خلاصہ یہی ہے کہ ان آیات سے زائد از زائد الہام یا وحی مجازی ولغوی ثابت ہوتی ہے۔ وحیِ حقیقی جو انبیاء سے

خاص ہے اس کا بقا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ تو خود مرزا غلام احمد قادیانی کی عبارات وحی نبوت کے مسدود ہونے پر آپ پڑھ چکے ہیں چند عبارتیں مزید دیکھ لیں۔

"ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت (الہام) جو زیر سایۂ نبوتِ محمدیہ اور باتباع آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اولیاء اللہ کو ملتی ہے، ہم اس کے قائل ہیں۔ اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگائے وہ تقویٰ و دیانت کو چھوڑتا ہے۔" (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۲۹۷)

مرزا صاحب ازالہ اوہام میں بڑی پتے کی بات بتاتے ہیں اور یہ اس وقت کی بات ہے جب انہوں نے نبوت تک ہاتھ نہیں بڑھایا تھا صرف محدث کہلانے پر خوش تھے۔ وہ لکھتے ہیں:

قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔ خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو۔ کیونکہ رسول کو علم دین بتوسطِ جبریل ملتا ہے اور باب نزولِ جبریل بہ پیرایہ وحی نبوت مسدود ہے۔ اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آوے مگر سلسلۂ وحی رسالت نہ ہو۔ (ازالہ اوہام مندرجہ روحانی خزائن جلد سوم صفحہ ۵۱۰)

ان عبارات میں مرزا صاحب یہ گر بتا رہے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت و رسالت کا بقا اسی صورت میں ممکن ہے جب نزولِ جبریل بہ پیرایہ وحی نبوت کا دروازہ مفتوح مانا جائے مگر یہ دروازہ تو بند ہو چکا ہے، جب مرزا صاحب خود مان رہے ہیں کہ وحی نبوت کا دروازہ مسدود ہے تو یلقی الروح یا ینزل الملٰئکۃ بالروح۔ اور ایسی ہی دیگر آیت سے وحیِ نبوت کا بقا ثابت کرنا چہ معنیٰ دارد؟

اگر کوئی کہے کہ مرزا صاحب اگرچہ یہاں وحی نبوت کا دروازہ مسدود مان رہے

ہیں مگر بعد میں وہ اس سے مکر گئے تھے اور وحی نبوت کو جاری مانتے تھے تو ہم کہتے ہیں اگر کوئی شخص اپنے ہی قلم سے کچھ لکھ کر اس سے پھر جائے اور جس چیز کو وہ پہلے کفر کہتا تھا اب عینِ اسلام قرار دینے لگے تو اس کا ہمارے پاس کیا علاج ہے؟

④ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ سے

غلط استدلال

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ (سورہ بقرہ آیت ۱۸۶)

ترجمہ۔ اور جب آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو (انہیں بتا دیں کہ) میں (ان کے) قریب ہوں۔ پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب بھی وہ مجھے پکارے۔

مرزائی مربّیین (ان کے دینی راہنما) اس آیت اور قبولیتِ دعا سے متعلقہ دیگر آیات سے استدلال کرتے ہیں کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ بندہ خدا کا دروازہ کھٹکھٹائے اور خدا اُسے جواب نہ دے۔ اگر وحی کا دروازہ بند ہو گیا ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے سامنے جتنا رُوؤ پیٹو اب وہ ہم سے کلام نہیں کرے گا جیسے وہ پہلی اُمتوں سے کرتا تھا۔

جواب: پچھلی چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ میں کسی مفسر و مجتہد نے اس آیت سے نزولِ وحی ثابت نہیں کیا۔ اگر کیا ہو تو دکھا دو، چیلنج ہے۔ اس کا وحی سے کوئی تعلق ہی نہیں اس کے تو الفاظ ہی اس کا دعا سے متعلق ہونا بتا رہے ہیں۔ ابن جریر نے حسن سے، ابن ابی حاتم نے معاویہ بن حیدہؓ سے روایت کیا ہے کہ صحابہ نے عرض

کیا یا رسول اللہ کیا ہمارا رب قریب ہے کہ ہم اسے سرگوشی میں یاد کریں یا دور ہے کہ اسے زور سے پکاریں؟ تو اللہ نے یہ آیت اتار کر بتایا کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب لوگ آپس میں میرے متعلق پوچھتے ہیں تو انہیں بتا دیں کہ میں بندوں کے قریب ہوں۔ جب وہ مجھے پکارتے ہیں تو میں انہیں جواب دیتا ہوں۔ اب پکار کا جواب دینا قبولیتِ دعا کی صورت میں بھی ہے اور وحی اور الہام کی صورت میں بھی۔ جبکہ نصوصِ قطعیہ نے واضح کر دیا کہ وحی نبوت کا سلسلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد منقطع ہو گیا ہے۔ اب صرف قبولیتِ دعا یا الہام کا سلسلہ باقی ہے۔ عام لوگوں کے لیے قبولیتِ دعا ہے اور خاصّانِ بارگاہِ ربوبیت کے لیے الہام ہے۔ تاہم کسی ولی کا الہام دوسروں کے لیے حجت نہیں۔ اور نہ ہی اس سے کسی کی نبوت ثابت ہوتی ہے جیسے کہ پیچھے تفصیلاً گزر چکا، اعادہ کی ضرورت نہیں۔ جب خود مرزا صاحب کی تحریریں پکار پکار کر وحی نبوت کے انقطاع کا اعلان کر رہی ہیں تو اب اس آیت یا دوسری آیات سے اس کا بقا ثابت کرنا سعی لاحاصل ہے۔ بقاءِ نبوت ثابت کرنے کے لیے مرزائی جماعت اکثر امام محی الدین ابن عربی کی عبارات کو غلط مفہوم پر محمول کر کے بطور استدلال پیش کرتی ہے۔ خود انہی کا یہ ایمان افروز قول ملاحظہ ہو:

اِعْلَمْ اَنَّ لَنَا مِنَ اللّٰهِ الْاِلْهَامَ دُوْنَ الْوَحْیِ فَاِنَّ سَبِیْلَ الْوَحْیِ قَدِ انْقَطَعَ بِمَوْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ: خوب سمجھ لو کہ ہمیں اللہ کی طرف سے جو کچھ ملتا ہے وہ صرف الہام ہے۔ نہ کہ وحی، کیونکہ وحی کا راستہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے ساتھ ہی منقطع ہو چکا ہے۔ (فتوحاتِ مکیہ باب ۳۵۲ صفحہ ۳۱۶)

(امام محی الدین ابن عربیؒ بلاشبہ صاحبِ الہام لوگوں میں سے ہیں۔ اور ان کی بات بہت وزن رکھتی ہے جبکہ مرزا صاحب، صاحبِ الہام بھی نہیں ہو سکتے

الہام انہیں ملتا ہے جو اللہ ورسول کی اطاعت میں غرق ہو کر قربِ الٰہی حاصل کرتے ہیں۔ اور مرزا صاحب نے نصوصِ قطعیہ کا انکار کرکے خود کو اسلام سے خارج کر لیا اور دعویٰ نبوت ورسالت کرکے ارشادِ نبوی کے مطابق دجّالون کذّابون میں جا شامل ہوئے۔

مرزائیوں کی یہ بات بھی کتنی حیران کن ہے کہ اگر نبوت کا دروازہ ہمیشہ بند مانا جاتے تو لازم آئے گا اب اللہ کسی سے کلام نہیں کرے گا اب اس کے دروازہ پر جتنا مرضی روؤ پیٹو، وہ کبھی دروازہ نہیں کھولے گا۔ حالانکہ وہ خود کہتا ہے کہ جب میرے بندے مجھ سے مانگتے ہیں تو میں ان سے دُور نہیں ہوتا۔ مرزائیو! یہ تو بتاؤ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چودہ سو برس گزر گئے کیا اللہ تعالیٰ کا اتنے عرصے میں کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا ہی نہیں۔ یا لوگ تو اس کے دروازے پر ہمیشہ آہ وبکا کرتے رہے ہیں مگر وہ چودہ سو سال تک چُپ سادھے رہا ہے اب اچانک اس نے مرزا صاحب کے آنے پر دروازہ کھول دیا اور نبوت عطا کر دی۔ یہ دیوانوں کی سی باتیں کیوں کرتے ہو، سیدھی طرح مانو کہ اس طرح کی آیات کا اعطاءِ نبوت سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ قبولیت دُعا سے متعلق ہیں۔

۵. تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ سے غلط استدلال

ارشاد خداوندی ہے:

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ ان لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون۔

ترجمہ: بیشک جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر ڈٹ گئے۔ ان پر فرشتے اُترتے ہیں (اور یہ کہتے ہیں) کہ کچھ خوف نہ کھو اور غم نہ کرو اور تمہیں اس جنّت کی بشارت ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ (سورہ حٰمٓ السجدۃ آیت ۳۰)

مرزائی لوگ اس آیت سے بھی بڑھ چڑھ کر استدلال کرتے ہیں کہ دیکھو اللہ کے قرآن کے مطابق استقامت فی الدین کے حامل راست باز بندگانِ خدا پر آج بھی فرشتے اللہ کا پیغام لے کر اُترتے ہیں لہٰذا وحی کا سلسلہ کیسے بند ہو سکتا ہے اور نبوّت کیسے منقطع قرار دی جا سکتی ہے۔ اس آیت کے تحت تفسیر روح المعانی کی یہ عبارت بھی بطور حوالہ ذکر کی جاتی ہے کہ کثیر اخبار میں صحابہ کا فرشتوں کو دیکھنا اور ان کا کلام سُننا مذکور ہے۔

تو اس مرزائی استدلال کے متعدد جوابات دیئے جا سکتے ہیں۔

جواب اوّل: قرآن کے مفسر اول حبر اُمت سیدنا حضرت ابنِ عباس رض فرماتے ہیں تتنزل علیہم الملائکۃ فی الآخرۃ کہ فرشتوں کا یہ بشارت لے کر ان لوگوں پر نزول آخرت میں ہوتا ہے (درمنثور بروایت ابن ابی حاتم وابن منذر) اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور دیگر محدثین نے مجاہد سے روایت کیا تتنزل علیہم الملائکۃ عند الموت کہ یہ نزولِ ملائکہ موت کے وقت ہوتا ہے۔ (درمنثور جلد ۷ صفحہ ۳۲۳)

اور فرشتوں کا موت کے وقت انسانوں سے کلام کرنا قرآن میں اور مقامات پر بھی ہے۔ جیسے الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتھاجروا فیھا۔ (سورہ نساء آیت ۹۷) اسی طرح مرنے والے کو موت کے وقت اگر وہ جنتی ہو تو جنّت کی بشارت سے فرشتوں کے ذریعے نوازا جاتا ہے۔

حدیث میں ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کو جب موت آتی ہے تو اُس کے پاس اللہ کی طرف سے بشیر آتا ہے اور اسے اس کا انجام بتاتا ہے۔ تو پھر اللہ کی ملاقات کے سوا اُسے کوئی چیز محبوب نہیں رہتی (نسائی، مسند احمد) یہ حدیث مذکورہ آیت کی خوب تشریح کرتی ہے۔ لہٰذا اس کا بقاء وحی سے کوئی تعلق نہیں۔

جواب دوم ۔ اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ فرشتے اہلِ جنت سے دنیا میں کلام کرتے ہیں اور انہیں مذکورہ بشارت سناتے ہیں یا یہ بھی مان لیا جائے کہ فرشتے اولیاء اللہ کو دکھائی دیتے ہیں اور ان سے کلام کرتے ہیں تو اس میں بھی کوئی استبعاد نہیں۔ بیشک متعدد احادیث میں صحابہ کا ملائکہ کو دیکھنا منقول ہے مگر یہ کسی حدیث میں نہیں کہ صحابہ نے انہیں ان کی اصلی اور نورانی صورت میں دیکھا جس نے بھی دیکھا انہیں انسانی صورت میں دیکھا دحیہ کلبیؓ کی صورت میں صحابہ حضرت جبریل کو دیکھا کرتے تھے۔ البتہ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت عباسؓ نے جبریل امین کو ان کی اصل صورت میں دیکھنا چاہا تو انہیں آپ کے صرف پاؤں دکھائے گئے جو زمرد جیسے انتہائی خوبصورت تھے۔ امام سیوطیؒ نے یہ حدیث "تنویر الحلک فی رؤیۃ النبی والملک" میں درج کی ہے۔

مگر بایں ہمہ، اس سے صورتِ الہام ہی ثابت ہو سکتی ہے کہ بسا اوقات ملک الالہام مقربینِ بارگاہ کے قلوب پر تجلّیِ الہام ڈالتا ہے لیکن اس کا وحیِ نبوت سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ وحی اور نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ فرشتے آج بھی اُترتے ہیں اہل ایمان سے مصافحہ بھی کرتے ہیں جیسا کہ فضیلتِ لیلۃ القدر کے ضمن میں مروی ہے مگر پیرایۂ وحیِ نبوت میں ان کا اترنا مسدود ہو چکا ہے اسی چیز کو مرزا غلام احمد قادیانی دعویٰ نبوت سے قبل گلا پھاڑ پھاڑ کر بیان کیا

کیا کرتے تھے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"ظاہر ہے اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جائے اور صرف ایک ہی فقرہ حضرت جبریل لاویں، اور پھر چُپ ہو جائیں یہ امر بھی ختم نبوت کا مُنافی ہے۔ کیونکہ جب ختمیت کی مہر ہی ٹوٹ گئی اور وحی رسالت پھر نازل ہونا شروع ہو گئی تو پھر تھوڑا یا بہت نازل ہونا برابر ہے۔ ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے اور آیتِ خاتم النبیین میں جو وعدہ کیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں تبصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبریل کو بعد وفات رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لیے وحی نبوت کے لانے سے منع کر دیا گیا ہے، یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیتِ رسالت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہرگز نہیں آ سکتا۔"

(ازالہ اوہام مندرجہ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۱۲)

اسی ازالہ اوہام میں ایک اور جگہ مرزا صاحب کا کہنا ہے:

"رسول کو علم دین بتوسطِ جبریل ملتا ہے۔ اور بابِ نزولِ جبریل بہ پیرایۂ وحی رسالت مسدود ہے۔ اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آوے مگر سلسلۂ وحی رسالت نہ ہو۔"

(ازالہ اوہام مندرجہ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۱۱)

تو مرزائیوں کو خدا کا خوف کرنا چاہیئے کہ مرزا صاحب کے ان اقوال کی موجودگی میں وہ آیاتِ قرآنیہ سے غلط استدلال کرتے ہوئے بقاء وحی ثابت کرنے کی سعی بے فائدہ کرتے ہیں۔ یہ تو اس محاورے کے مطابق ہوا کہ مدعی سُست گواہ چُست۔

جوابِ سوم : اگر اس آیت سے بقاءِ وحی و نبوت ثابت کرنا مقصود ہے تو پھر ہر وہ شخص جس نے کلمۂ توحید پڑھا اور اس پر ثابت قدم رہا ہے وہ نبی بن جائے گا کیونکہ آیت کا سادہ سا مفہوم یہی ہے کہ جس نے کہا میرا رب اللہ ہے پھر وہ اس پر ڈٹا رہا اس پر فرشتے اترتے ہیں۔ اور اگر استقامت بمعنیٰ عمل صالح ہو تو پھر ہر نیک آدمی نبی قرار پائے گا لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اس لیے صحیح مفہوم اس آیت کا وہی ہے جو جواب اوّل میں گزرا۔

(۶) اَلَمْ یَرَوْا اَنَّہٗ لَا یُکَلِّمُہُمْ سے غلط استدلال

قرآن کریم میں اللہ نے بت پرستوں، آگ پرستوں اور دیگر مشرکین کو سمجھانے کے لیے کبھی یہ فرمایا ہے۔ الم یروا انہ لا یکلمھم کیا وہ نہیں دیکھتے کہ (وہ جسے پوجتے ہیں) وہ ان سے کلام نہیں کرتا۔ کہیں فرمایا۔ ان تدعوھم لا یسمعوا دعائکم اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار نہیں سن سکتے۔ ان آیات سے مرزائی گروہ یہ استدلال لاتا ہے کہ ثابت ہوا سچے معبود کی یہ شان ہے کہ وہ کلام کرے اور یہ اس امر کی دلیل ہے کہ اللہ کی صفتِ تکلم ہر دور میں اپنا جلوہ دکھاتی رہے گی۔

جواب : نبوت کا بقا ثابت کرنے کے لیے یہ انوکھا طریقہ ہے۔ پہلے تو حرفِ تکلم کو سچے کی معبود کی علامت بنانا ناقابل فہم ہے عیسائی حضرت عیسیٰ کو اور یہود حضرت عزیز کو خدا مانتے ہیں اور وہ دونوں متکلم بھی ہیں تو کیا یہود و نصاریٰ انہیں معبود سمجھنے میں حق بجانب ہو گئے؟ دراصل ان آیات میں اللہ کفار کو سمجھا رہا ہے کہ جنہیں تم پوجتے ہو وہ تم سے بھی گئے گزرے ہیں۔ تم بولتے ہو وہ بول بھی نہیں سکتے اس کا انفاء وحی و نبوت سے کیا تعلق ہے۔ اور اگر اللہ بھی اپنے بندوں سے

متکلم ہے۔ وہ فرشتوں سے ارواحِ اہل جنت سے اور دنیا میں موجود اپنے مقبولوں سے بصورتِ الہام متکلم ہے جبکہ نصوصِ قطعیہ کے مطابق وحی والا تکلم اللہ نے موقوف فرما دیا ہے۔

وحی کے منقطع ہونے پر دلائل

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی بیسیوں کتب حدیث میں مذکور ہے۔ کہ فرمایا :

ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی قال فشق ذلک علی الناس فقال ولکن المبشرات، قالوا یا رسول اللہ وما المبشرات؟ قال رؤیا الرجل المسلم۔

ترجمہ : بے شک رسالت اور نبوت منقطع ہو گئی ہے۔ اب میرے بعد نہ کوئی رسول ہے نہ نبی، راوی (حضرت انسؓ) کہتے ہیں یہ بات لوگوں پر بڑی بھاری گزری۔ تو آپ نے فرمایا: مگر مبشرات باقی ہیں، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا: "مسلمان آدمی کی خواب" (ترمذی و مسند احمد)

علاوہ ازیں یہ حدیث امام احمد اور خطیب نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے، امام بخاریؒ نے بخاری شریف کتاب التعبیر میں اور مسلم نے حضرت ابوہریرہؓ سے اور ابن ماجہ، احمد، طبرانی اور ابن خزیمہ نے حضرت اُم کرز کعبیہ سے، اور نسائی نے حضرت حذیفہ سے اور دیگر محدثین نے مختلف صحابہ سے روایت کی ہے۔ یہ اس باب میں نصِ قطعی ہے کہ سلسلۂ وحی کلیتاً منقطع ہو گیا ہے اب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اجزاءِ نبوت میں سے جو چیز باقی ہے وہ صرف

اچھی خواب ہے۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا دیگر انبیاء کو جن ذرائع سے پیغام الٰہی ملتا تھا ان میں سے اچھی خواب والا ذریعہ باقی ہے باقی فرشتے کے ذریعے، حجاب کے پیچھے سے یا دیگر اقسام وحی سے پیغام الٰہی کا ملنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا ہے۔ اور خواب میں اسرار الٰہیہ کا حاصل ہونا یہ الہام کا ہی ایک شعبہ ہے، تو حدیث صریح کے مطابق وحی والا سلسلہ مسدود ہے اور نبوت و رسالت کا دروازہ بھی بند ہے۔ اب مرزائیوں کا مذکورہ آیات سے غلط استدلال کر کے اُلو سیدھا کرنا اسی آیت کا مصداق ہے یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا۔ اس حدیث میں مبشرات کے علاوہ ہر طرح کی وحی مسدود کر دی گئی ہے خواہ وہ تشریعی ہو۔ یعنی نئے احکام کے ساتھ ہو یا غیر تشریعی۔

ایسے میں مرزائیوں سے توقع ہے کہ وہ کہہ دیں کہ دیکھو ہم قرآن پیش کر رہے ہیں اور تم مقابلے میں حدیث لا رہے ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ حدیث بھی قرآن کی طرح وحی الٰہی ہے البتہ وحی غیر متلوّ ہے۔ حدیث، قرآن کا معنیٰ واضح کرنے والی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وما انزلنا علیك الکتٰب الا لتبین لھم الذی اختلفوا فیہ (النحل: ٦٣) وانزلنا الیك الذکر لتبین للناس ما نزّل الیھم۔ (النحل: ٤٤)

مگر آیئے قرآن ہمیں خود بھی بتلاتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سلسلۂ وحی ختم ہے۔

۱۔ والذین یؤمنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك۔ (البقرۃ: ٤)

۲۔ ولقد اوحی الیك والی الذین من قبلك۔ (الزمر: ٦٥)

۳۔ قولوا امنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراھیم و اسماعیل۔ (البقرۃ: ١٣٦)

۴۔ الم تر الی الذین یزعمون انھم امنوا بما انزل الیك وما انزل من قبلك۔ (النسآء: ٦٠)

ان آیات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی اور پہلے انبیاء کی وحی کا ذکر ہے اگر آپ کے بعد بھی سلسلۂ وحی باقی ہوتا تو اس کا ذکر کیا جاتا۔ بلکہ آیت ۳ میں آپ کی وحی اور آپ سے پہلے انبیاء کی وحی پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا۔ اگر آپ کے بعد وحی جاری ہوتی تو اس پر ایمان لانے کا بھی حکم دیا جاتا۔ مرزائی کہتے ہیں کہ کسی چیز کا ذکر نہ کیا جانا اس امر کی دلیل نہیں کہ وہ چیز وجود میں ہے ہی نہیں۔ اللہ نے آپ کے بعد وحی کا ذکر نہیں کیا مگر اس کا انکار بھی تو نہیں کیا یہ تو نہیں فرمایا کہ آپ کے بعد وحی نہیں کی جائے گی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب ان اقسام وحی کا ذکر کیا جا رہا ہو جن پر ایمان لانا ضروری ہے اور ان میں سے کسی کا انکار کفر و ارتداد ہے تو ایسے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بقاء وحی فرض کیے جانے کی صورت میں آپ کے بعد والی وحی کا ذکر بھی یہاں ضروری تھا۔ ایسے مقام پر اس کا ذکر ترک کرنا اس امر کی دلیل بیّن ہے کہ اس پر ایمان لانا ضروری نہیں۔ اس کی مثال یوں ہے کہ بادشاہ کے سامنے تین آدمی کھڑے ہوں، بادشاہ ان میں سے دو کے متعلق حکم دے کہ ان دونوں کو ایک ایک ہزار درہم دیدو مگر تیسرے کا نام ہی نہ لے نہ ہی اس کی طرف توجہ کرے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس کے لیے ہزار دینے کا حکم نہیں ہے۔ اگر کوئی اسے بھی حکم میں شامل کرے تو وہ بادشاہ کے حکم میں خیانت کرنے والا اور باغی ہے۔

اسی طرح بادشاہِ کائنات رب العالمین جلّ شانہٗ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی اور آپ سے پہلے نازل ہونے والی دو طرح کی وحی پر ایمان لانے کا حکم

دیا مگر آپ کے بعد والی کسی وحی کا نام تک نہیں لیا نہ ہی اس پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے۔ تو اب کون ہے حکم ربی میں اضافہ کرنے والا؟

یہاں قابلِ غور نکتہ یہ ہے کہ مرزائی لوگ وحی تشریعی یعنی نئے احکام پر مشتمل وحی کو مسدود بتاتے ہیں جبکہ غیر تشریعی کو جاری مانتے ہیں۔ مگر ان آیاتِ قرآنیہ نے یہ فرق بھی مٹا دیا ہے۔ کیونکہ ما انزل الیک اور ما انزل من قبلک میں دونوں جگہ کلمۂ ما عموم کے لیے ہے جو وحی تشریعی و غیر تشریعی دونوں کو شامل ہے۔ یوں کہہ لیں کہ صاحبِ شریعت انبیاء کی وحی، وحی تشریعی تھی اور غیر صاحبِ شریعت انبیاء کی وحی غیر تشریعی، اور اللہ نے ہمیں دونوں پر ایمان رکھنے کا حکم دیا۔ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی وحی کی ان دونوں قسموں میں سے کوئی قسم باقی تھی تو اللہ نے اس پر ایمان لانے کا ہمیں حکم کیوں نہ دیا۔ کتنی عجیب بات ہے کہ جو وحی آج سے ہزاروں سال قبل انبیاء سابقین پر ہوتی رہی جو ہم سے زمانًا بہت بعید ہے اس پر ایمان لانے کا حکم تو ہو۔ اور جو وحی ہم میں اُتر رہی ہو اس پر ایمان لانے کا حکم نہ دیا جاتے؟ تو اظہر من الشمس ہو گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اللہ نے ہر طرح کی وحی کا دروازہ بند کر دیا ہے اب وحی کا دعویدار خدا پر جھوٹ باندھنے والا دجال و کذاب ہے۔

اسی طرح صحابہ کرام کا بھی اس پر اجماع ہے کہ آپ کے بعد وحی منقطع ہو گئی ہے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ جب رحلتِ نبوی کے بعد بعض لوگ زکوٰۃ دینے سے منحرف ہو گئے تو ابوبکر صدیق فرمانے لگے بخدا اگر وہ ایک رسی بھی روکیں گے تو میں ان سے لڑائی کروں گا۔ میں نے نرمی کرنے کا مشورہ دیا تو آپ نے فرمایا: تم لوگ جاہلیت میں بڑے سخت تھے اور اسلام میں کمزور ہو گئے۔ ھو انہ انقطع الوحی وتم الدین اینقص وانا حی۔ بے شک

وحی منقطع ہو چکی ہے اور دین مکمل ہو چکا ہے۔ اب کیا میرے زندہ ہوتے ہوئے بھی دین کو ناقص کر دیا جائے گا۔ (مشکوٰۃ شریف مناقب ابی بکرؓ صفحہ ۵۴۸)

حضرت ابوبکر صدیق کا یہ قول وحی کے تا قیامت مسدود ہونے کی دلیل ہے کیونکہ آپ نے اس کا سبب اتمام دین کو بنایا ہے۔ اور صحابہ کرام کی موجودگی میں بنایا ہے۔

اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گرامی ہے۔ ان اناسا کانوا یؤاخذون بالوحی فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وان الوحی قد انقطع۔ (بخاری شریف)

اسی طرح اُمت کے جلیل القدر فقہاء و محدثین اور صوفیاء کاملین سب یک زبان ہو کر ہر طرح کی وحی کا انسداد بتا رہے ہیں۔ چنانچہ

۱۔ پیچھے محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کا ارشاد گزر چکا ہے کہ ہمارے لیے صرف الہام کا راستہ ہے، نہ کہ وحی کا۔ کیونکہ وحی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے ساتھ ہمیشہ کے لیے منقطع ہو گئی ہے۔ (فتوحاتِ مکیہ جلد ۳ صفحہ ۳۵۳)

یہ ارشاد صاف بتا رہا ہے کہ ہر طرح کی وحی کا راستہ مسدود ہو چکا ہے تشریعی یا غیر تشریعی کا کوئی فرق نہیں۔ صرف اور صرف الہام کا راستہ کھلا ہے۔

۲۔ حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وکذلک من ادعی انہ یوحی الیہ وان لم یدع النبوۃ فھؤلاء کلھم کفار مکذبون النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ: اسی طرح جو شخص دعویٰ کرے کہ اُس کی طرف وحی کی جاتی ہے خواہ وہ نبوت کا دعویٰ نہ بھی کرے تو ایسے سب لوگ کافر ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والے ہیں۔ (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۷۱)

اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ وحی خواہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی بہر حال نبوت کا خاصہ ہے۔ تو جس نے بھی وحی کا دعویٰ کیا خواہ غیر تشریعی وحی کا، اس نے نبوت کا ہی دعویٰ کیا اس لیے وہ کافر ہے۔

بہر حال خلاصہ کلام یہ ہے کہ وحیِ نبوت کا دروازہ قرآن وحدیث، اقوالِ صحابہ اور ارشاداتِ ائمہ دین کی روشنی میں ہمیشہ کے لیے بند ہے۔ اور قرآن کریم کی جن آیات سے مرزائیوں نے جس طرح وحی کا سلسلہ جاری ثابت کرنے کا غلط طریقہ اپنایا ہے یہ بجائے خود ایک افسوس ناک امر ہے۔

چیلنج | ہم قادیانی جماعت کے امام سے لے کر ان کے تمام مربیّن اور عام ارکان تک سب کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ قرآن کریم کی کوئی آیت پیش کریں جس کا صاف مفہوم یہ ہو کہ وحی کا سلسلہ جاری ہے یا یہ ہو کہ نبوت کا سلسلہ جاری ہے۔ جس طرح اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے پہلے انبیاء تھے آپ کے بعد بھی ہوں گے۔ اور جب تک ان پر لوگ ایمان نہیں لائیں گے مومن نہیں ہو سکتے مگر تا قیامت ایسی کوئی آیت پیش نہیں کی جا سکتی جبکہ اس کے مقابلے میں ایسی آیات موجود ہیں کہ جس نے اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اور آپ سے پہلے انبیاء کو مان لیا وہ ہدایت پا گیا، یعنی ہدایت کے لیے اب کسی اور نبی کی ضرورت نہیں ہے۔

(۷) اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ سے غلط استدلال

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

یٰبنی ادم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم ایاتی فمن اتّقٰی واصلح فلاخوف علیھم ولاھم یحزنون۔

ترجمہ: اے اولادِ آدم اگر تمہارے پاس رسول آئیں جو تم ہی میں سے ہوں، اور تم کو میری آیات پڑھ کر سنائیں، تو پھر جو بچ گیا اور اپنی اصلاح کر لی تو ایسے لوگوں پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمزدہ ہوں گے

(سورہ اعراف آیت ۳۵)

مرزائی لوگ اس آیت سے شد و مد کے ساتھ یہ استدلال کرتے ہیں کہ چونکہ اللہ نے یہاں بنی آدم کو کئی رسولوں کے آنے کا وعدہ فرمایا ہے تاکہ ان کی پیروی کر کے دنیا میں تقویٰ واصلاح ملے اور آخرت میں رنج وغم سے نجات، تو پھر نبوت ورسالت کا دروازہ کیسے بند شمار کیا جا سکتا ہے۔

جواب: حقیقت یہ ہے کہ سورہ اعراف کے آغاز میں مذکورہ آیت سے قبل اللہ تعالیٰ نے حضرتِ آدم علیہ السلام کی تخلیق، سجودِ ملائکہ، شیطان کا جنت سے اخراج، خطاءِ آدم علیہ السلام اور حضرت آدم کو زمین پر اُترنے کا حکم، یہ امور بیان فرمائے ہیں اور ساتھ ہی اس وقت اللہ نے حضرت آدم اور آپ کی اولاد کو خطاب فرمایا جس میں چار بار یٰبنی ادم فرمایا گیا، یٰبنی ادم قد انزلنا، یٰبنی ادم لایفتننکم الشیطٰن، یٰبنی ادم خُذُوا زینتکم اور یٰبنی ادم اما یاتینکم۔ تو آخری یابنی آدم کا مفہوم یہ ہے کہ اے انسانو! تمہیں زمین پر اترنے حکم دیا جا رہا ہے۔ اگر تمہارے پاس ہمارے رسول آئیں تو تم ان کے اتباع کر کے تقویٰ واصلاح کی نعمت پا لینا تاکہ تمہاری آخرت بہتر ہو جائے، تو یہ آیات اس خطاب ازلی کی حکایت ہیں، ان کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی رسول کی آمد سے کوئی تعلق نہیں۔

اگر کوئی کہے کہ اُس وقت تو صرف آدم علیہ السلام ہی تھے اولاد تو ابھی

تھی ہی نہیں انہیں کے لیے خطاب ہوگیا تو جواب یہ ہے کہ اُسی وقت ہی اللہ نے تمام انسانوں کے جواہرِ تخلیق صُلبِ آدم میں پیدا فرمادیے تھے۔ اور ان کی ارواح بھی پیدا فرمادی تھیں، اسی لیے مذکورہ آیات سے قبل ارشاد باری تعالیٰ ہے :

ولقد خلقناكم ثم صورناكم ثم قلنا للملئكة اسجدوا لآدم ۔

ترجمہ: اور ہم نے تمہیں پیدا کیا، پھر تمہاری صورت بنائی، پھر فرشتوں سے فرمایا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ (سورہ اعراف آیت ۱۱)

اگر دل میں انصاف ہو تو معاملہ سمجھنا بہت آسان ہے۔ یہ وہی خطابِ ازلی ہے جس کا سورہ بقرہ میں بھی یوں ذکر ہے، فرمایا :

قلنا اهبطوا منها جميعا ، فاما ياتينكم مني هدى فمن تبع هداى فلا خوف عليهم ولا يحزنون ۔

ترجمہ: ہم نے کہا، تم سب جنت سے (زمین کی طرف) اُتر جاؤ، پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے، تو جس نے میری ہدایت کی پیروی کر لی، ایسے لوگوں پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمزدہ ہوں گے۔ (سورہ بقرہ آیت ۳۸)

وہی اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ اور لا خوف عليهم ولا هم يحزنون جو سورہ اعراف میں ہے وہی اِدھر ہے۔ وہاں بھی ماقبل میں حکم اهبطوا تھا، یہاں بھی وہی حکم ماقبل میں ہے، اگر کوئی اس کے باوجود ختمِ نبوت کے قطعی و اجماعی عقیدہ کے مُنافی کفریہ معانی پیدا کرنے پر بضد ہے تو ہم اسے ایک حدیث سنائے دیتے ہیں جو مذکورہ آیت کا معنیٰ واضح کر رہی ہے :

حدثنی المثنی، قال: ثنا اسحاق، قال: ثنا هشام ابو عبد الله، قال: ثنا هياج، قال: ثنا عبد الرحمن بن زياد عن ابی يسار السلمی، قال: ان الله جعل آدم وذريته فی كفه، فقال: يا بنی آدم اما ياتينكم رسل منكم يقصون عليكم اٰياتی، فمن اتقى واصلح فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون، ثم نظر الى الرسل فقال: يا ايها الرسل كلوا من الطيبات واعملوا صالحا الخ

ترجمہ: ابی یسار سے روایت ہے کہتے ہیں: اللہ نے حضرت آدم اور ان کی ذرّیت کو اپنی مٹھی میں لیا اور فرمایا اے بنی آدم! اگر تمہارے پاس تمہی میں سے رسول آئیں جو تمہیں میری آیات سُنائیں تو جو تقویٰ و اصلاح اختیار کرے گا ایسوں پر کوئی خوف نہیں اور نہ ہی وہ غمزدہ ہوں گے، پھر اللہ نے (اُن میں سے) رسولوں کی طرف توجہ کرکے فرمایا: اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھانا اور اچھے اعمال کرنا، الخ (تفسیر ابن جریر طبری، سورہ اعراف جلد ۵ صفحہ ۱۶۸)

اس حدیث نے روزِ روشن کی طرح واضح کر دیا کہ آیتِ مذکورہ میں خطابِ ازلی کی حکایت ہے مفسّرین نے بھی یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ امامِ کبیر علامہ ابوحیّان اُندلسی غرناطی رحمہ اللہ متوفی ۷۴۵ھ فرماتے ہیں :

هٰذا الخطاب هو لبنی اٰدم فی الازل وقيل هو مراعًى به وقت الانزال۔

ترجمہ: یہ خطاب بنی آدم کو ازل میں کیا گیا تھا۔ اور کہا گیا ہے کہ نزول کے وقت ازلی خطاب ملحوظ ہے۔ (البحر المحيط فی تفسير القرآن جلد ۴ صفحہ ۲۱۳)

تفسیر خازن میں علامہ علاء الدین بغدادی رحمہ اللہ متوفی ۷۲۵ھ فرماتے ہیں:

وانما قال بلفظ الجمع وان کان المراد به واحدًا وهو النبی صلی اللّٰه علیه وسلم لانه خاتم الانبیاء وهو مرسل الی الخلق کافة، فذکرہ بلفظ الجمع علی سبیل التعظیم فعلی هٰذا یکون الخطاب فی قوله یا بنی اٰدم لاهل مکة ومن یلحق بهم، وقیل اراد جمیع الرسل علی هذا فالخطاب فی قوله یا بنی اٰدم عام فی کل بنی اٰدم۔

ترجمہ: اللہ نے لفظِ جمع (رُسُلٌ) فرمایا ہے اگرچہ اس سے مراد تنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ وہ سب سے آخری نبی ہیں۔ اور وہ ساری خلق خدا کے رسول ہیں، تو لفظ جمع کے ساتھ یاد کرنا بر سبیلِ تعظیم ہے، اس معنیٰ پر یہ خطاب یا بنی آدم اہلِ مکہ اور آس پاس کے لوگوں کو ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے تمام رسول مُراد ہیں۔ اس معنیٰ پر یا بنی آدم کا خطاب ساری اولادِ آدم (بشمولِ اُمم سابقہ) کو ہے۔

(تفسیر خازن جلد دوم صفحہ ۸۵)

بعینہٖ یہی مفہوم امام بغوی رحمہ اللہ نے تفسیر نسفی جلد دوم صفحہ ۲۲۶ میں ارشاد فرمایا ہے، خلاصہ یہی ہے کہ اگر اس میں خطاب ازلی کو ملحوظ رکھ کر پہلی امتوں سمیت ساری اولادِ آدم کو خطاب ہو تو لفظِ رُسُلٌ سے تمام انبیاء مراد ہیں۔ اور اگر اہلِ مکہ کو خطاب ہو تو لفظِ رُسُلٌ تنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تعظیماً ارشاد فرمایا گیا ہے کیونکہ آپ آخری رسول ہیں اگر اس کے باوجود مرزائیوں کی آنکھیں نہ کھلیں تو ضد کا کوئی علاج نہیں۔ ہدایت کا دروازہ اللہ کے سوا کوئی نہیں کھول سکتا۔ واللہ

یھدی من یشآء الی صراط مستقیم۔

⑧ لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ سے غلط استدلال

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو رب العالمین نے ارشاد فرمایا: انی جاعلك للناس اماما، ہم تجھے لوگوں کا امام بنانے والے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا: ومن ذریتی میری اولاد میں سے بھی امام بنائے جائیں، اللہ نے فرمایا: لا ینال عهدی الظالمین میرا وعدہ ظالموں کو نہیں پہنچے گا۔

(سورہ بقرہ آیت ۱۲۴)

مرزائیوں نے کہا اللہ کے عہد سے نبوّت مراد ہے۔ اور قرآن کے مطابق وہ حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے ظالموں کو نہیں ملے گا، صالحین کو ملے گا۔ معلوم ہوا جب تک صالحین اور ظالمین موجود ہیں سلسلہ نبوّت بھی جاری ہے۔ اللہ صالحین میں ظالموں کے خلاف انبیاء بھیجتا رہے گا۔

جوابِ اوّل ۔ یہ نرالا استدلال بہت تعجب خیز اور افسوس ناک ہے۔ ہم مرزائیوں سے پوچھتے ہیں۔ اگر تمہاری ہی بات درست مان لی جائے تو کیا سبب ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چودہ سو سال میں ساری اُمّت ظالموں پر ہی مشتمل چلی آئی ہے؟ کیا ایک بھی صالح شخص اُمّت میں پیدا نہیں ہوا کہ اسے نبوت دی جاتی، کیا سب کے سب ظالم ہی چلے آتے تھے، کہ اچانک چودہ سو سال کے بعد ایک مردِ صالح غیر ظالم مرزا صاحب کی صورت میں پیدا ہوا اور اللہ نے اسے جھٹ نبوت دے دی؟ کیسی بے تکی باتیں کر رہے ہو یارو۔ بے شک اللہ نے چودہ سو برس میں ظالموں، گمراہوں، مفسدوں اور فتنہ گروں کے خلاف صدہا اولیاء، اغواث، علماءِ ربانیین، نیک حاکم اور مجتہدین و مجددین پیدا فرمائے ہیں اور اپنا وعدہ

ہر دور میں پورا کیا ہے مگر نبی کوئی نہیں بھیجا کیونکہ اب دروازۂ نبوت بند کر دیا گیا ہے
جواب دوم ۔ لا ینال عہدی میں عہد سے صرف نبوت ہی مراد لینا بھی محض
زیادتی ہے معتبر تفاسیر ہی دیکھ لی ہوتیں ۔ (۱) حضرت ابن عباس رض جو بزبانِ نبوت
حبرِ اُمت ہیں فرماتے ہیں ۔ لا ینال عھدی الظالمین ان یقتدی بدینھم
ھدیھم و سنتھم ۔ ترجمہ : میرا وعدہ ظالموں کو نہیں ملے گا کہ
ان کے دین اور راہنمائی اور طریقے کی پیروی کی جائے (در منثور جلد اوّل صفحہ ۲۸۸)
(۲) مجاہد سے ابن جریر نے روایت ہے قال ، لا اجعل اماما ظالما
یقتدی بہ ۔ یعنی میں کوئی ظالم امام نہیں بناؤں گا جس کی پیروی ضروری ہو
(ابن جریر جلد اوّل صفحہ ۵۳۰) (۳) سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وکیع
اور ابن مردویہ نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
لا ینال عھدی الظالمین قال : لا طاعۃ الا فی المعروف ۔
یعنی اس آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ نیکی کے سوا کسی امر میں مخلوق کی اطاعت جائز
نہیں ۔ (در منثور جلد ا صفحہ ۲۸۸) امام قرطبیؒ فرماتے ہیں ۔

اختلف فی المراد بالعھد ، فروٰی صالح عن ابن عباس انہ
النبوۃ وقالہ السدی ، مجاھد : الامامۃ ، قتادۃ : الایمان
عطأ : الرحمۃ ، الضحاک : دین اللہ ، وقیل عھدہ
امرہ ۔

ترجمہ : لفظِ عہد سے کیا مراد ہے اس میں اختلاف کیا گیا ہے . صالح
نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ اس سے نبوت مراد ہے' اور
سدی نے بھی یہی کہا ہے ۔ مجاہد اس سے امامت (حاکمیت) ، قتادہ
ایمان ، عطا رحمت اور ضحاک اللہ کا دین مراد لیتے ہیں ۔ اور اس سے

اللہ کا حکم بھی مراد لیا گیا ہے ۔ (تفسیر قرطبی جلد اوّل صفحہ ۱۰۸)
جب اتنے اقوال موجود ہیں تو صرف نبوت مراد ہونے پر اصرار کرنا کہاں
کا انصاف ہے ۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ان اقوال میں کوئی حقیقی تضاد نہیں ۔ ارشاد
ربّی کا معنیٰ یہ ہے کہ ظالموں کو کوئی اقتدار نہیں دیا جائے گا ۔ اور ان کی اطاعت
ضروری نہیں ہوگی نہ وہ عند اللہ اس کے اہل شمار ہوں گے ، اس میں نبوّت ،
حکومت ، امامت ، سب شامل ہیں ۔ امام قرطبیؒ اس کے تحت فرماتے ہیں ،
جو بھی ظالم ہو وہ نہ نبی ہو سکتا ہے ، نہ خلیفہ ، نہ حاکم ، نہ مفتی ، اور نہ امامِ نماز ، نہ
اس کی روایت قبول ہے نہ شہادت (تفسیر قرطبی جلد اول صفحہ ۱۰۹) ۔ گویا اللہ
نے حضرت ابراہیم سے فرمایا کہ آپ اپنی اولاد کے لیے پیشوائی ، امامت اور
رہبری طلب فرماتے ہیں ۔ آپ کی دعا مقبول ہے آپ کی اولاد میں امامت و
پیشوائی ضرور ہوگی مگر ظالم لوگ اس کے مستحق نہ ہوں گے ، چنانچہ اللہ نے آپ
کی اولاد میں انبیاء بھی بھیجے بادشاہ بھی پیدا کیے جیسے قرآن میں ہے اذ جعل
فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا ۔ اللہ نے تمہارے درمیان انبیاء پیدا
کیے اور تم میں سے بادشاہ بھی بنائے ۔ (سورہ مائدہ آیت ۲۰) یہ تو بنی اسرائیل
یعنی اولادِ اسحاق علیہ السلام کی بات ہے ۔ اگر اولادِ اسماعیل علیہ السلام کو دیکھیں
تو قریش کو اللہ نے شروع سے سیادت عطا فرمائی ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان
میں پیدا فرمایا اور کائنات کی ساری امامت و سیادت ذریت ابراہیمی میں آگئی ۔ اور
آپ کا ارشاد الائمۃ من قریش بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے . تاہم
نبوت کا سلسلہ اللہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم فرما دیا ۔ مگر ذریتِ ابراہیمی
میں امامت اب بھی باقی ہے ۔ اگر کوئی اس رمزِ دین کو نظر انداز کرتا ہے تو
اس کی مرضی ۔

جواب سوم : یہ سارے پاپڑ تو مرزا صاحب کے ماتھے پر نبوت کا سہرا سجانے کے لیے بیلے جا رہے ہیں مگر مرزا صاحب کا ذریتِ ابراہیمی میں سے ہونا ثابت نہیں ہے ۔

مرزائی گواہ مولوی جلال الدین شمس نے مقدمہ بہاولپور میں کہا تھا اگر مرزا صاحب کو بنی فارس میں سے مانا جائے تو آپ حضرت اسحاق کی اولاد بنتے ہیں۔ اور اگر مغل یعنی ترکی نژاد سمجھا جائے تو ترک حضرت ابراہیم کی لونڈی قطورہ کی اولاد ہیں مگر مرزا صاحب خود ان دونوں چیزوں کا رد کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے اللہ نے میرے پر وحی بھیجی کہ میرے آباد اقوام ترکیہ میں سے نہیں ((استفتاء صفحہ ،،)) جبکہ بنی فارس میں ہونے کے متعلق مرزا صاحب کا بیان یہ ہے : یاد رہے کہ اس خاکسار (مرزا صاحب خود) کا خاندان بظاہر مغلیہ خاندان ہے۔ کوئی تذکرہ ہمارے خاندان کی تاریخ میں یہ نہیں دیکھا گیا کہ وہ بنی فارس کا خاندان تھا۔ ہاں بعض کاغذات میں یہ دیکھا گیا ہے کہ ہماری بعض دادیاں شریف اور مشہور سادات میں سے تھیں۔ اب خدا کے کلام سے معلوم ہوا کہ دراصل ہمارا خاندان فارسی خاندان ہے (حاشیہ اربعین ۲ مندرجہ روحانی خزائن ۱۷ صفحہ ۳۶۵) مرزا صاحب کو خود اعتراف ہے کہ ان کے خاندان کے بنی فارس میں سے ہونے کی کوئی تاریخی دلیل نہیں ہے صرف انہیں "وحی" ہوئی ہے مگر ان کی "وحی" مرزائیوں کے سوا کسی کے لیے حجت نہیں۔ پھر اس کی کیا دلیل ہے کہ تمام بنی فارس اولادِ اسحاقؑ ہیں۔ یہ سب خیالی پلاؤ ہیں۔ تاہم اگر مرزا صاحب کا ذریتِ ابراہیمی میں سے ہونا ثابت بھی ہو جائے جو کہ مشکل ہے تو بھی اس سے ان کی نبوت ثابت نہیں ہو سکتی جیسا کہ پیچھے واضح ہو چکا۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت عطا فرمائے۔ وہی ہدایت دینے والا ہے۔

⑨ اللہ یصطفی من الملئکۃ رسلاً ومن الناس سے غلط استدلال

ارشاد رب العالمین ہے :

اللہ یصطفی من الملئکۃ رسلا ومن الناس ان اللہ سمیع بصیر۔

ترجمہ: اللہ فرشتوں میں سے رسول چنتا ہے اور لوگوں میں سے بھی بے شک اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ (سورہ حج آیت ۷۵)

قادیانی جماعت اس سے استدلال کرتے ہوئے کہتی ہے کہ یصطفی صیغۂ مضارع ہے جو استمرار و دوام پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی وہ آج بھی فرشتوں اور انسانوں میں سے رسول چن رہا ہے جب بھی خلقِ خدا کی ہدایت کے لیے رسول بھیجنا چاہتا ہے بھیج دیتا ہے۔

جواب اوّل : پیچھے یلقی الروح من امرہ اور ینزل الملائکۃ بالروح سے مرزائی استدلال نمبر ② اور ③ کے تحت جو کچھ ہم بیان کر آئے ہیں۔ وہی یہاں بھی کافی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے کفار کے اس سوال پر کہ ہم میں سے کسی کو نبوت کے لیے کیوں منتخب نہیں کیا گیا ؟ جواب دیا کہ عطاءِ نبوت تمہارے اختیار سے نہیں اللہ کے اختیار سے ہے جیسے اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔ بھی اسی حقیقت کا بیان ہے۔ اس سے یہ استدلال لانا کہ آج بھی سلسلۂ نبوت جاری ہے نہایت بڑی گمراہی ہے مفسرین کرام نے بھی یہی مفہوم بیان فرمایا ہے۔ خازن میں ہے۔

نزلت حین قال المشرکون أأنزل علیہ الذکر من

بیننا، فاخبر اللہ تعالیٰ ان الاختیار الیہ یختار من یشاء من عبادہ لرسالتہ۔

ترجمہ: یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب مشرکینِ مکہ نے کہا: کیا ہم سب کو چھوڑ کر اس (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) پر ذکر نازل کیا گیا؟ تو اللہ نے انہیں جواب دیا کہ اختیار اس کے ہاتھ میں ہے جسے چاہے اپنی رسالت کے لیے چن لے (تفسیرِ خازن جلد ۳ صفحہ ۲۸)۔

بعینہٖ یہی الفاظ امام کبیر علامہ بغوی رحمہ اللہ نے تفسیرِ بغوی میں ارشاد فرماتے ہیں۔ ہم بھی مرزائیوں سے یہی کہتے ہیں کہ تم کو بھی مشرکینِ مکہ کی حالت سے سبق لینا چاہیے انہوں نے بھی نبوت و رسالت کو اپنی مرضی اور پسند کے مطابق بنانا چاہا، اور اللہ کی مرضی و اختیار کو پسِ پشت ڈال دیا۔ اور تم بھی خدا کی مرضی کے خلاف نبوت ثابت کرنا چاہتے ہو۔ اللہ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر طرح کی نبوت ختم کر دی اور حضور سرورِ کائنات اروا حنا فداہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح ارشاد فرما دیا۔ لا نبوۃ بعدی ولا رسالۃ۔ میرے بعد کسی طرح کی کوئی نبوت اور رسالت نہیں ہے۔ یعنی اللہ نے میرے بعد تشریعی و غیر تشریعی، مستقل و غیر مستقل، اور ظلی و بروزی، کسی بھی طرح کی کسی نبوت کو باقی نہیں چھوڑا۔

جوابِ دوم: مضارع دو زمانوں میں مشترک ہے۔ کبھی حال کے لیے کبھی استقبال کے لیے جیسے کوئی لفظِ مشترک بیک وقت دو معانی میں استعمال نہیں ہو سکتا۔ مثلاً عین سے اگر آنکھ مراد ہو تو چشمہ مراد نہیں لیا جا سکتا اور چشمہ پر دلالت مقصود ہو تو آنکھ پر دلالت نہیں ہو سکتی، یونہی مضارع میں حال مراد ہونے کی صورت میں استقبال اور استقبال مراد ہونے کی حالت میں حال کو شامل فی المراد نہیں کیا جا سکتا۔ دوسرا یہ دوام و استمرار کے لیے وضع نہیں کیا گیا۔ اس کے لیے قرینہ ضروری ہے۔

زَیْدٌ یَاْکُلُ میں دوام نہیں البتہ زید یا کل دائماً میں دوام ہے۔ جبکہ آیتِ مذکورہ اللہ یصطفی میں دوام مراد ہونے کے خلاف صدہا نصوصِ قطعیہ و احادیثِ مرفوعہ صحیحہ موجود ہیں۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اصطفاءِ رسالت کو مسدود بتا رہی ہیں۔ اور ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند کر رہی ہیں۔

اس کی ایک مثال ہم قرآن کریم سے یہ دیتے ہیں۔

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھی عن الفحشاء والمنکر۔

ترجمہ: بے شک اللہ عدل و احسان اور رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیتا اور بے حیائی و ناپسندیدہ امور سے منع کرتا ہے۔

(سورہ نحل)

مرزائی بھی یہ مانتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسی نبوت اور ایسی وحی نہیں آ سکتی جس میں نئے احکام اور نئے اوامر و نواہی ہوں اور نئی شریعت ہو۔ اگر اللہ یصطفی سے دلیل پکڑ کر استمرار ثابت کرتے ہوئے مرزائیوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت ثابت کر لی ہے تو کیا یامر بالعدل والاحسان اور ینھی عن الفحشاء میں استمرار مان کر آپ کے بعد نئے اوامر و نواہی اور نئی شریعت نہیں مانی جا سکتی؟ پھر جس قرینے سے تم یہاں استمرار ختم کرو گے بعینہٖ اسی قرینے سے اللہ یصطفی میں بھی استمرار ختم ہو جائے گا اور مدینے والی سرکار محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر طرح کی نبوت کا دروازہ بند نظر آئے گا۔

(۱۰) رسولا شاھداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون سے غلط استدلال

اللہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا:

انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی
فرعون رسولا۔

ترجمہ: بے شک ہم نے تمہاری طرف رسول بھیجا جو تم پر گواہ ہے۔ جیسا کہ
ہم نے فرعون کی طرف رسول رسول بھیجا۔ (سورہ مُزمّل آیت ۱۵)

مرزائی جماعت اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے کہتی ہے کہ یہاں
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تشبیہ دے کر آپ کو اُن جیسا رسول
قرار دیا گیا ہے، اب موسیٰ علیہ السلام کیسے رسول تھے؟ تو سب کو معلوم ہے کہ اللہ
نے اُنہیں کتاب دی، شریعت دی پھر بنی اسرائیل میں اللہ نے متعدد انبیاء بھیجے
جو ان کی کتاب اور شریعت کی تبلیغ کرتے تھے تو ضروری ہے کہ قرآن اور شریعتِ
محمدیہ کی تبلیغ کے لیے بھی غیر تشریعی نبی آئیں جو نئی شریعت نہ رکھتے ہوں،
اسی شریعت کی تبلیغ کریں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے ہیں۔ ورنہ آپ
میں اور موسیٰ علیہ السلام میں تشبیہ کی کوئی وجہ نہیں رہے گی۔ اور نص قرآنی کی
مخالفت لازم آئے گی۔

جواب اوّل۔ اس آیت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ سے تشبیہ
دینا مقصود نہیں بلکہ کفارِ مکہ کو فرعون سے تشبیہ دینا مقصود ہے دو وجہ سے،
اوّل۔ یہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے کفار کو مخاطب کیا گیا۔ ورنہ یوں کہہ دینا
زیادہ واضح اور مختصر تھا یاایھا النبی انت مثل موسیٰ معلوم ہوا
یہاں کفارِ مکہ کو فرعون سے مشابہ بتانا ہی مقصود ہے اور کچھ نہیں۔ دوم۔ یہاں فرعون
کا تو اہتمام سے نام لیا گیا مگر اُس کی طرف کونسا رسول بھیجا گیا اُس کا نام ہی نہیں لیا گیا
(یعنی موسیٰ علیہ السلام) ثابت ہوا اس آیت کا یہ مطلب ہی نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ
وسلم حضرت موسیٰ کی طرح کے رسول ہیں، ورنہ کم از کم اُن کا نام تو لیا جاتا۔ چنانچہ امام کبیر علامہ

آلوسی بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔ ھو موسیٰ علیہ السلام و
عدم تعیینہ لعدم دخلہ فی التشبیہ۔

ترجمہ: جیسا کہ ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا، اس سے موسیٰ علیہ السلام
مراد ہیں مگر ان کا نام نہ لیا جانا اس لیے ہے کہ تشبیہ میں اُن کا کوئی
دخل نہیں۔ (اُن کا تشبیہ سے کوئی تعلق نہیں)
(روح المعانی جلد ۲۹ صفحہ ۱۰۸)

علامہ اسماعیل حقی رحمہ اللہ نے بھی یہی الفاظ لکھنے کے بعد فرمایا کہ کفار
مکہ کو فرعون سے خصوصاً اس لیے تشبیہ دی گئی کہ وہ بھی ان کی طرح بڑی نعمتوں
کا مالک اور متکبر تھا، آگے فرمایا:

فبینہ و بین قریش جھۃ جامعۃ ومشابھۃ حال۔

ترجمہ: تو فرعون اور قریش کے درمیان ایک بڑی قدرِ مشترک اور
حال کی مشابہت ہے۔ (روح البیان جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۵)

بلکہ اسی آیت میں آگے اللہ رب العزت نے خود وضاحت فرما دی کہ
کس کو کس سے تشبیہ دی گئی ہے اور تشبیہ دینے کا مقصد کیا ہے تو فرمایا:

فعصی فرعون الرسول فاخذناہ اخذا وبیلا۔ فکیف
تتقون ان کفرتم یوما یجعل الولدان شیبا۔

ترجمہ: فرعون نے اس رسول کی بات نہ مانی تو ہم نے اسے بہت
سخت طریقے سے پکڑ لیا۔ تو اگر تم نے بھی کفر کیا تو اس دن کے
عذاب سے کیسے بچ سکو گے جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔
(مزمل آیت ۱۶)

جواب دوم: اگر یہ سارے حقائق نظر انداز کر کے ایک منٹ کے لیے
یہی مان لیا جائے کہ یہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے
تشبیہ دی گئی ہے تو کیا ہر تشبیہ من کل الوجوہ ہوتی ہے۔ کوئی کہتا ہے میرا
محبوب پھول جیسا ہے۔ تو کیا یہ مطلب ہے کہ اس کا محبوب زمین سے اُگا ہے؟ اور
حدیث یہ ہے أَنْتَ مِنّی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی
بعدی۔

ترجمہ: اے علی تم مجھ سے تعلق رکھتے ہو جیسا ہارون علیہ السلام، حضرت
موسیٰ علیہ السلام سے رکھتے تھے، تاہم میرے بعد کوئی کسی طرح
کا نبی نہیں ہے۔ (بخاری، مسلم، احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

اس حدیث کو درجن سے زائد صحابہ کرام نے روایت کیا ہے۔ اور مفہوم
یہ ہے کہ اے علی میری تمہاری مثال حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام والی ہے
وہ بھی دونوں باہم بھائی تھے ہم بھی بھائی ہیں۔ حضرت ہارون اپنے بھائی کے
مددگار ان کی کتاب کے مبلغ اور ان کی شریعت کے پیروکار تھے اور تم میرے
مددگار اور میری کتاب و شریعت کے مبلغ و داعی ہو۔ انہیں موسیٰ علیہ السلام
طُور پر جاتے وقت اپنی قوم میں خلیفہ و نائب بنا کر گئے تھے، میں تمہیں تبوک
پر جاتے ہوئے مدینہ طیبہ میں نائب بنا کر جا رہا ہوں۔ مگر اس مشابہت کے
سبب کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ جیسے ہارون علیہ السلام اُمتی اور غیر تشریعی نبی تھے
ایسے ہی اے علی تم بھی اُمتی اور غیر تشریعی نبی ہو کیونکہ میرے بعد کوئی امتی نبی،
یا غیر تشریعی نبی نہیں ہو سکتا۔ اور مسلم شریف میں حضرت سعد بن ابی وقاص سے
مروی اسی حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ اِلّا انہٗ لا نبوّة بعدی۔ یعنی مگر یاد رکھو کہ
میرے بعد کسی طرح کی کوئی نبوت ہی نہیں ہے۔"

خلاصہ یہ ہے کہ اگر مرزائیوں کو کما ارسلنا الی فرعون رسولاً۔
میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مشابہت نظر آتی ہے تو کیا انہیں
یہ احادیث صحیحہ قطعیہ مرفوعہ نظر نہیں آتیں؟ مگر ہدایت اسے ملتی ہے جسے
اللہ چاہے۔

(۱۱) وآخرین منهم لما یلحقوا بهم سے غلط استدلال

سورہ جمعہ کی آیت نمبر ۳ کے مذکورہ کلمات کو مرزائی جماعت نے اور خود
مرزا غلام احمد قادیانی نے مرزائی نبوت ثابت کرنے کے لیے اس قدر
استعمال کیا ہے کہ الامان، مرزا صاحب نے یہ آیت اپنی صداقت کے لیے
اپنی ہر کتاب میں قریباً سینکڑوں بار لکھی ہے۔ آیئے دیکھیں اس سے وہ اپنی
نبوت کیسے ثابت کرتے ہیں۔ اور طرز استدلال کیا ہے، چنانچہ ارشاد
باری تعالیٰ ہے۔

هو الذی بعث فی الامیین رسولاً منهم یتلوا علیهم
آیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة وان کانوا
من قبل لفی ضلل مبین ۰ وآخرین منهم لما یلحقوا بهم
وهو العزیز الحکیم۔

ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے بے پڑھے لوگوں میں انہیں میں سے
ایک رسول بھیجا، جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور
انہیں (کفر و معصیت سے) پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت
(قرآن و سنت) سکھاتا ہے۔ اور بے شک وہ لوگ اس سے
قبل کھلی گمراہی میں تھے، اور دوسروں میں بھی (اس رسول کو بھیجا) جو

اُن (پہلے پڑھوں) کے ساتھ کبھی نہیں ہے ۔ اور وہ غالب حکمت
والا ہے ۔ (سورہ جمعہ آیت ۲/۳)

اُمیّین سے صحابہ کرام کی جماعت مراد ہے ۔ اور آخرین سے بعد میں آنے
والی اُمت ، اب قرآن نے واضح فرما دیا کہ اُمّت کے پچھلے لوگوں میں بھی اللہ
نے اُسی رسول کو بھیجا جسے اُمّیین میں بھیجا گیا تھا حالانکہ پچھلے لوگوں میں تو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو نہیں بھیجا گیا وہ تو صحابہ کرام کے درمیان بھیجے گئے ۔ تو پھر آیت کا مطلب
کیا ہے ؟ مرزائی جماعت کے نزدیک مطلب یہ ہے کہ پچھلے لوگوں میں اللہ نے
ایک ایسا شخص بھیجا (یعنی مرزا صاحب) جس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام
کمالات و محامد اپنے اندر جمع کر لیے اور وہ بروزی رنگ میں ہو بہو آپ جیسا ہو
گیا (معاذ اللہ) اس کا وجود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود بن گیا (معاذ اللہ) اسی لیے
اس کو رسول اور نبی کا لقب دیا گیا تو اس کے آنے سے گویا نبی صلی اللہ علیہ
وسلم ہی دوبارہ آخرین میں آ گئے ۔ (معاذ اللہ)

قارئین ! جس طرح مرزائیوں نے اور مرزا صاحب نے اس آیت سے اپنی نبوت
و رسالت ثابت کی ہے یہ استدلال نہیں کھلا ہوا استحصال ہے ۔ رسول کریم
رؤف و رحیم محبوبِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت بڑی گستاخی ہے ۔ شائد
آپ سوچیں کہ ایسا نہیں ہو سکتا کوئی ہوش مند آدمی ایسے نہیں کہہ سکتا ۔ تو آیئے
ہم آپ کو مرزا صاحب کی اپنی تحریروں سے سب کچھ بتائے دیتے ہیں جسے
پڑھ کر آپ کا دل کانپ اُٹھے گا ۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں :

"میں بروزی رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں" (مرزا صاحب)

جب کہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور اس بروزی
رنگ میں تمام کمالاتِ محمدی مع نبوتِ محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس

ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا ۔"
(ایک غلطی کا ازالہ ، مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۱۲)

اس عبارت سے چند سطور قبل اسی جگہ مرزا صاحب مزید وضاحت کے
ساتھ لکھتے ہیں :

**"میرا وجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے ، میں وہی خاتم الانبیاء ہوں"
(مرزا صاحب)**

میں بارہا بتا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت واخرین منهم لما یلحقوا
بهم ۔ بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے
بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے ۔ اور مجھے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود قرار دیا ہے ، پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا ۔ کیوں کہ
ظل (سایہ) اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا ۔ اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں صلی اللہ
علیہ وسلم پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی ۔ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی ۔ یعنی بہرحال محمد ہی نبی رہے نہ اور کوئی ۔
(ایک غلطی کا ازالہ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۱۲)

قارئین ! ہم نے مذکورہ عبارت کے ایک ایک لفظ کو مرزا صاحب کی اپنے
ہاتھ سے لکھی ہوئی کتاب سے بار بار پڑھ کر درج کیا ہے ۔ اندازہ کریں مرزا صاحب
کی جرأت کا ، کتنی بے باکی سے کہہ رہے ہیں کہ میں وہی خاتم الانبیاء ہوں ، میں
ظلی طور پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں ، اللہ نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود
قرار دیا ہے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) گویا کسی نئے شخص نے دعویٰ نبوت نہیں کیا
کہ ختم نبوت کی مہر ٹوٹے ۔ بلکہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی دوبارہ آکر مرزا صاحب

کی صورت میں نبوت کا اعلان کیا ہے ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

مرزا صاحب مزید لکھتے اور خرمنِ ایمان کو نذرِ آتش کرتے ہیں :

میں محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ہوں، اور محمدی وجود میں داخل ہوں۔
(مرزا صاحب)

اور میں رسول اور نبی ہوں، یعنی باعتبار ظلیّتِ کاملہ کے، میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔ اگر میں کوئی علیحدہ شخص نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہوتا تو خدا تعالیٰ میرا نام محمد اور احمد اور مصطفیٰ و مجتبیٰ نہ رکھتا . . . . لیکن خدا تعالیٰ نے ہر ایک بات میں مجھے وجودِ محمدی میں داخل کر دیا۔ (نزول المسیح مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۳۸۱)

اسی پر اکتفا نہیں مزید پڑھئے مرزا صاحب سب حدیں توڑ کر یہاں تک پہنچتے ہیں :

میرا وجود آپؐ کا وجود ہے، جو میری جماعت میں آیا وہ صحابہ کرام میں داخل ہو گیا۔ (مرزا صاحب)

حتی صار وجودی وجوده، فمن دخل فی جماعتی دخل فی صحابة سیدی خیر المرسلین وهذا هو معنی واٰخرین منهم کما لا یخفی علی المتدبرین، ومن فرّق بینی وبین المصطفیٰ فما عرفنی وما رأی ۔

مرزا صاحب خود ترجمہ کرتے ہیں۔

یہاں تک کہ میرا وجود اس کا وجود ہو گیا، پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا وہ درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا، اور یہی معنیٰ واٰخرین منهم کے لفظ کے بھی ہیں۔ جیسا کہ سوچنے والوں پر پوشیدہ نہیں۔ اور جو شخص

مجھ میں اور مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں فرق کرتا ہے۔ اس نے مجھے نہیں دیکھا اور نہیں پہچانا ہے۔ (خطبہ الہامیہ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۲۵۸)

تو اب کوئی شک نہ رہا کہ مرزا صاحب مذکورہ آیت واٰخرین منهم لما یلحقوا بهم۔ سے استدلال کرتے ہوئے اپنے وجود کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود قرار دیتے ہیں۔ اور اسی لیے اپنے ساتھیوں کو صحابہ کرام میں شمار کرتے ہیں۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

جواب : اس آیت کا یہ مفہوم ہرگز نہیں جو مرزا صاحب نے لیا اور اس کے ذریعے کفر و ضلالت کے دروازے کھولے کہ خدا کی پناہ، اس آیت کا سادہ سا مفہوم جو ہر سمجھ دار آدمی بخوبی سمجھ سکتا ہے یہ ہے کہ اللہ رب نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف اہلِ مکہ (جو اس وقت اکثر اُمّی تھے) میں رسول بنا کر نہیں بھیجا بلکہ وہ اپنی کتاب و شریعت اور ہدایت و حکمت کے اعتبار سے پچھلے لوگوں میں بھی مبعوث کیے گئے ہیں جو پہلوں سے نہیں ملے، بعد میں آنے ہیں جیسے دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔

لقد من الله علی المؤمنین اذ بعث فیهم رسولا من انفسهم یتلوا علیهم اٰیاته و یزکیهم

ترجمہ: اللہ نے مومنوں پر احسان فرمایا کہ ان میں رسول بھیج دیا جو انہی میں سے ہے۔ ان پر اللہ کی آیات پڑھتا اور انہیں پاک کرتا ہے الخ

(سورہ آلِ عمران آیت ۱۶۴)

یہاں المؤمنین میں صرف اہلِ مکہ نہیں ساری اُمّتِ مسلمہ مراد ہے۔ کہ ساری اُمّت پر خدائی احسان ہوا کہ ان میں رسول محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا اسی طرح سورہ بقرہ آیت ۱۵۱ میں بھی فرمایا گیا۔ کما ارسلنا فیکم رسولا

منکم یتلوا علیکم آیاتنا و یزکیکم ۔ ترجمہ۔ جیسے
کہ ہم نے تمہارے درمیان تمہی میں سے رسول بھیجا جو تم پر ہماری آیات پڑھتا اور
تمہیں پاک کرتا ہے۔ یہاں بھی ساری اُمت مراد ہے جیسا کہ اس سے قبل و
لاتم نعمتی علیکم اور بعد میں یاایھا الذین آمنوا ہے۔ تو
القرآنُ یفسّرُ بعض القرآن کے تحت معلوم ہوگیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی
تعلیمات کے اعتبار سے (جیسا کہ ویعلمھم الکتاب سے اس طرف اشارہ
موجود ہے) اولین میں بھی مبعوث ہیں اور آخرین میں بھی۔

یہ معنیٰ اس صورت پر ہے جب لفظ وآخرین کو الامیین پر عطف
کیا جائے۔ اور اگر یُعَلِّمُھُم کی ضمیر مفعول "ھُم" پر عطف کیا جائے تو معنیٰ یہ
ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے اس اُمی جماعت کو پڑھانے والے ہیں
اسی طرح پچھلے لوگوں کو بھی پڑھانے والے ہیں لفظ آخرین کے یہی دو احتمال تمام
مفسرین نے بیان کیے ہیں اور یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ تفسیر بغوی میں ہے۔

و فی آخرین وجھان، احدھما الخفض علی الرد الی
الامیین معناہ و فی آخرین والثانی النصب علی الرد
الی الھاء والمیم۔ ای ویعلم آخرین منھم ای
المؤمنین الذین یدینون بدینھم لانھم اذا اسلموا
صاروا منھم فان المسلمین کلھم امۃ واحدۃ۔

ترجمہ: لفظ آخرین میں دو وجہ ہیں۔ ایک الامیین پر عطف کرتے ہوئے
مجرور ہونا یعنی و فی آخرین۔ اور دوسری وجہ ھاء میم (ھُم) پر عطف
کرتے ہوئے منصوب ہونا۔ یعنی آپ دوسرے سب مومنوں کو
بھی سکھاتے ہیں جو اُمیین والے دین پر ایمان رکھتے ہیں کیونکہ

جب پچھلے لوگ ایمان لے آئے تو پہلوں میں سے ہی ہوگئے۔ کیونکہ
سب مسلمان اُمتِ واحدہ ہیں۔ (تفسیر بغوی جلد ۴ صفحہ ۸۶) یہی مفہوم
تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ ۸۶، تفسیر جمل جلد ۴ صفحہ ۳۴۱، تفسیر صاوی
جلد ۴ صفحہ ۲۰۴، روح المعانی جلد ۲۸ صفحہ ۹۴ میں بیان کیا گیا ہے۔

گویا اس آیت میں وآخرین منھم فرما کر اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی رسالت کو ساری انسانیت کے لیے پھیلا دیا۔ اور ایمان کے رشتے کی
وجہ سے مِنْھُم کہہ کر پچھلوں کو پہلوں کا حصہ بنا دیا۔ اور سب کو ایک اُمت
قرار دیا۔ جیسے کہ اوپر امام بغوی کی عبارت آپ پڑھ چکے۔ یونہی امام صاوی علیہ
الرحمہ فرماتے ہیں:

والمعنی بعث الی المؤمنین الموجودین والی الاتین
منھم بعدھم فلیست رسالتہ خاصۃ لمن کان موجودا
فی زمنہ بل ھی عامۃ لھم ولغیرھم الی یوم القیامۃ۔

ترجمہ: معنیٰ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان مومنین کی طرف بھی مبعوث
ہیں جو (بعثت کے وقت) موجود تھے اور ان کی طرف بھی جو مومنین
میں سے ان کے بعد آنے والے ہیں لہٰذا آپ کی رسالت آپ کے
دور کے اہل ایمان کے ساتھ خاص نہ رہی بلکہ ان کے لیے اور قیامت
تک آنے والے سب اہل ایمان کے لیے عام ہوگئی۔

(تفسیر صاوی جلد ۴ صفحہ ۲۰۴)

بلکہ تابعین میں سے امام مجاہد رحمہ اللہ سے مروی ہے:

عن مجاھد فی قول اللہ وآخرین منھم لما یلحقوا بھم
قال من ردف الاسلام من الناس کلھم۔

ترجمہ : امام مجاہد نے یہ بتایا کہ تمام نسلِ انسانیت میں سے جو اسلام قبول کرے وہ وآخرین منہم لما یلحقوا بہم میں شامل ہے۔ (تفسیر ابن جریر جلد ۲۸ صفحہ ۹۶)

اسی طرح ابن منذر نے حضرت ضحاک سے یوں روایت کیا۔

عن الضحاك في قوله وآخرين منهم لما يلحقوا بهم، يعني من اسلم من الناس وعمل صالحًا من عربي وعجمي الى يوم القيامة۔

ترجمہ: وآخرین منہم سے ہر وہ عربی یا عجمی شخص مراد ہے جو قیامت تک اسلام لائے اور نیک عمل کرے۔ (درمنثور جلد ۸ صفحہ ۱۵۳)

بلکہ یہاں ایک حدیث مبارک ہے جو اس آیت کا معنیٰ بہت واضح کرتی ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے، جب یہ سورہٴ جمعہ نازل ہوئی، آپ نے اسے تلاوت فرمایا، جب ان کلمات واخرين منهم لما يلحقوا بهم۔ پر پہنچے تو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں جو ہم سے نہیں لاحق ہوئے؟ تو آپ نے حضرت سلمان فارسی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

والذی نفسی بیدہ لو کان الایمان بالثریا لناله رجال من هؤلاء۔

ترجمہ۔ اس رب کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر ایمان ثریا ستارے پر ہو تو اسے اِن لوگوں میں سے کچھ مرد ضرور حاصل کر لیں گے۔ (بخاری شریف جلد دوم کتاب التفسیر، باب تفسیر سورۂ جمعہ صفحہ ۷۲۷، مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۳۱۲، مسند احمد جلد دوم صفحہ ۴۱۷)

اس حدیث پاک سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ارشادِ ربانی وآخرین منہم کو اللہ کے دین کے عرب و عجم میں پھیل جانے کی خوشخبری قرار دے رہے ہیں۔ حضرت سلمان فارسی چونکہ عجم سے تعلّق رکھتے تھے۔ اس لیے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر یہ فرمانا کہ ان لوگوں میں سے کچھ رجال ایمان کو ثریا کی بلندی سے بھی حاصل کر لیں گے یہ معنیٰ رکھتا ہے کہ دین اسلام عرب سے نکل کر عجم میں بھی داخل ہو جائے گا۔ اور عجمی لوگ دین کے ایسے متوالے ہوں گے کہ علم دین حاصل کرنے کے لیے دُور و دراز کا سفر کرنے میں کوئی خوف نہ رکھیں گے چنانچہ اس پیش گوئی کے مطابق اللہ نے عجم سے وہ محدثین، مفسرین اور فقہاء پیدا کیے جن کی کاوشوں سے دین کو چار چاند لگ گئے امام بخاری بخارا سے اُٹھے اور لو کان الایمان بالثریا الخ کے مطابق احادیث نبویہ جمع کرنے کے لیے ممالک اسلامیہ کا ہر شہر اور قریہ چھان مارا۔ اور قرآن کے بعد سب سے صحیح کتاب صحیح البخاری لکھ کر اُمّتِ مسلمہ پر وہ احسان فرمایا اور شجرِ اسلام کی وہ آبیاری فرمادی جسے کوئی قلم لکھ سکتی نہ کوئی زبان بیان کر سکتی ہے۔ اسی طرح امام ترمذی بلخ سے، امام ابوداؤد سجستان سے، امام مسلم نیشاپور سے، امام ابن ماجہ قزوین سے اور امام نسائی خراسان سے اُٹھے اور ایک ایک حدیث کے لیے سیکڑوں میل کا سفر کر کے حدیثِ نبوی کے ذخائر جمع کیے، گویا صحاح ستہ کے مصنفین سب عجمی ہیں۔ اسی طرح مفسرین قرآن میں سے امام ابن جریر طبری طبرستان سے، امام محمد بن احمد قرطبی سپین سے امام بیضاوی آذربیجان سے، امام ابوحیان غرناطہ اندلس سے اور امام طحاوی قسطنطنیہ سے اُٹھے اور قرآن کریم کی تفسیر میں علم وحکمت کے دریا بہا دیے۔ ان کی کاوشوں سے قرآن کے علوم ومعارف آج بھی اہل ایمان کی کشتِ ایمان کو تازگی دے رہے ہیں۔ تو الحمد للہ حدیث

نبوی کی روشنی میں ارشادِ ربانی وآخرین منھم کا معنیٰ خوب واضح ہوگیا۔

ایک مرزائی شبہ کا ازالہ :

حیرت ہے کہ مرزائیوں نے مذکورہ حدیث نبوی لو کان الایمانُ بالثّریّا کا مصداق مرزا غلام احمد قادیانی کو بنایا ہے بلکہ اس سے مرزا صاحب کی نبوت و مہدویت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ ع

ببیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بکجا

اگر حدیث مذکور میں رِجَالٌ مِّنْ ھٰؤلاء سے تمام اہل عجم مراد ہیں جیسا کہ ظاہر ہے تو اس میں مرزا صاحب کی کیا تخصیص ہے۔ اگر مرزا صاحب اسلامی عقائد پر قائم رہتے تو انہیں بھی ھٰؤلاء میں شامل کیا جا سکتا تھا مگر وہ دعویٰ نبوت کر کے اسلام سے خارج ہو گئے، بہرکیف اس میں مرزا صاحب کے لیے کوئی تخصیص نہیں۔ اور اگر اس سے صرف اہل فارس مراد ہیں تو بات اور واضح ہو گئی، پھر مرزا صاحب اس میں شامل ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ وہ تو اہل فارس میں سے نہیں وہ اہل ہند سے ہیں۔ وہ کس منہ سے اس حدیث کا مصداق بن سکتے یا بنائے جا سکتے ہیں؟ وہ خود کہتے ہیں۔ "یاد رہے کہ اس خاکسار کا خاندان بظاہر مغلیہ خاندان ہے، کوئی تذکرہ ہمارے خاندان کی تاریخ میں یہ نہیں دیکھا گیا کہ وہ بنی فارس کا خاندان تھا۔" (حاشیہ اربعین ۲ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۷، صفحہ ۳۶۵) البتہ مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں جا بجا کہا ہے کہ میرا اہل فارس سے ہونا مجھے اللہ نے بذریعہ وحی بتلایا ہے، مگر افسوس کہ مرزا صاحب کی اس وحی پر ہم ایمان نہیں لا سکتے ایک تو وحی کا دروازہ ہی بند ہو گیا ہے۔ دوسرا ان کی وحی بارہا غلط نکلی، محمدی بیگم کے نکاح کی پیش گوئی میں مرزا صاحب نے بارہا خدائی کلام کا حوالہ دیا مگر وہ غلط نکلا۔ اگر وہ خدا کا کلام ہوتا تو ضرور پورا ہوتا۔

اور اگر خدا کا نہیں تھا تو پھر مرزائی جماعت خود سوچ لے کہ وہ کس کا تھا؟ بہرحال لو کان الایمان بالثریا والی حدیث کا مرزا صاحب سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

دوسری بحث

احادیث سے بقاءِ نبوت پر قادیانی استدلال کا رد

احادیث کے ذریعے بھی قادیانی جماعت ویسا ہی استدلال لانے کی کوشش کرتی ہے جیسا انہوں نے آیات سے استدلال کا غلط طریقہ اختیار کیا۔ یہ کتنی افسوسناک حقیقت ہے کہ ہر شخص خواہ وہ کتنا ہی غلط نظریہ رکھتا ہو اپنی سچائی کے لیے کوئی نہ کوئی الٹی سیدھی دلیل ضرور پیش کرتا ہے۔ تو چند احادیث جن سے مرزائی جماعت استدلال کرتی ہے یہ ہیں :

۱۔ حضرت عیسیٰ کی وحی سے غلط استدلال :

مسلم شریف میں طویل حدیث ہے جس میں دجال کے ظہور اور عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی تفصیلات بتلائی گئی ہیں۔ اس کے ایک مخصوص حصے سے مرزائیوں نے استدلال کیا ہے اس کا مختصر ترجمہ پیشِ خدمت ہے۔ اس مخصوص حصے پر خط کھینچا گیا ہے۔

حضرت نواس بن سمعان رض فرماتے ہیں : نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجّال کا ذکر فرمایا کہ وہ ایک نوجوان ہے گھنگھریالے بالوں اور اُٹھی ہوئی آنکھوں والا۔ میں اُسے عبدالعزیٰ بن قطن سے تشبیہ دیتا ہوں، جو شخص تم سے اسے پائے اس پر سورہ کہف کی ابتدائی آیات پڑھ کر پھونک دے یہ تمہیں اس کی شر سے بچائیں گی۔ وہ شام و عراق کے درمیان ایک جگہ سے نکلے گا۔ دائیں بائیں فساد

پھیلاتا پھرے گا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ زمین میں کتنی دیر ٹھہرے گا، فرمایا چالیس برس، جن میں سے پہلا دن سال برابر ہوگا دوسرا مہینہ برابر، تیسرا ایک جمعہ کے برابر۔ اور باقی دن عام دنوں جیسے ہوں گے۔ لوگوں نے کہا وہ زمین میں کتنی تیزی سے گھومے گا؟ فرمایا بادل کی طرح وہ ایک قوم پر پہنچے گا۔ انہیں (اپنی خدائی کے قبول کرنے کی) دعوت دے گا وہ ایمان لے آئیں گے۔ تو اس کے حکم سے ان کی زمین پر بارش برسنے لگی اور ان کے جانور (زمین کی ہریالی کی وجہ سے) موٹے تازے ہو جائیں گے ان کے تھن دودھ سے بھر جائیں گے، پھر دجّال ایک اور قوم پر پہنچے گا مگر وہ اس کی دعوتِ الوہیت کا انکار کر دیں گے۔ تو ان کی زمین خشک سالی کا شکار ہو جائے گی۔ ان کے اموال ختم ہو جائیں گے۔ دجّال اگر کسی بنجر زمین سے گزرتا ہوا کہہ دے گا کہ اے زمین اپنے خزانے اُگل دے تو اس کے خزانے باہر نکل آئیں گے اور اس کے ساتھ یوں چل پڑیں گے جیسے شہد کی مکھیاں ہوں۔ دجّال ایک خوبصورت نوجوان کو بلا کر تلوار سے اس کے دو ٹکڑے کر دے گا جو کٹ کر دور دور جا گریں گے۔ پھر وہ اسی شخص کو پکارے گا تو وہ زندہ ہو کر مسکراتے چہرے کے ساتھ سامنے آجائے گا۔ دجال ایسی ہی کاروائیوں میں لگا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو بھیجے گا، وہ دمشق کے مشرقی سفید منارے پر اُتریں گے انہوں نے دو زعفرانی چادریں پہنی ہوں گی، دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوں گے، جب وہ سر کو جھکائیں گے تو اس سے قطرے گریں گے اور جب اُٹھائیں گے تو بھی موتیوں جیسے قطرے برسیں گے (آپ کا پسینہ آپ کی طرح بے حد خوبصورت ہوگا) جو کافر آپ کی سانس پائے گا مرجائے گا اور آپ کی سانس وہاں تک پہنچے گی جہاں تک آپ کی نگاہ جائے گی تو آپ دجّال کا تعاقب کریں گے اور اسے (بیت المقدس کے قریب) بابِ لُد

کے مقام پر قتل کریں گے، پھر حضرت عیسیٰ کے پاس کچھ لوگ آئیں گے جنہیں اللہ نے دجال سے محفوظ رکھا تھا آپ ان کے چہروں سے غبار صاف کریں گے اور جنّت میں ان کے درجات سے انہیں باخبر کریں گے۔ یہی کیفیت ہوگی کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ کی طرف وحی فرمائے گا۔ کہ میں نے کچھ اپنے بندے پیدا کیے ہیں جن کا مقابلہ کرنے کی طاقت کسی میں نہیں۔ تو آپ میرے بندوں کو لے کر طور پر چلے جائیں چنانچہ اللہ تعالیٰ قوم یاجوج وماجوج کو بھیجے گا اور وہ ہر طرف سے نکلتے آئیں گے۔ ان کا پہلا گروہ بحیرۂ طبریہ (شام میں ایک آبی ذخیرہ ہے جو دس میلوں میں پھیلا ہوا ہے) پر گزرے گا اور سارا پانی پی جائے گا۔ دوسرا گروہ گزرے گا تو کہے گا اس جگہ پانی ہوتا تھا۔ یہ قوم چلتی ہوئی بیت المقدس کے جبلِ خمر پر پہنچے گی تو کہیں گے ہم نے سب اہل زمین کو تو مار ڈالا ہے اب آسمان والوں کو بھی مار ڈالنا چاہیئے۔ تو وہ آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے، خدا ان کے تیر خون آلود کر کے لوٹائے گا اللہ کے نبی (حضرت عیسیٰ ع) اور ان کے ساتھی طور پر محصور ہوں گے، (اور حصر کی وجہ سے گرانی کا یہ عالم ہو گا کہ) گائے کا سر ان کے لیے سو دینار سے بھی قیمتی ہوگا اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ اور ان کے ساتھی دعا کریں گے تو اللہ قوم یاجوج ماجوج کی گردنوں میں کیڑے پیدا کر دے گا اور وہ ایک آدمی کی موت کی طرح یکدم سب مر جائیں گے، تب اللہ کے پیغمبر حضرت عیسیٰ اور ان کے ساتھی زمین پر اتریں گے۔ پھر اللہ ایسے پرندے بھیجے گا جن کی گردنیں اونٹوں جیسی طویل ہوں گی وہ انہیں اُٹھا کر جہاں اللہ چاہے گا پھینک آئیں گے اور مسلمان ان کی کمانوں تیروں اور ترکش سے سات برس تک آگ جلاتے رہیں گے' الخ۔ (مسلم شریف کتاب الفتن جلد دوم صفحہ ۴۰۱، مشکوٰۃ شریف باب العلامات بین یدی الساعۃ صفحہ ۴۷۴)

ہم نے یہ طویل حدیث ایک عظیم فائدہ کے لیے ذکر کرنا ضروری تصور کی۔ اس
حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر زمانہ ظاہر ہونے والے عظیم فتنے یعنی
دجّال کی خبر دی ہے اور بتایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر اسے
قتل کریں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دجّال کی نشانیاں کچھ اس طرح بتائی
ہیں۔ (۱) اس کے بال گھونگھریالے ہوں گے (۲) نوجوان ہوگا (۳) شام اور عراق کے
درمیان ایک جگہ سے ظاہر ہوگا، چالیس برس دُنیا میں رہے گا۔ (۴) اس عرصے
کا پہلا دن ایک سال برابر ہوگا دوسرا ایک مہینہ برابر اور تیسرا ایک جمعہ برابر اور
باقی دن عام دنوں جیسے ہوں گے اسی حدیث میں ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ
جب سال کے برابر ایک دن ہوگا تو ہم نمازیں کیسے پڑھیں گے؟ فرمایا تم اندازہ کر
کے پڑھ لینا۔ یعنی ہر چوبیس گھنٹوں میں پانچ نمازیں اندازے سے پڑھ لینا۔
(۵) جب وہ دیکھے گا کہ کسی قوم نے اسے خدا مان لیا ہے تو اس کے حکم سے بارش
برسنے لگے گی اور وہاں کی زمین ایسی تروتازہ ہوجائے گی کہ وہاں کے رہنے والے
جانور موٹے تازے ہوجائیں گے (۶) اگر کسی قوم نے اس کی دعوتِ الوہیت
نہ مانی تو ان کی زمین بنجر اور خشک ہوجائے گی (۷) وہ تلوار سے ایک شخص کے
ٹکڑے کرکے پھینک دے گا پھر اسے زندہ ہوجانے کا حکم دے گا تو وُہ
مسکراتا ہوا سامنے آجائے گا۔

مگر مرزا صاحب نے زبان رسول سے نکلے ہوئے ان ارشادات کا صاف
انکار کرتے ہوئے اپنے دور کے پادریوں کو دجال قرار دیا دیکھیے شہادۃ القرآن
وغیرہ اور ذرہ برابر بھی انہیں خوفِ خدا لاحق نہ ہوا کہ وہ حدیثِ رسول کا یوں حلیہ
کیوں بگاڑ رہے ہیں بلکہ صاف انکار کر رہے ہیں۔

پھر اس دجّال کا خاتمہ کرنے کے لیے حدیثِ مذکور کے مطابق اللہ تعالیٰ

حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو نازل فرمائے گا۔ ان کی نشانیاں حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے یہ بتائی ہیں (۱) وہ شہر دمشق کے مشرقی سفید منارے پر اتریں گے
(۲) دو زعفرانی رنگ کی چادریں ان کے زیب جسم ہوں گی (۳) دو فرشتوں کے
پروں پر انہوں نے ہاتھ رکھے ہوں گے (۴) آپ کی سانس سے ہر کافر ہلاک
ہو جائے گا۔ (۵) آپ دجّال کو مقام لُد پر قتل کریں گے (۶) جب قوم یاجوج
و ماجوج نکل کر زمین میں پھیلے گی تو حضرت عیسیٰ اپنے چند اہل ایمان ساتھیوں
کو لے کر کوہ طور پر تشریف لے جائیں گے (۷) اس قوم کا پہلا گروہ بحیرہ طبریّہ کا
سارا پانی پی جائے گا دوسرا گروہ وہاں پہنچ کر کہے گا اس جگہ پانی ہوتا ہوگا (۸) یہ
قوم آسمان کی طرف تیر پھینکے گی تو اللہ انہیں خون آلود کرکے واپس لوٹائے گا
اور وہ کہیں گے کہ اب ہم نے آسمان والوں کو بھی مار ڈالا (۹) حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کی بد دُعا سے ان کی گردنوں میں کیڑے پڑیں گے اور وہ دفعتاً مر جائیں گے (۱۰)
دوسری احادیث میں ہے کہ اس کے بعد حضرت عیسیٰ دنیا میں چالیس برس رہیں گے
وہ حاکم عادل ہوں گے ان کے زمانہ میں اللہ اسلام کے سوا سب ادیان مٹا دے گا۔
پھر آپ فوت ہوں گے اور آپ کو روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں دفن کیا
جائے گا۔ (ابوداؤد، مسند احمد، کتاب الوفا وغیرہا)

مگر مرزا صاحب نے ان تمام نشانیوں کا انکار کرتے ہوئے کہا کہ وہ آنے
والا عیسیٰ بن مریم میں خود ہوں۔ میں نے عیسائی پادریوں کی شکل میں دجال کو اپنے
دلائل کی تلوار سے قتل کر دیا ہے۔ مگر ان کو خدا کا ذرہ خوف نہ آیا کہ نہ عیسائی
پادریوں میں دجّال والی کوئی نشانی ہے نہ خود مرزا صاحب میں عیسیٰ بن مریم
والی کوئی بات۔ کیا مرزا صاحب آسمان سے اُترے تھے؟ کیا وہ دمشق کے
مشرقی کنارے پر نازل ہوئے تھے۔ کیا ان کا نام عیسیٰ اور ان کی والدہ کا نام

مریم تھا؟ کیا ان کے زمانہ میں اسلام کے سوا سب ادیان ختم ہو گئے تھے۔ کیا ان کے زمانہ میں کوئی ایسی قوم ظاہر ہوئی تھی جو پورا دریا پی گئی ہو۔ کیا ان کے تیر خون آلود ہو کر آسمان کی طرف سے واپس گرتے تھے؟ کچھ بھی نہیں ہے۔

مرزا صاحب اور ان کی جماعت کو اس ساری حدیث میں سے اگر کوئی لفظ نظر آیا تو وہ صرف یہ کہ اذا وحی اللہ الی عیسیٰ یعنی اللہ حضرت عیسیٰ پر وحی فرمائے گا (کہ قوم یاجوج ظاہر ہونے والی ہے) اور یہ حجت پکڑی کہ ثابت ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی وحی نازل ہو سکتی ہے۔ جب وحی اتر سکتی ہے تو نبوت بھی باقی ہے تو اس کے چند جوابات ہیں۔

جواب اوّل۔ اگر اس حدیث سے تم دلیل لا رہے ہو تو تمہیں ساری حدیث میں سے صرف یہی ٹکڑا نظر آیا ہے؟ باقی ساری حدیث کدھر گئی۔ اسے تم اس لیے نہیں پڑھ سکتے کہ وہ تمہارے مرزائی مذہب کا مکمل خاتمہ کر رہی ہے۔

جواب دوم: یہاں اوحی اللہ بمعنیٰ الھم اللہ ہے یعنی اللہ حضرت عیسیٰ پر الہام فرمائے گا۔ یہ اس لیے کہ پیچھے دلائل قطعیہ سے ثابت ہو چکا کہ وحی نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ حضرت عیسیٰ جب نازل ہوں گے تو بیشک ان کی نبوت ان کے پاس ہوگی مگر اس وقت وہ بحیثیت نبی مبعوث نہیں ہوں گے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں شامل کر کے اولیاء اُمّتِ محمدیہ میں سے ایک ولی کی حیثیت سے بھیجے جائیں گے۔ جیسے کسی سکول کا مدرسِ اعلیٰ کسی بڑی یونیورسٹی میں جا کر بطور طالب علم داخلہ لے لے تو اس سے وہ اعزاز چھین نہیں جاتا جو اسے اپنے سکول میں مدرسِ اعلیٰ کی حیثیت سے حاصل تھا۔ البتہ یہاں اس سے جو گفتگو کی جائے گی وہ ایک جلیل المرتبت طالب علم کی حیثیت سے ہوگی، یعنی یہاں اس پر طالب علمی کا رنگ غالب ہوگا۔ مدرس ہونے کا رنگ مغلوب ہو جائیگا

جو کسی کو دکھائی نہیں دے گا۔ اس لیے حضرت عیسیٰ سے جو گفتگو اللہ فرمائے گا وہ ایک ولیِ کامل کی حیثیت سے ہوگی جسے ہم الہام کہتے ہیں۔ چنانچہ یہی بات چنانچہ یہی بات شیخ اکبر امام محی الدین ابن عربی نے ارشاد فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

فاما خاتم الولایۃ علی الاطلاق فھو عیسیٰ علیہ السلام فھو الولی .... ویلھم بشرع محمد صلی اللہ علیہ وسلم ویفھمہ علی وجھہ کالاولیاء المحدثین فختمت النبوۃ بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم والولایۃ بعیسیٰ علیہ السلام۔

ترجمہ: جبکہ خاتم الولایت حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں۔ تو وہ (اس وقت) ایک ولی ہوں گے ...... ان پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت الہام کی جائے گی۔ اور وہ اسے کماحقہ سمجھ لیں گے۔ جیسے اولیاء محدثین سمجھتے ہیں۔ تو نبوت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی اور ولایت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر (فتوحاتِ مکیہ ج ۲ صفحہ ۲۳۸) الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۹، مبحث ۴۷ میں امام شعرانی رحمہ اللہ نے بھی یہی کچھ لکھا ہے۔

ایک اور جگہ شیخ اکبرؒ زیادہ صراحت سے فرماتے ہیں:

فلہ الکشف اذا نزل والالھام کما لھذہ الامۃ۔

ترجمہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے جب وہ نازل ہوں گے صرف کشف ہوگا اور الہام، جیسے اس اُمّت کے لیے ہے۔

(فتوحاتِ مکیہ جلد ۳ صفحہ ۳۵۳)

صاحب نبراس علامہ محمد عبد العزیز فرہاری فرماتے ہیں:

سئل شیخ الاسلام الحافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ
ان عیسیٰ علیہ السلام یجتھد او یتقلد قال یاخذ الاحکام
عن نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بلا واسطۃ۔

ترجمہ: شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام اجتہاد کریں گے یا تقلید؟ فرمایا وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ احکام لیں گے۔ (نبراس صفحہ ۱۸۰)

امام حجر کا یہ قول بھی دلالت کرتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نبوت نہیں ہو گی بلکہ اولیاء کے طریقے پر انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل ہو گا۔

اسی طرح امام عبدالوہاب الشعرانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وھذا باب اغلق بعد موتہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا یفتح لاحد الی یوم القیامۃ ولکن بقی للاولیاء الالہام ......

ولو ان الوحی علی لسان جبریل علیہ السلام کان باقیا بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکان عیسیٰ اذا نزل لا یحکم بشریعۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانما یحکم بشرع الذی یوحی بہ الیہ جبریل۔

ترجمہ: (جبریل کے ذریعے وحی کا اترنا) یہ وہ دروازہ ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد قیامت تک کے لیے بند کر دیا گیا ہے جو کسی کے لیے بھی نہیں کھولا جائے گا...... اور اگر جبریل کی زبان پر وحی کا سلسلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باقی ہوتا تو پھر

عیسیٰ علیہ السلام اپنے نزول کے بعد شریعت محمدیہ کے مطابق حکومت نہ کرتے بلکہ جو شرع ان پر جبریل لے کر اترتے اسے نافذ کرتے
(الیواقیت والجواہر مبحث ۳۵ صفحہ ۱۸۸)

اس عبارت سے بھی خوب خوب واضح ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو ان پر وحی نبوت نہیں ہو گی صرف الہام ہو گا۔

جواب سوم۔ خود مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتب میں دعویٰ نبوت سے قبل اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نبوت نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف ہے۔ وہ لکھتے ہیں: "لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو سال سے مہر لگ گئی ہے کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائے گی! اور اگر کہو کہ مسیح ابن مریم کو نبوت تامہ سے معزول کر کے بھیجا جائے گا تو اس سزا کی کوئی وجہ بھی تو ہونی چاہیئے"۔ (ازالہ اوہام مندرجہ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۸۷)

اب ہر ایک دانشمند اندازہ کر سکتا ہے کہ جس حالت میں تیئیس ۲۳ برس میں تیس جزء قرآن شریف کی نازل ہو گئی تھی تو بہت ضروری ہے کہ اس چالیس میں کم از کم پچاس جزء کی کتاب اللہ حضرت مسیح پر نازل ہو جائے اور ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد جبرئیل علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمدورفت شروع ہو جائے۔"
(ازالہ اوہام بر صفحہ ۴۱۴ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۳)

جب خود مرزا صاحب صاف صاف کہہ رہے ہیں کہ آنے والے مسیح ابن مریم پر وحی نبوت نازل نہیں ہو سکتی تو اب کسی مرزائی کا اٹھ کر حدیث مسلم کے مذکورہ الفاظ سے بقاء وحی اور بقاء نبوت ثابت کرنا کتنی بڑی جہالت ہے۔

نوٹ: مرزائی مبلغین چند اور احادیث سے بھی یہ ثابت کرنے کی کوشش

کرتے ہیں کہ وحی اور نزولِ جبریل کا سلسلہ جاری ہے لہذا نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ جیسے **ابن ابی الدنیا** نے حضرت انس سے روایت کیا انہوں نے نماز پڑھی نماز کے بعد انہوں نے اپنے پیچھے سے ایک بلند آواز سنی جس نے اللہ کی عجب حمد و ثنا کہی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا وہ جبریلؑ کی آواز تھی۔ ثابت ہوا جبریلؑ امین صحابہ کے پاس بھی آتے تھے مگر ایسی احادیث کا بقاء وحی یا بقاء نبوت سے کوئی تعلق نہیں جبریل یا دوسرے فرشتوں کی آواز صحابہ نے بدر میں اور دیگر مقامات پر سنی ہے بلکہ دحیہ کلبی اور اعرابی کی صورت میں جبریل کو بارہا دیکھا بھی ہے مگر اس کا وحی سے کیا تعلق اگر یہ بات ہے تو کیا تمام صحابہ تمہارے نزدیک اصحابِ وحی اور اصحابِ نبوت ہیں!

۲ لو عاش ابراهيم لكان صديقا نبيا سے

غلط استدلال

مرزائی جماعت سلسلہ نبوت کو اب تک جاری ثابت کرنے کے لیے اس حدیث کو بڑی شد و مد کے ساتھ پیش کرتی ہے جو ابن ماجہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہے:

عن ابن عباس قال لما مات ابراهيم بن رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال ان له مرضعا في الجنة، ولو عاش لكان صديقا نبيا ولو عاش لعتقت اخواله القبط وما استرق قبطي۔

ترجمہ: "ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں۔ جب ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو نبی صلی اللہ

علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور ارشاد فرمایا کہ اس بچے کے لیے جنت میں ایک خصوصی دودھ پلانے والی مقرر کی گئی ہے۔ اور اگر ابراہیم زندہ رہتا تو سچا نبی ہوتا۔ اور اگر وہ زندہ رہتا تو اس کے ننھیال قومِ قبط کو آزاد کر دیا جاتا اور آئندہ کوئی قبطی غلام نہ بنایا جاتا۔" (ابن ماجہ، ابواب ما جاء في الجنائز صفحہ ۱۰۸ باب في الصلوٰۃ على ابن رسول الله صلى الله عليه وسلم)

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ولو عاش لكان صديقاً نبياً یعنی اگر ابراہیم زندہ رہتا تو سچا نبی ہوتا اس بات کی بڑی دلیل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دروازہ نبوت بند نہیں ہے اور آپ کے بعد کسی اور نبی کا آنا ممکن ہے۔ اگر آپ کے بعد کسی اور نبی کا آنا ناممکن ہوتا تو آپ یہ کبھی نہ فرماتے کہ اگر (میرا بیٹا) ابراہیم زندہ رہتا تو سچا نبی ہوتا۔ اس لیے اگر مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ نبوت کیا ہے تو کونسا کفر لازم آگیا ہے۔

جواب اول۔ احادیثِ متواترۃ المعنیٰ قطعیہ جیسے ذهبت النبوة وبقيت المبشرات انت مني بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي. لو كان بعدي نبيا لكان عمر۔ وغیرہ کے مقابلے میں مذکورہ روایت کو جو سخت ضعیف و مجروح ہے پیش کرنا کتنا بڑا ظلم ہے۔ اس حدیث کی سند میں ایک شخص ابراہیم بن عثمان بھی ہے۔ کیونکہ اس کی سند یوں ہے۔ حدثنا عبد القدوس بن محمد ثنا داؤد بن شبيب الباهلي ثنا ابراهيم بن عثمان ثنا الحكم بن عتيبة عن مقسم عن ابن عباس اور یہ شخص محدثین کے نزدیک لائق حجت نہیں۔ تقریب التہذیب میں امام حجر فرماتے ہیں:

ابراهيم بن عثمان العبسى بالموحدة، ابوشيبة الكوفى،
قاضى واسط، مشهور بكنيته، متروك الحديث ۔

ترجمہ: ابراہیم بن عثمان عبسی، جسے ابوشیبہ کوفی کہتے ہیں۔ اور وہ واسط کا قاضی تھا، اپنی کنیت کے ساتھ مشہور ہے، یہ شخص متروک الحدیث ہے۔ (تقریب التہذیب جلد اول صفحہ ۳۹، راوی ۲۴۱)

میزان الاعتدال میں علامہ ذہبی فرماتے ہیں:

ابراهيم بن عثمان العبسى الكوفى كَذَّبَهُ شُعْبَةُ...... عن ابن معين ليس بثقة، وقال احمد ضعيف، وقال البخارى سكتوا عنه وقال س متروك الحديث۔

ترجمہ: ابراہیم بن عثمان عبسی کوفی، اسے شعبہ نے جھوٹا قرار دیا ہے۔ ابن معین سے مروی ہے کہ فرمایا یہ شخص ثقہ نہیں (اس کی روایت قابلِ حجت نہیں) امام احمد نے فرمایا یہ ضعیف ہے۔ امام بخاری نے فرمایا ائمہ نے اس کے متعلق خاموشی اختیار کی ہے۔ اور س نے کہا حدیث کے باب میں یہ شخص متروک ہے۔

(میزان الاعتدال جلد اول صفحہ ۲۳)

کتنی حیرت ناک بات ہے کہ منکرین میں ایک شخص بھی انصاف کی بات سننے والا نہیں۔ یہ تو ہم آگے چل کر مذکورہ روایت کا صحیح مفہوم بیان کریں گے مگر سردست یہ عرض کر رہے ہیں کہ مرزائیوں نے سینکڑوں کی تعداد میں ان احادیثِ صریحہ صحیحہ اور اقوالِ صحابہ کو پسِ پشت ڈال دیا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر طرح کی نبوت کو ناممکن قرار دیتے ہیں مگر اس کے مقابلے میں اپنے مطلب کی مذکورہ روایت کو حرزِ جاں بنا لیا جو لائقِ حجت ہی نہیں۔ کیونکہ وہ ایسے

راوی سے مروی ہے جسے امام مسلم، امام نسائی اور امام یحییٰ بن معین نے بیک زبان کہا کہ اس کی روایت ترک کر دی جائے یہ متروک الحدیث ہے۔ بلکہ امام ترمذی نے فرمایا یہ منکر الحدیث ہے۔ مرزائی مبلغین اس روایت سے اپنے آپ کو اور اپنے آپ کو اور اپنے متبعین کو تو خوش کر سکتے ہیں مگر کسی مسلمان کو گمراہ نہیں کر سکتے۔

یاد رہے جس حدیث کو ائمہ فن ناقابلِ حجت قرار دیں اسے قابلِ حجت نہ سمجھنا خود مرزا صاحب کی نصیحت کے مطابق بھی ہے وہ برکات الدعاء صفحہ ۱۲ میں لکھتے ہیں:

"اس تحریر سے مطلب یہ ہے کہ ہر ایک فن میں اسی شخص کی شہادت معتبر سمجھی جاتی ہے جو اس فن کا محقق ہوتا ہے۔"

(برکات الدعاء (حاشیہ) مندرجہ روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۱۵)

جواب دوم: یہی روایت دوسرے انداز میں دوسرے الفاظ کے ساتھ صحیح بخاری شریف اور دیگر کتبِ حدیث میں موجود ہے اور مسئلہ ختم نبوت پر تمام نصوصِ قطعیہ کی تائید کرتی ہے، چنانچہ:

حدثنا ابن نمير قال حدثنا محمد بن بشر قال حدثنا اسمعيل قلت لابن ابى اوفى ارايت ابراهيم بن النبى صلى الله عليه واله وسلم قال مات صغيرًا ولو قضى ان يكون بعد محمد صلى الله عليه وآله وسلم نبى عاش ابنه ولكن لا نبى بعده۔

ترجمہ: امام بخاری کہتے ہیں ہمیں ابن نمیر نے، اسے محمد بن بشر نے اور اسے اسماعیل نے حدیث بیان کی کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی

اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
بیٹے ابراہیم کو دیکھا تھا؟ انہوں نے کہا وہ بچپن ہی میں فوت ہو گیا تھا
اور اگر اللہ نے یہ فیصلہ فرمایا ہوتا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
کوئی اور نبی بن سکتا ہے تو آپ کا بیٹا زندہ رہتا (اور نبی بنتا) مگر
آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے (بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۱۴ کتاب
الادب باب من سمّٰی باسماء الانبیاء)

اسی حدیث کو حافظِ حدیث امام ابن عبد البر قرطبی رحمہ اللہ نے کتاب الاستیعاب
میں مختلف سند کے ساتھ روایت کیا ہے، جس کے الفاظ یوں ہیں:

قال: مات وھو صغیر ولو قدّر ان یکون بعد محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعاش لکنہ لا نبی بعدہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ترجمہ: عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضہ نے فرمایا: ابراہیم بن محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بچپن میں فوت ہو گئے، اور اگر تقدیرِ الٰہی میں نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے بعد کسی اور کا نبی بننا ممکن ہوتا تو وہ زندہ رہتے۔ مگر
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ممکن ہی نہیں۔

(الاستیعاب، جلد اول حرف الالف صفحہ ۴۷)

اسی طرح مواہب لدنیہ میں محدثِ کبیر امام احمد بن محمد قسطلانی رحمہ اللہ حدیث نقل
فرماتے ہیں:

اخرج احمد عن وکیع عن اسماعیل سمعت ابن ابی
اوفی یقول: لو کان بعد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نبی ما مات ابنہ۔

ترجمہ: امام احمد نے وکیع سے اور انہوں نے اسماعیل سے روایت کیا کہ میں
نے عبد اللہ بن ابی اوفیٰ کو یہ کہتے سنا "اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کے بعد کسی اور کا نبی بننا ممکن ہوتا تو آپ کا بیٹا فوت نہ ہوتا۔

(مواہب لدنیہ جلد دوم صفحہ ۲، فصل ثانی ذکر اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم)

جب صحیح بخاری شریف اور دیگر معتبر کتبِ حدیث میں یہی مضمون صحیح سند کے ساتھ
مروی ہے اور عقیدہ ختمِ نبوت پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صدہا احادیثِ صحیحہ کے
عین مطابق ہے تو اس کو چھوڑ کر ایسی حدیث سے حجت پکڑنا جسے محدثین متروک و
منکر قرار دیں کتنا بڑا ظلم ہے؟

یہاں ہم قارئین کرام کے ذوق کے لیے ایک دلچسپ حقیقت بھی بیان کیے
دیتے ہیں: مرزا صاحب صحیح بخاری شریف کے مقابل کسی دوسری حدیث سے حجت
پکڑنے کے متعلق کہتے ہیں:

"صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت
خبر دی گئی ہے خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ
آسمان سے اُس کی نسبت آواز آئے گی کہ ھٰذا خلیفۃُ اللہِ
المھدیُّ، اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی
کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔ لیکن وہ
حدیث جو معترض صاحب نے پیش کی ہے، علماء کو اس میں کئی طرح کا
جرح ہے اور اس کی صحت میں کلام ہے۔"

(شہادت القرآن مندرجہ روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۳۷)

یہ الگ بات ہے کہ مرزا صاحب نے یہاں بخاری شریف کے حوالے سے
جو حدیث بتلائی ہے کہ آسمان سے آواز آئے گی کہ ھٰذا خلیفۃ اللہ المھدی،

یہ مرزا صاحب نے خود گھڑی ہے پوری بخاری شریف میں ایسی کوئی حدیث نہیں ہے اب یہ کمال مرزا صاحب نے تو کر دکھایا ہے مگر کوئی مسلمان اس کی جرأت نہیں کر سکتا بہر حال مرزا صاحب کی یہ عبارت پیش کرنے سے ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ جس حدیث میں علماء کو کلام ہو اور وہ اس میں کئی طرح سے جرح کرتے ہوں اُسے صحیح بخاری شریف کی روایت کے مقابل پیش کرنا غلط ہے کیونکہ بخاری اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔ اور یہی اصول مرزا صاحب نے اپنے متبعین کو سمجھایا ہے۔ تو پھر مرزائیوں کو اس مذکورہ روایت سے حجت پکڑتے ہوئے کچھ خوفِ خدا نہیں آتا جو صرف احادیث بخاری نہیں پورے ذخیرۂ حدیث میں صدہا احادیثِ صحیحہ کے خلاف ہے اور علماء نے اسے متروک و منکر قرار دیا ہے۔ اور اسی روایت والا مضمون صحیح مفہوم کے ساتھ بخاری شریف وغیرہ میں موجود ہے۔

ایک شبہ

مرزائی لوگ بیان کیا کرتے ہیں کہ لو عاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جیسا کہ حدیث کی عبارت سے واضح ہے جبکہ جو احادیث تم نے بیان کی ہیں یہ سب عبداللہ بن ابی اوفیٰ کا کلام ہے۔ اور صحابی کا کلام ارشادِ نبوی کے بالمقابل حجت نہیں بن سکتا۔ مگر مرزائیوں کو یہ عذر بھی فائدہ نہیں دیتا۔ اولاً اسی لیے کہ صحابہ کا کلام ہی ارشادِ نبوی کی سب سے معتبر تشریح ہے۔ اس لیے لو عاش ابراھیم الخ اگر ارشادِ نبوی ہے تو اس کا مفہوم صحابیِ رسول کی تشریح کی روشنی ہی میں سمجھا جا سکتا ہے جیسا کہ ہم اگلے جواب میں واضح کر رہے ہیں۔ ثانیاً ہم شرحِ صدر اور یقینِ کامل سے کہہ سکتے ہیں کہ ولو عاش لکان صدیقاً نبیاً ارشادِ نبوی نہیں حضرت ابن عباس کا اپنا کلام ہے جس کے چند دلائل ہیں۔ اوّل۔ حدیث کے آغاز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ (ابراہیم کے لیے جنت میں دودھ پلانے والی

رکھی گئی ہے) بخاری شریف میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت سے متعدد جگہ ہے دیکھیے بخاری جلد اول صفحہ ۱۸۴ کتاب الجنائز ۴۶۱ کتاب بدء الخلق، جلد دوم کتاب الادب ۹۱۴، اسی طرح مسند احمد بن حنبلؒ جلد چہارم میں صفحہ ۲۸۴، ۲۸۹ اور ۲۹۷ میں بھی موجود ہے مگر اس کے بعد لو عاش لکان صدیقاً نبیاً والے الفاظ نہیں ہیں۔ یہ اس امر کی دلیل ہے کہ اصل ارشادِ نبوی وہیں تک ہے جہاں تک دیگر تمام احادیث میں ہے لہٰذا ابن ماجہ میں لو عاش الخ والے الفاظ حضرت ابن عباس نے خود کہے ہیں۔ دوم، ولو عاش لکان صدیقاً نبیاً سے آگے والی عبارت ولو عاش لعُتقت اخوالُہ القبطُ وما استُرِقَّ قبطیٌّ کا کلامِ ابن عباس ہونا بھی ظاہر ہے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں یہ حکم نہیں فرمایا کہ جس قوم کی عورت میرے عقدِ نکاح میں آجائے یا اس سے میرا بیٹا ہو تو اس قوم کے کسی کافر فرد کو مت غلام بنانا اور اگر غلام بنا رکھا ہو تو آزاد کر دینا نہ ہی شریعتِ اسلامیہ میں ایسا کوئی قانون ہے یہ ابن عباسؓ اپنے طور پر فرما رہے ہیں کہ اگر ابراہیم زندہ رہتے تو اُمّتِ محمدیہ اس امر کو کبھی پسند نہ کرتی کہ ایسی قوم کے افراد کو غلام بنائے جن کی ایک عورت کے بطن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا ہوا اور کارزارِ حیات میں آپ کا ساتھی ہو تو جیسے یہ عبارت حضرت ابن عباسؓ کا کلام ہے یونہی ولو عاش لکان صدیقاً نبیاً بھی آپ ہی کا کلام ہے نہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد، یہ سارے احتمالات بھی اس صورت میں جب اسے حضرت ابن عباس کا کلام تسلیم کر لیا جائے مگر یہ امر بجائے خود مشکوک ہے کیونکہ منکر الحدیث اور متروک الروایت راوی ابراہیم بن عثمان کی کارگزاری بھی ہو سکتی ہے۔

الغرض اس روایت میں بہت زیادہ کلام ہے۔ حیرت ہے کہ مسئلہ ختم نبوت پر منکرین کو صرف یہی ایک متروک و منکر روایت نظر آتی ہے اور اسے وہ نص قطعی

کا درجہ دیتے ہیں جبکہ صدہا نصوصِ قطعیہ انہیں ذخیرۂ حدیث میں نظر ہی نہیں آتیں۔

جواب سوم ۔ اس روایت کی اسنادی حیثیت سے صَرف نظر کرتے ہوئے اگر اس کا معنیٰ دیکھا جائے تو بھی مرزائیوں کے ہاتھ کچھ نہیں آتا۔ اس لیے کہ لو عاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیاً کا معنیٰ محدثین نے یہی بیان کیا ہے کہ لکان اھلاً للنبوۃ ۔ یعنی اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبوت کے لیے اہل تھے اس قابل تھے کہ انہیں نبوت دی جاتی ۔ اگر نبوت کا دروازہ بند نہ گیا ہوتا تو وہ نبوت کے مستحق تھے ۔کیونکہ متعدد انبیاء کی اولاد کو اللہ نے نبوت دی۔ تو افضل الانبیاء سید المرسلین محبوب رب العالمین اس نعمت کے زیادہ حقدار تھے مگر چونکہ آپ کے بعد حکمت الٰہیہ کے مطابق دروازہ نبوت بند ہو گیا تھا اس لیے حضرت ابراہیم کو زیادہ عمر نہ دی گئی اور اس عمر تک نہ پہنچایا گیا جب منصب نبوت عطا کیا جاتا ہے ۔سیدنا حضرت انس رض نے بھی حضرت ابن عباس والے الفاظ بولے ہیں مگر ساتھ ہی ان کا معنیٰ بھی خود واضح فرما دیا ہے ۔یقیناً حضرت ابن عباس کے نزدیک بھی وہی معنیٰ ہے جو حضرت انس نے فرمایا ہے چنانچہ حدیث ہے۔

عن السدی قال سئلت انس بن مالك كم كان بلغ ابراهيم بن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ؟ قال قد كان مهد ملأه، ولو بقی لكان نبیاً ولكن لم یبق لان نبیكم اٰخر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ : سدی کہتے ہیں میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا، ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی عُمر پائی تھی ۔انہوں نے کہا : وہ گہوارے کو بھر دیتے تھے (اتنے صحت مند تھے) اور اگر وہ زندہ رہتے تو نبی بننے کے حقدار تھے ۔لیکن وہ زندہ نہ رہے (اللہ نے

انہیں جلدی اپنے ہاں بلالیا) کیونکہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آخری نبی ہیں (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب للامام الکبیر ابن عبدالبر المالکی القرطبی جلد اول صفحہ ۴۷)

اس اثر میں حضرت انس رض نے بھی وہی الفاظ کہے ہیں کہ لو بقی لکان نبیاً مگر آپ نے ان کا معنیٰ بھی خوب واضح کر دیا ہے ۔حضرت ابن عباس نے معنیٰ واضح نہ فرمایا۔ تاہم مفہوم دونوں کا ایک ہی ہے ۔کہ ابراہیم نبی بننے کے قابل تھے اگر وہ زندہ رہتے مگر چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دروازۂ نبوت بند ہے اس لیے وہ تادیر زندہ نہ رہے

اور یہ کیسے ممکن ہے کہ حضرت ابن عباس کے ان کلمات کا مقصد یہ ہو، جبکہ وہ خود روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایام وصال میں لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دروازے سے پردہ اٹھایا آپ نے مرض کی وجہ سے اپنا سر باندھا ہوا تھا، اور ارشاد فرمایا: لوگو اب نبوّت میں سے صرف اچھی خوابیں باقی رہ گئی ہیں (مسلم شریف کتاب الصلوٰۃ، نسائی شریف) اسی طرح آپ سے یہ حدیث بھی مروی ہے کہ اے علی کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم مجھ سے ایسے ہو جیسے موسیٰ سے ہارون (علیہما السلام) البتہ میرے بعد کسی طرح کا کوئی نبی نہیں ہے (کنز العمال بروایت طبرانی کبیر جلد ۶ صفحہ ۱۵۴)، یقیناً ابن عباس رض کا مقصد یہی ہے کہ ابراہیم اگر زندہ رہتے تو وہ نبوت کے اہل تھے ۔اور یہی مفہوم اکثر محدثین و شارحین نے بیان کیا ہے چنانچہ حضرت شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں (اختصاراً ترجمہ پیشِ خدمت ہے)

اس کی توجیہ اس طرح ہے کہ اصل میں حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی مدح اور علو شان اور کمالِ استعداد کو ظاہر کرنا مقصود ہے، یعنی یوں کہ اگر وہ زندہ رہتے

اور نبوت کا دروازہ بھی بند نہ ہوتا تو وہ ایسی شان اور استعداد لیے ہوئے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر صاحبزادوں میں مفقود تھی۔ (مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۳۲، قسم پنجم باب اول)

اسی طرح شیخ سندی فرماتے ہیں:

وحاصله لو قدر بعده صلی الله علیه وسلم نبی لکان ابراهیم احق بذلك ۔

ترجمہ: حاصل اس کا یہ ہے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنا مقدر ہوتا تو حضرت ابراہیم اس منصب کے لیے سب سے زیادہ حقدار تھے۔

(حاشیہ سندی علی البخاری جلد دوم صفحہ ۹۱۵)

مگر یہ یاد رہے کہ نبوت کی اہلیت اور چیز ہے اور نبوت کا امکان اور شئی۔ اہلیتِ نبوت سے امکانِ نبوت لازم نہیں آتا، لو کان بعدی نبیاً لکان عمر اگر میرے بعد نبی آنا ہوتا تو عمر فاروق نبی ہوتے، یہ اہلیتِ نبوت کا بیان ہے مگر امکانِ نبوت کی نفی کی جا رہی ہے۔ ایسے ہی لو عاش الخ میں اہلیتِ نبوت بتانا مقصود ہے۔

یہاں حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ اور حضرت انس رضی اللہ عنہما کے اقوال سے یہ درسِ عبرت بھی ملتا ہے کہ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دروازۂ نبوت بند کر دیا گیا تھا اس لیے حضرت ابراہیم پسر رسول کو عمرِ عطاءِ نبوت سے قبل اٹھا لیا گیا۔ دوستو! جب پسر رسول نبی نہیں بن سکتا تو چودہ سو سال کے بعد مرزا غلام قادیانی کو کیسے نبی بنا دیا گیا؟ یہاں تشریعی نبی اور غیر تشریعی نبی جسے مرزائی اُمتی نبی کہتے ہیں کا جھگڑا بھی ختم ہو گیا۔ اگر ابراہیم رضؓ پسر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملتی تو وہ یقیناً غیر تشریعی ہی ہوتی اور ابراہیم رضا اپنے باپ کی شریعت کے مبلغ بنتے۔ کیونکہ

مرزا صاحب بھی مانتے ہیں کہ قرآن کے بعد کوئی نئی کتاب نہیں آ سکتی اس لیے حضرت ابراہیم رضؓ کو غیر تشریعی نبوت ہی مل سکتی تھی مگر صحابہ کرام کی گواہی کے مطابق اللہ نے ابراہیم رضؓ پر اس کا دروازہ بھی بند کر دیا۔ کیونکہ سلسلۂ نبوت ہی ختم ہو گیا ہے جس میں تشریعی یا غیر تشریعی کا کوئی امتیاز نہیں۔ تو کیا یہ مقام مرزائیوں کی ہدایت کے لیے کافی نہیں، مگر دلوں کے تالے صرف اللہ ہی کھول سکتا ہے۔

۳ قولِ حضرت عائشہؓ ولا تقولوا لا نبی بعدہٗ سے غلط استدلال

درمنثور میں امام سیوطی رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول نقل کیا ہے۔

قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ۔

ترجمہ: تم یہ کہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ (درمنثور)

معلوم ہوا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سلسلۂ نبوت منقطع نہیں ہوا، اور آپ سے بڑھ کر دین کو ہم نہیں سمجھ سکتے، ان کے گھر میں قرآن اُترا، وہ خاتم النبیین کو آخری نبی کے معنیٰ میں نہیں لے رہیں۔

جوابِ اول: حیرت ہے کہ درمنثور میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منسوب یہ قول جو بغیر سند کے ہے کچھ پتہ نہیں اس کے راوی کون ہیں، کیسے ہیں، مرزائیوں نے اسے اپنے لیے بہت بڑی حجت سمجھ رکھا ہے۔ اور اس کے مقابلے میں وہ صدہا احادیثِ صحیحہ مرفوعہ متواترہ جو ہر طرح کی نبوت و رسالت کے انسداد پر دلالت کرتی ہیں، ان کے نزدیک کچھ حیثیت نہیں رکھتیں یعنی مرزائی اصول یہ ہے کہ اپنی مرضی کی بات ہو تو ایک بے سند قول بھی بہت بڑی حجت ہے اور مرضی کے خلاف ہو تو سینکڑوں احادیثِ نبویہ بھی ردی کا ڈھیر ہیں، لاحول ولا قوة الا باللہ۔

کہ ہدایت کا دروازہ اللہ ہی کسی پر کھولے تو کھلتا ہے۔ ورنہ جس کے نصیب میں ہدایت نہیں اسے سارا قرآن سنا دیا جائے لاکھوں حدیثیں دکھا دی جائیں تو ہدایت نہیں مل سکتی واللہ یہدی من یشآء الی صراط مستقیم۔ مرزائیوں سے درخواست ہے کہ ذرہ بتائیں تو سہی اس قولِ عائشہ رضؓ کے راوی کون ہیں اور کیسے ہیں۔

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف اس قول کا انتساب اگر درست مان لیا جائے تو اس کا مفہوم حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے قول سے واضح ہو جاتا ہے۔ آپ سے بھی ایسا ہی قول مروی ہے مگر اس میں مفہوم بھی واضح کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ درمنثور میں اسی جگہ ابن ابی شیبہ کے حوالے سے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا قول یوں درج ہے۔

عن الشعبی، قال قال رجل عند المغیرۃ بن شعبۃ صلی اللہ علی محمد خاتم الانبیاء لا نبی بعدہ، فقال المغیرۃ بن شعبۃ: حسبك اذا قلت خاتم الانبیاء فانا کنا نحدث ان عیسی علیہ السلام خارج فان هو خرج فقد کان قبلہ و بعدہ۔

ترجمہ: شعبی نے روایت کیا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص نے یوں کہا۔ اللہ تعالیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے جو خاتم الانبیاء ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔ تو مغیرہ بن شعبہ رضؓ نے سن کر کہا: جب تم نے خاتم الانبیاء کہہ دیا تو یہی کافی ہے (لا نبی بعدہ کہنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم (عہد نبوی) یہ گفتگو کیا کرتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (دوبارہ) تشریف لانے والے ہیں تو جب وہ تشریف لائے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی ہو گئے

اور بعد میں بھی۔ (درمنثور جلد ۵ صفحہ ۲۰۴)

گویا حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ اور حضرت مغیرہ رضؓ کے اقوال کا مطلب یہ ہو گیا کہ اگرچہ لا نبی بعدہ فی ذاتہٖ درست ہے مگر چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا مقرر ہے۔ تو لا نبی بعدہ کہنے سے کہیں کوئی ناقص العقل شخص جناب عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد کو ممتنع نہ سمجھ بیٹھے۔ کیونکہ وہ بھی تو نبی ہونے کی حالت میں آپ کے بعد آنے والے ہیں۔ اس لیے اگر صرف خاتم الانبیاء کہنے پر اکتفا کر لیا جائے تو وہ زیادہ بہتر ہے۔ گویا حضرت سیدہ عائشہ رضؓ اور مغیرہ بن شعبہ کا مقصد یہ ہے کہ جس نے خاتم النبیین کہہ دیا اس نے لا نبی بعدہ بھی کہہ دیا۔ کیونکہ دونوں کے مفہوم میں کوئی فرق نہیں۔ بسا اوقات بات درست ہوتی ہے مگر اسے استعمال کرنے کی بجائے دوسرے الفاظ جو وہی مفہوم رکھتے ہوں استعمال کرنا زیادہ بہتر ہوتے ہیں تاکہ کسی کو غلط معنیٰ کا وہم نہ ہو جائے اگرچہ کسی عقلمند آدمی کو لا نبی بعدہ اور آمدِ عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان تناقض کا وہم نہیں پیدا ہو سکتا کیونکہ لا نبی بعدہ کا معنیٰ ساری امت کے نزدیک یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو وصفِ نبوت نہیں دی جائے گی جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ سے پہلے وصفِ نبوت حاصل کر چکے ہیں اور بحیثیت نبی دنیا میں تشریف لا چکے ہیں ان کا دوبارہ آنا ختم نبوت کے منافی نہیں۔ تاہم کسی جاہل و احمق انسان اور حجت باز آدمی کے لیے الجھاؤ پیدا کرنے کا موقع و امکان ہے، اس لیے حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضؓ لا نبی بعدہ نہ کہنے کا مشورہ دے رہے ہیں۔ یہ بھی ان کا ذاتی مشورہ اور ذاتی رائے ہے۔ جو دیگر تمام صحابہ کرام کی اجتماعی رائے کے مقابلے میں کچھ حجیت نہیں رکھتی۔ صحابہ کرام بڑھ چڑھ کر لا نبی بعدہ کہہ رہے ہیں۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لا نبی بعدی کے الفاظ روایت کر رہے ہیں۔

پھر یہ بھی دیکھیں کہ حضرت سیدہؓ اور جناب مغیرہ رضؓ کیونکر یہ کہہ سکتے ہیں کہ
لا نبی بعدہٗ کہنا غلط ہے جبکہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بار بار سینکڑوں مرتبہ
احادیثِ مبارکہ میں لا نبی بعدی فرما رہے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں انا العاقب
الذی لیس بعدہٗ نبیٌ میں عاقب ہوں، اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد
کوئی نبی نہ ہو (مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۲۶۱ کتاب الفضائل، مسند احمد بن حنبلؒ
جلد ۴ صفحہ ۸۴) جب خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبانِ مبارک سے ارشاد فرما رہے
ہیں لیس بعدہٗ نبیٌ اور یہ مرفوع اور صحیح حدیث ہے تو حضرت عائشہ رضؓ لا نبی بعدہٗ
کہنے کو کیسے ناجائز قرار دے سکتی ہیں؛ کیا مرزائی جماعت میں کوئی انصاف کرنے والا
نہیں ؟ الیس منکم رجلٌ رشید ؟ علاوہ ازیں بیسیوں احادیث میں ارشادِ نبوی
لا نبی بعدی چمک رہا ہے۔ جیسے انتَ منی بمنزلۃ هارون من موسیٰ
الا انہ لا نبی بعدی، انا خاتم النبیین لا نبی بعدی، لا نبی
بعدی ولا امۃ بعد امتی، ان النبوۃ والرسالۃ قد انقطعت فلا رسول
بعدی ولا نبی، غیر انہ قیل لی انہ لا نبی بعدی یا علی اخصمك بالنبوۃ
ولا نبوۃ بعدی، لا نبوۃ بعدی الا المبشرات۔

یہ تمام احادیثِ مرفوعہ صحیحہ متواترہ المعنیٰ ہیں، مرزائیو! ان تمام نصوصِ صریحہ کی تمہارے
نزدیک کوئی حجیت نہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ کی طرف منسوب بالکل بے سند
قول سب سے بڑی حجت ہے ؟ کیا یہی تمہارا انصاف ہے۔

جواب دوم۔ مزید دیکھیے، خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت مغیرہ بن
شعبہ رضی اللہ عنہ ختم نبوت پر احادیثِ قطعیہ روایت فرماتے ہیں۔ سیدہ عائشہ
رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا یبقی بعدہ من النبوۃ شیء الا المبشرات، قالوا یا رسول اللہ

وما المبشرات قال الرؤیا الصالحۃ۔

ترجمہ: آپ کے بعد نبوت میں سے مبشرات کے سوا کچھ باقی نہیں، تو صحابہ
نے پوچھا، وہ کیا ہیں؟ فرمایا: اچھی خوابیں۔ (مسند احمد جلد ۶ صفحہ ۱۲۹)
اسی مفہوم کی ایک حدیث مرفوع بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے
(کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۳۳)

یونہی حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے امام ابو نعیم اور واقدی نے
روایت کیا ہے کہ جب وہ اسکندریہ کے گرجے میں عیسائیوں کے سب سے
بڑی پادری کے پاس گئے اور ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات پوچھیں
اور یہ بھی پوچھا کہ:

هل بقی احد من الانبیاء ؟ قال نعم وهو آخر الانبیاء
لیس بینہ و بین عیسیٰ نبیٌ، قد امر عیسیٰ باتباعہ وهو
النبی الامی العربی اسمہ احمد۔

ترجمہ: کیا انبیاء میں سے کوئی نبی باقی رہ گیا ہے؟ تو اس نے کہا: ہاں،
اور وہ سب سے آخری نبی ہے، اس کے اور حضرت عیسیٰ کے
درمیان کوئی اور نبی نہیں حضرت عیسیٰؑ کو اس کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے
اور وہ نبیٔ امی عربی ہے جس کا نام احمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت مغیرہ رضؓ فرماتے ہیں میں نے پادری کی ساری باتیں یاد رکھیں، جب میں
واپس آیا تو اسلام قبول کر لیا۔ (دلائل النبوۃ جلد اول صفحہ ۲۳)

گویا حضرت مغیرہ بن شعبہ رضؓ کا عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء
میں سے آخری نبی ہیں۔ اس میں تشریعی وغیر تشریعی کی کوئی قید نہیں۔

جواب سوم۔ ایک قدم اور آگے آیئے خود مرزا صاحب دعویٰ نبوت سے

قبل اپنی کتب میں بار بار حدیث نبوی لا نبی بعدی نقل کرتے اور ہر طرح کی نبوت کے انسداد پر استدلال کرتے تھے چنانچہ :

الا تعلم ان الرب الرحیم المتفضل سمی نبینا صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء بغیر استثناء وفسرہ نبینا فی قولہ: لا نبی بعدی ببیان واضح للطالبین۔

ترجمہ: کیا تجھے معلوم نہیں کہ خدائے رحیم وفضل بار نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام خاتم الانبیاء رکھا ہے جس میں کسی قسم کا کوئی استثناء نہیں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول لا نبی بعدی میں اس کی واضح بیان کے ساتھ تفسیر فرما دی ہے۔ (حمامۃ البشریٰ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۲۰۰)

دیکھئے قارئین! یہاں خود مرزا صاحب لا نبی بعدی والی حدیث بیان کرتے اور بتاتے ہیں کہ نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کسی استثناء و تخصیص کے بغیر آخری نبی ہیں یعنی تشریعی وغیر تشریعی، یا مستقل وغیر مستقل کا کوئی استثناء نہیں ہے۔ کسی قید و تخصیص کے بغیر آپ آخری پیغمبر خدا ہیں۔ اے کاش! مرزا صاحب اس عقیدے پر ہمیشہ قائم رہتے مگر افسوس کہ وہ اس کے بعد اپنے ہی بیان کردہ عقیدے سے پھر گئے۔ اور لا نبی بعدی کے ساتھ اپنی طرف سے قیدیں لگانا شروع کر دیں کہ اس سے مستقل یا تشریعی نبی مراد ہے۔ وغیر ذلک تاہم مقصد یہ ہے کہ جب خود حدیث لا نبی بعدی ذکر کر رہے ہیں تو پھر مرزائیوں کو حضرت عائشہ صدیقہ رض کی طرف منسوب بے سند قول لا تقولوا لا نبی بعدہ سے استدلال کرتے ہوئے کچھ جھجک محسوس ہونی چاہیے۔ اگر فتویٰ لگانا ہے تو پہلے مرزا صاحب پر لگائیے پھر ہماری طرف توجہ فرمائیے۔ ایک اور جگہ مرزا صاحب کہتے ہیں:

وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نبی بعدی وسماہ اللہ تعالیٰ خاتم الانبیاء فمن این یظھر نبی بعدہ۔

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لا نبی بعدی فرمایا ہے۔ اور اللہ نے آپ کا نام خاتم الانبیاء رکھا ہے۔ تو آپ کے بعد کوئی کسی طرح کا نبی کیسے ظاہر ہو سکتا ہے۔ تحفہ بغداد مندرجہ روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۲۴)

تنبیہ | حضرت مغیرہ بن شعبہ رض کے مذکور قول فانا کنا نحدث ان عیسیٰ علیہ السلام خارج فان خرج فقد کان قبلہ وبعدہ ـــــ یعنی ہم (زمانۂ نبوت میں) یہ کہا کرتے تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام آنے والے ہیں۔ تو اگر وہ آئے تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی ہو گئے اور بعد میں بھی، اس سے یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی ہے کہ صحابہ کرام کے نزدیک وہی عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں دوبارہ آنے والے ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل دنیا میں بحیثیت نبی تشریف لا چکے ہیں۔ وہی آپ سے پہلے بھی تھے اور بعد میں بھی ہوں گے۔ یہاں سے مرزائی عقیدے کی جڑ کٹ جاتی اور بنیاد اکھڑ جاتی ہے۔

④ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل سے غلط استدلال

مرزا صاحب اور مرزائی مصنفین نے اس حدیث سے بھی اجراء نبوت پر استدلال کیا ہے، چنانچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم میں مرزا صاحب لکھتے ہیں: "اس وجہ سے تو حدیث میں آیا ہے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری اُمت کے علماء ربانی بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔ اس حدیث میں بھی علماء ربانی کو ایک طرف اُمتی کہا اور دوسری طرف نبیوں سے مشابہت دی ہے۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم مندرجہ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۳۵۴) چند سطور آگے

وہ لکھتے ہیں: "اور خدا تعالیٰ نے میری وحی میں بار بار امتی کرکے بھی پکارا ہے اور نبی کرکے
بھی پکارا ہے۔ اور ان دونوں ناموں کے سننے سے میرے دل میں نہایت
لذّت پیدا ہوتی ہے۔"

جواب اوّل۔ مرزا صاحب کے انصاف کی داد دیں کہ وہ کس طرح کی حدیث سے
کس انداز میں استدلال لا رہے ہیں۔ یہ حدیث اہل علم کے نزدیک قابل حجت نہیں اسے
ضعیف، منکر اور موضوع تک کہا گیا ہے۔ چنانچہ تذکرۃ الموضوعات میں علامہ فتنی
نے صفحہ ۲۰ پر اسے موضوع احادیث میں شمار کیا ہے۔ علامہ البانی اسے سلسلۃ
الاحادیث الضعیفہ میں ۶۶۶ نمبر پر درج کیا ہے۔ امام سخاوی متوفی ۹۰۲ھ
المقاصد الحسنہ میں فرماتے ہیں:

حدیث: علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل، قال شیخنا ومن
قبلہ الدمیری والزرکشی، انہ لا اصل لہ زاد بعضھم ولا یعرف
فی کتاب معتبر۔

ترجمہ۔ حدیث علماء امتی الخ کے متعلق ہمارے شیخ نے اور ان سے قبل
امام دمیری اور امام زرکشی نے کہا ہے کہ یہ حدیث بے اصل اور
بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ کسی معتبر کتاب میں یہ حدیث نہیں آئی۔
(المقاصد الحسنہ صفحہ ۲۹۳ مطبوعہ بیروت)

علامہ اسماعیل عجلونی متوفی ۱۱۶۲ھ میں اس حدیث پر مفصل گفتگو
فرماتے ہیں اور چند الفاظ اس میں سے یہ ہیں:

علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ قال السیوطی فی الدرر
لا اصل لہ وقال فی المقاصد قال شیخنا یعنی ابن
حجر: لا اصل لہ۔

ترجمہ: حدیث علماء امتی الخ کے متعلق امام سیوطیؒ نے کتاب الدرر میں فرمایا
ہے کہ اس کا کوئی اصل نہیں ہے۔ مقاصد حسنہ میں امام سخاوی نے کہا
ہے کہ ہمارے شیخ یعنی امام ابن حجر فرماتے ہیں اس حدیث کا کوئی
اصل نہیں ہے۔ (کشف الخفا ومزیل الالباس عما اشتہر من الاحادیث
علی السنّۃ الناس صفحہ ۶۴)

موضوعاتِ کبیر میں حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل، قال الدمیری والعسقلانی
لا اصل لہ وکذا قال الزرکشی وسکت عنہ السیوطی۔

ترجمہ: حدیث علماء امتی الخ امام دمیری اور امام عسقلانی کے نزدیک بے اصل
ہے اور امام زرکشی کا بھی یہی قول ہے۔ اور امام سیوطی نے اس سے
سکوت فرمایا ہے۔ (الموضوعات الکبیر ملا علی قاری رحمہ اللہ صفحہ ۸۲
مطبوعہ کراچی)

گویا امام سیوطی، امام سخاوی، ملا علی قاری، امام زرکشی، امام ابن حجر مکی، علامہ
دمیری، امام عسقلانی و دیگر ائمہ کے نزدیک یہ حدیث بے اصل، من گھڑت
اور خانہ ساز ہے۔ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو اس سے استدلال کرنا مبارک ہو
جس شخص کو بخاری ومسلم اور صحاح ستہ کی احادیث اچھی نہ لگیں اس کے حصے
میں ایسی ہی حدیثیں آیا کرتی ہیں۔

جواب دوم۔ اگر سند و اسناد کو چھوڑ کر اس حدیث کے صرف متن کو لیا جائے
تو اس میں علماء کو انبیاء نہیں کہا گیا، انبیاء سے تشبیہ دی گئی ہے۔ حدیث میں یہ
نہیں کہا گیا کہ علماء امتی انبیاء کانبیاء بنی اسرائیل، یعنی میری امت کے علماء انبیاء
بنی اسرائیل کی طرح انبیاء ہیں۔ صرف تشبیہ دینے سے نبوت تو ثابت نہیں

ہوتی۔ اگر کہا جائے زیدٌ کالاسد۔ زید شیر کی طرح ہے تو اس سے کیا زید کا واقعی شیر ہونا ثابت ہو جائے گا؟ کیا اس کے لیے شیر والی شکل اور پنجے اور چار ٹانگیں ثابت ہو جائیں گی۔ اور اس کی ایک دُم بھی نکل آئے گی؟ تشبیہ سے صرف یہ مقصود ہوتا ہے کہ مشبّہ بہ میں جو وجہ شبہ ہے وہ مشبّہ میں بھی ثابت کر دی جائے جیسے "زید شیر کی طرح ہے" میں مشبّہ بہ شیر میں پائی جانے والی وجہ شبہ یعنی بہادری زید کے لیے جو مُشبَّہ ہے ثابت کی گئی ہے۔ اسی طرح اس حدیث کے متن میں مشبّہ بہ انبیاء بنی اسرائیل میں پائی جانے والی وجہ شبہ علماء امّت محمدیہ کے لیے ثابت کی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ رضاء الٰہی کے لیے تبلیغ دین کرنا۔ اس راہ میں آنے والی مشکلات کو خندہ پیشانی سے قبول کرنا۔ اور لوگوں سے تبلیغ کا بدل وصول کرنے کے بجائے اللہ سے اجر پانا۔ گویا جو کام بنی اسرائیل میں انبیاء کرتے تھے اُمّتِ محمدیہ میں وہ کام علماء ربّانی کر رہے ہیں۔

جواب سوم۔ اگر خدا چشم بصیرت دے تو یہی حدیث اپنے متن کے اعتبار سے مرزائیوں کے لیے تازیانۂ عبرت نظر آتی ہے، بنی اسرائیل میں یہ سلسلہ جاری ہوا کہ ایک پیغمبر کتاب اور شریعت لے کر آتا تو اللہ اس کتاب کی اشاعت و تبلیغ کے لیے دیگر انبیاء بھیجتا۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام کی تائید کے لیے حضرت ہارون، یوشع بن نون علیہما السلام اور دیگر انبیاء آئے۔ انہی کو بعض اوقات غیر تشریعی انبیاء کہا جاتا ہے (اگرچہ دوسرے معنیٰ کے اعتبار سے کوئی نبی تشریع کے بغیر نہیں ہو سکتا) اللہ نے اس اُمّت میں یہ سلسلہ ختم فرما دیا اور ہر طرح کی نبوت کا دروازہ بند کر دیا۔ اس لیے تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھنے کی خاطر انبیاء کی جگہ علماء کو ذمہ داری دی گئی، گویا انبیاء کی جگہ علماء کو لانا بذاتِ خود غیر تشریعی نبوت جو مرزائیوں کا عقیدہ ہے کے بطلان اور ضلالت پر کھلی دلیل ہے۔

تیسری بحث

ائمۂ دین کے اقوال سے غلط استدلال کا رد

جیسے قرآن و حدیث سے غلط استدلال اور غلط معانی کا سہارا لے کر مرزائی جماعت نے نبوت کا سلسلہ اب تک جاری ثابت کرنے اور مرزا صاحب کو نبی بنانے کی کوشش کی ہے یونہی ائمۂ دین کے بعض اقوال کو بھی غلط معانی پہنا کر ان سے مقصود نکالنے کی بھرپور کوشش بھی کی گئی ہے حالانکہ پیچھے آپ پڑھ چکے ہیں کہ کس طرح مفسرین، محدثین، فقہاء، متکلمین، اور صوفیاء کرام الغرض ہر طبقہ کے ائمہ کرام نے کسی بھی معنیٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے کو کافر و زندیق اور خارج از اسلام قرار دیا ہے۔ پھر بھی بعض اقوال سے مرزائی جماعت نے اپنے مقصد کا مفہوم پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ جس کی کچھ تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کے اقوال سے غلط استدلال

شیخ اکبر حضرت شیخ محی الدین ابن عربی اندلسی رحمہ اللہ متوفی ۶۳۸ھ کی بعض عبارات سے مرزائی گروہ نے ختم نبوت کے خلاف مفہوم نکالنے کی کوشش کی ہے اور ناداں عوام پر یہ مغالطہ ڈالا ہے کہ شائد ابن عربی رحمہ اللہ سلسلۂ نبوت کو جاری مانتے ہیں، مگر یہ محض دھوکہ ہے۔ صرف مرزائی نہیں اور بھی کئی گمراہ لوگوں نے حضرت شیخ رح کی کتب سے گمراہی حاصل کی اور ان کا مقصد نہ سمجھ کر ضلالت کے گڑھے میں جا گرے۔ اسی لیے آپ نے خود فرمایا۔ جو شخص ہمارے مقصد سے واقف نہیں اور ہمارا محرم راز نہیں اس پر ہماری کتابیں پڑھنا حرام ہے (شامی) حضرت شیخ رح کی کتب کے متعلق اتنا اختلاف ہوا کہ بعض نے آپ کی تکفیر کر دی،

بعض نے آپ کی کتب پڑھنا عوام کے لیے حرام قرار دیا اور بعض نے شریعت سے مخالف نظر آنے والی عبارات کو مفسرین کی طرف سے دخل اندازی بتاتے ہوئے ایسی عبارات کو مدسوسہ قرار دیا۔ چنانچہ امام عبدالوہاب الشعرانی رحمہ اللہ الیواقیت میں فرماتے ہیں:

وجمیع ما عارض من کلامہ ظاہر الشریعۃ وعلیہ الجمہور فہو مدسوس علیہ۔

ترجمہ: شیخ ابن عربیؒ کی کلام سے جو کچھ بھی شریعت اور جمہور اہلِ اسلام کے عقائد کے خلاف ہے وہ باہر سے داخل کیا گیا ہے (شیخ کا کلام نہیں) الیواقیت صفحہ ،

بہرحال، پہلے ہم وہ عبارات پیش کرتے ہیں جن سے مرزائی لوگ استدلال کرتے ہیں۔ پھر ان کا جواب ذکر کریں گے اور شیخ کی عبارات کا صحیح مفہوم سامنے لائیں گے۔ شیخ صاحبؒ فرماتے ہیں:

فان النبوۃ التی انقطعت بوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما ھی نبوۃ التشریع لا مقامھا فلا شرع یکون ناسخاً لشرعہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا یزید فی شرعہ حکماً آخر وھذا معنی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی؛ ای لا نبی بعدی یکون علی شرع یخالف شرعی بل اذا کان یکون تحت حکم شریعتی ولا رسول بعدی الی احد من خلق اللہ بشرع یدعوھم الیہ فھذا ھو الذی انقطع وسُدَّ بابُہ لا مقام النبوۃ۔

ترجمہ: کیونکہ وہ نبوت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وُجودِ باجود سے منقطع ہوگئی وہ نبوتِ تشریع ہے، نہ کہ مقامِ نبوت، تو اب ایسی کوئی شرع نہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع کی ناسخ ہو اور نہ ایسی جو آپ کی شرع میں کوئی نیا حکم بڑھا سکے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: "بے شک رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی اب میرے بعد کوئی رسول یا نبی نہیں" کا بھی یہی مفہوم ہے۔ یعنی میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں جو میری شرع کے مخالف شرع پر ہو، بلکہ جب بھی کوئی ہوگا میری شرع کے حکم کے تحت ہوگا۔ اور میرے بعد مخلوق میں سے کسی فرد کی طرف ایسا رسول مبعوث نہیں ہوگا جو کسی شرع کی دعوت دے۔ تو اس طرح کی نبوت منقطع ہوگئی ہے اور اس کا دروازہ بند ہوگیا، مقامِ نبوت کا نہیں۔

آگے چل کر شیخ اکبرؒ لکھتے ہیں:

فالنبوۃ مقام عند اللہ ینالہ البشر وھو مختص بالاکابر من البشر یعطی للنبی المشرع ویعطی للتابع لھذا النبی المشرع الجاری علی ما قال اللہ تعالیٰ: ووھبنا لہ من رحمتنا اخاہ ھارون نبیاً فاذا نظر الی ھذا المقام بالنسبۃ الی التابع وانہ باتباعہ حصل لہ ھذا المقام سُمّی مکتسباً بھذا الاتباع اکتساباً ولحیاتہ شرع من ربہ یختص بہ ولا شرع یوصلہ الی غیرہ وکذلک کان ھارون علیہ السلام فسددنا باب اطلاق لفظۃ النبوۃ علی ھذا المقام مع تحقیقہ

لئلا یتخیل متخیل ان المطلق لهٰذا اللفظ یرید
نبوۃ التشریع فیغلط کما اعتقدہ بعض الناس فی
الامام ابی حامد الغزالی۔

ترجمہ: تو نبوت اللہ کے ہاں وہ مقام ہے جو انسان حاصل کرتا ہے۔ اور یہ جلیل القدر لوگوں سے مختص ہے جو صاحبِ شرح نبی کو بھی دیا جاتا ہے اور اس کے تابع (اُمتی) کو بھی جیسے اللہ نے فرمایا: اور ہم نے اس کے بھائی ہارون کو اسے بطور نبی عطا فرمایا، تو اس مقام کی نسبت سے اس کے تابع ہونے اور اتباع کے سبب یہ مقام حاصل کر لینے کی وجہ سے اسے مُکتسب کہا جاتا ہے۔ مگر اس کے پاس اس کے رب کی طرف سے کوئی مخصوص شرع نہیں آتی، جس کی وہ لوگوں کو دعوت دے۔ ہارون علیہ السلام بھی ایسے ہی نبی تھے، مگر ہم اہل اسلام نے (شریعتِ اسلامیہ کے حکم کے مطابق) نبوت کا لفظ اس مقام پر بولنا بند کر دیا ہے حالانکہ مقامِ نبوت موجود ہے۔ تاکہ کسی کو اس لفظ سے نبوتِ تشریع کا گمان نہ گزرے اور وہ غلطی میں پڑ جائے۔ جیسے کہ بعض لوگ امام غزالی کے متعلق گمان رکھتے ہیں۔ (کہ وہ حصولِ نبوت کے قائل ہیں حالانکہ یہ غلط ہے) فتوحاتِ مکیہ جلد ۲ صفحہ ۳،۴

امام محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کی ان اور ایسی دیگر عبارات سے مرزائی جماعت نے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف ایسا نبی نہیں آسکتا جو نئی شرع لے کر آئے لہٰذا اگر ایسا نبی آپ کے بعد آئے جو آپ کی شرع کے تابع ہو تو وہ آسکتا ہے اور ایسی نبوت کا دروازہ بند نہیں ہوا۔ اور مرزا صاحب نے بھی کوئی نئی شرع پیش نہیں کی، وہ خود کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع کہتے ہیں

قرآن کو مانتے ہیں، پھر وہ کافر کیوں ہو گئے؟

جوابِ اوّل۔ قرآن و حدیث کی نصوصِ صریحہ کے مقابل اوّلاً کسی بزرگ کے قول کی کوئی حُجت نہیں۔ مرزائیوں کو ہمارا چیلنج ہے کہ وہ کوئی ایسی صحیح مرفوع حدیث پیش کریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں میرے بعد میری شرع کے تابع نبی آسکتے ہیں اور آتے رہیں گے، اس مفہوم کی کوئی صحیح حدیث کوئی مرزائی تا قیامت نہیں لا سکتا جبکہ اس کے برخلاف اس مفہوم کی بے شمار صحیح حدیثیں موجود ہیں کہ اے علی تم مجھ سے وہ نسبت رکھتے ہو جو ہارون علیہ السلام کی موسیٰ علیہ السلام سے تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ یعنی ان کی طرح ہم بھائی بھائی ہیں مگر جیسے ہارون علیہ السلام امتی اور تابع نبی تھے ایسا نبی میرے بعد کوئی نہیں ہے۔ پھر بے شمار احادیثِ صحیحہ مرفوعہ اس مضمون کی موجود ہیں کہ فرمایا: لوکان بعدی نبیٌّ لکان عمر۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر فاروق نبی ہوتے۔ عمر فاروق قرآن کے حامی اور اُمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فرد تھے، بلکہ فردِ کامل تھے۔ مگر زبانِ رسالت نے صاف فرما دیا کہ میری اُمت کے کسی فرد کو نبوت نہیں دی جائے گی خواہ وہ کتنا ہی کامل کیوں نہ ہو۔ اگر اتباعِ رسول اور فنا فی الرسول کی وجہ سے کوئی نبی کہلا سکتا ہوتا تو عمر فاروق نبی کہلاتے۔ اس سے یہ عذرِ لنگ ختم ہو گیا کہ اگر کوئی نئی شرع نہ لائے اور شرعِ محمدی کی اتباع کرے تو وہ نبی بن سکتا ہے۔ پھر ان گنت احادیث صحیحہ مرفوعہ متصلہ میں یہ مضمون وارد ہے کہ فرمایا میرے بعد نبوت میں سے صرف اچھی خواب باقی رہ گئی ہے دیگر احادیث میں یوں ہے کہ نبوت کے چالیس اجزاء ہیں جن میں سے چالیسواں جُزء اچھی خواب ہے۔ گویا اس کے سوا کوئی جُزء باقی نہیں رہ گیا، نہ وہ اجزاء جمع ہوں گے اور نہ کوئی نبی کہلائے گا خواہ اس کے پاس کوئی نئی شرع نہ بھی ہو۔ علاوہ ازیں ایسی صحیح احادیث بھی بکثرت ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک نبی کے بعد

دوسرا نبی آتا تھا۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اب خلفاء ہوں گے جو کثیر ہوں گے، یعنی اُمّت محمدیہ میں اب کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ خلیفہ اور حاکم بن سکتا ہے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو نافذ کر سکے۔ پھر سب سے عبرت ناک مضمون یہ ہے جو متعدد احادیثِ صحیحہ میں مروی ہے کہ فرمایا:

سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔

ترجمہ: میری اُمّت میں تیس پرلے درجے کے جھوٹے شخص آئیں گے ان میں سے ہر کوئی خود کو نبی کہے گا جبکہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے (ابوداؤد و ترمذی وغیرہ)

اس حدیث میں بھی صاف بتا دیا گیا کہ وہ تیس جھوٹے دجّال نبی میری اُمّت میں سے آئیں گے، خود کو میری اُمّت میں سے بتائیں گے اور کوئی نئی شرع یا نئی کتاب نہیں لائیں گے۔

ان تمام سینکڑوں احادیثِ صحیحہ کے مقابلے میں (جو صاف صاف بتا رہی ہیں کہ اُمّتِ محمدیہ کے لیے نبوت کا دروازہ بند ہے اور کوئی اُمّتی نبی نہیں بن سکتا خواہ وہ اتباعِ شرع میں کتنا کامل ہو۔ خواہ وہ علم و فضل، قربِ رسول اور شجاعت و بہادری میں علی شیرِ خدا جیسا ہو۔ اور خواہ عدالت و انصاف اور خلافت و فرمان روائی میں عمر فاروق جیسا ہو جس کے نام سے قیصر و کسریٰ کے جسم لرزیں مگر وہ نبی نہیں بن سکتا) شیخ اکبرؒ یا کسی اور بزرگ کا قول بطور استدلال لانا کتنی بڑی جراُت اور گمراہی ہے نص کے مقابلے میں کسی کے قول کا کیا درجہ ہے؟ مرزائیو خدا کے لیے انصاف کرو، دیکھو سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سینکڑوں احادیث کیا کہہ رہی ہیں اور تم فتوحاتِ مکیہ لیے بیٹھے ہو۔

فتوحاتِ مکیہ کے متعلق مجدد الف ثانی کا ارشاد | ذرا سنو، فتوحاتِ مکیہ کے متعلق حضرت مجدد الف ثانیؒ کیا فرماتے ہیں، آپ کا ارشاد ہے:

"کلام محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام درکار است نہ کلام محی الدین ابن عربیؒ وصدر الدین مولوی و عبد الرزاق حماشی، ما را بنص کار است نہ بفص، فتوحاتِ مدنیہ از فتوحاتِ مکیہ مستغنی ساختہ اند"

ترجمہ: ہمیں محمد عربی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا کلام چاہیئے ابن عربی کا نہیں۔ نہ ہی کسی صدر الدین مولوی یا عبد الرزاق حماشی کی ہمیں ضرورت ہے۔ ہمیں نص سے کام ہے فص سے نہیں۔ (ابن عربی کی فصوص الحکم کی طرف اشارہ ہے)، فتوحاتِ مدنیہ (یعنی احادیثِ نبویہ) نے ہمیں فتوحاتِ مکیہ سے بے نیاز کر دیا ہے۔ (مکتوبات حصّہ دوم دفتر اوّل صفحہ ۱۰۰)

مجدد صاحب کے یہ الفاظ اتنے ایمان افروز ہیں کہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ پھر آپ پیچھے پڑھ چکے کہ فتوحاتِ مکیہ کے متعلق علماء کو کس قدر کلام ہے ایسی کتاب کی کوئی عبارت اگر نصوصِ قطعیہ سے متصادم نظر آئے تو انصاف و دیانت اور ایمان و اسلام کا یہی تقاضا ہے کہ اسے مدسوس سمجھا جائے اور یا اس کی کوئی بہتر تاویل کی جائے تاکہ نصوص سے اس کی مخالفت ختم ہو جائے جیسا کہ ہم اگلے جواب میں عرض کر رہے ہیں۔ اور اگر کوئی تطبیق ممکن نہ ہو تو پھر ہم نے محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا کلمہ پڑھا ہے۔ ابن عربی کا نہیں۔

جوابِ دوم: شیخ اکبرؒ کی بعض مخصوص اصطلاحات ہیں، جنہیں نہ سمجھنے والے گمراہ ہو گئے۔ مذکورہ بالا عبارات کا مقصد سمجھنے کے لیے قارئین پوری توجہ فرمائیں! حضرت شیخ صاحب نبوت تشریع سے مراد یہ لیتے ہیں کہ ایسی نبوت جسے اللہ نے بندوں پر ماننا ضروری قرار دیا ہو جیسے کہ تمام انبیاء کی نبوت ایسی ہی تھی کیونکہ

لفظ تشریع یا شرع جب اللہ کی طرف یا نبی کی طرف منسوب ہوتا ہے تو اس سے مراد کسی چیز کا بندوں پر نافذ اور فرض قرار دینا ہوتا ہے جیسے قرآن کریم میں ہے:

شرع لکم من الدین ما وصی به نوحًا والذی اوحینا الیك وما وصینا به ابراهیم وموسٰی وعیسٰی ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیه کبر علی المشرکین ما تدعوهم الیه۔

ترجمہ: اللہ نے تمہارے لیے وہ دین نافذ کیا جس کی وصیت اس نے نوح علیہ السلام کو کی اور جو ہم نے آپ کی طرف وحی کی، اور جس کی وصیت ہم نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو کی، کہ دین قائم کرو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو، مشرکوں پر آپ کی دعوت بہت بھاری ہے۔ (سورہ شوریٰ آیت ۱۳)

ثابت ہوا اللہ کی طرف منسوب لفظِ شرع سے مراد اللہ کا کسی چیز کو بندوں پر نافذ کرنا ہے، تو نبوتِ تشریع کا معنیٰ صاف طور پر یہ ہوا کہ وہ نبوت جسے اللہ نے بندوں پر نافذ کیا ہو، یہی وہ نبوت ہے جو خداوندی تشریع کے ذریعے تمام انبیاء کو دی گئی اور بذریعہ وحی اللہ نے انہیں یہ منصب دیا کہ اٹھو اور میرے دین کو قائم کرو جو تمہاری نبوت مان لے وہ مومن ہے دوسرا کافر، جیسا کہ مذکورہ آیت بتلا رہی ہے یہ نبوت جو تشریعِ خداوندی سے ہے، شیخ اکبرؒ اسے نبوتِ تشریع کہتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ یہ نبوت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد منقطع ہو گئی ہے۔ کیونکہ اب تشریع ہی ختم ہو گئی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ بندوں پر کوئی نیا حکم یا آیت نہیں اتارے گا اور کسی کو بذریعہ وحی منصب نبوت عطا نہیں فرمائے گا کہ جو اسے مانے وہ مومن ہو اور نہ ماننے والا کافر ہو جائے، جیسا کہ پہلے انبیاء کے لیے تھا۔ اب اگر

اس معنیٰ میں کوئی نبی مانا جائے تو ماننا پڑے گا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سلسلۂ تشریع جاری ہے، البتہ حضرت شیخ کے نزدیک مقامِ نبوت اب بھی جاری ہے یعنی اللہ مقرب بندوں کو بذریعہ کشف والہام اپنے فیوض سے نوازتا ہے اسے شیخ اکبرؒ لغتاً نبوت کہتے ہیں۔ کیونکہ نبوت کا لغوی معنیٰ خبر دینا ہے۔ اولیاء اللہ اپنے کشف سے اللہ سے معرفت حاصل کر کے لوگوں کو خبر دیتے ہیں اور ائمہ مجتہدین اپنے اجتہاد سے احکامِ الٰہی مستنبط کر کے لوگوں کو خبر دیتے ہیں مگر حضرت شیخ کے نزدیک یہ وہ لغوی نبوت ہے جس میں تشریع یا شرع نہیں۔ یعنی انبیاء کی طرح اللہ نے اولیاء کو بذریعہ وحی یہ منصب نہیں دیا اور بندوں پر انہیں ماننا فرض نہیں کیا کہ جو انہیں مانے وہ مومن ہو اور جو نہ مانے وہ کافر ہو جائے، چونکہ اب کسی تشریع یا شرع کا آنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شرع کے خلاف ہے اس لیے اب ایسا کوئی نبی نہیں آسکتا جو شرعِ محمدی کے خلاف شرع لا سکے اور لوگوں کو اس کے ماننے کی دعوت دے، جس طرح نبوت کے ماننے کی دعوت دی جاتی تھی اس کا دروازہ بند ہو گیا ہے۔

آگے شیخ اکبر علیہ الرحمہ نے مذکورہ عبارت ہی میں جس سے مرزائی استدلال لا رہے ہیں صاف طور پر فرما دیا فسدّدنا باب اطلاق لفظة النبوة علی هذا المقام مع تحقیقه۔ یعنی اولیاء اللہ میں اگرچہ مقامِ نبوّت موجود ہوتا ہے مگر اس مقام پر لفظِ نبوّت بولنے کا دروازہ شرعاً بند ہو گیا ہے۔ ہمارے لیے یہ جائز نہیں کہ اس مقام کے حامل کو نبی کہہ سکیں تاکہ کسی کو یہ وہم نہ ہو جائے کہ شاید یہ بھی اللہ کی تشریح وتقریر کے ساتھ نبی بنا ہے اور اسے نبی نہ ماننے والا کافر ہو جائے گا۔

خلاصہ یہ ہوا کہ شیخ اکبرؒ کے نزدیک نبوّت کے دو مفہوم ہیں، نبوّتِ تشریع

اور نبوتِ لُغوی بمعنیٰ ولایت، نبوتِ تشریع وہ ہے جسے اصطلاحِ شرع میں نبوت
کہا جاتا ہے۔ اس کا دروازہ اب بند ہے اب کسی کو نبی نہیں بنایا جائے گا۔ اگر اسے
جاری مانا جائے تو شریعتِ محمدیہ کا ایک بڑا حصہ منسوخ ہو جائے گا۔ کیونکہ صدہا احادیثِ
صحیحہ صریحہ نے واضح بتا دیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ نبوت اللہ نے ختم کر دی
ہے۔ اب تشریع کی صورت میں وحی الٰہی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ البتہ نبوتِ لُغوی
بمعنیٰ ولایت اب بھی ہے اور وہ جب بھی ہو گی شریعت کے مطابق ہو گی اور اس کے
ماننے سے کسی حکم شرع کا نسخ لازم نہیں آتا۔ لیکن اگر نبوتِ تشریع کا سلسلہ جاری
مانا جائے تو وہ صدہا احادیث منسوخ ہو جائیں گی، یہی مقصد ہے حضرت شیخ کی اس
عبارت کا فلا شرع یکون ناسخًا لشرعہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ولا یزید فی شرعہ حکمًا آخر یوں ہی اس عبارت ای لا نبی
بعدی یکون علی شرع یخالف شرعی بل اذا کان یکون تحت
حکم شریعتی۔ کا بھی یہی مفہوم ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا
نبی نہیں آ سکتا جو آپ کی شرع کے کسی حکم کے خلاف شرع رکھتا ہو۔ اور اس کی شرعی
حیثیت تسلیم کرنے سے آپ کی شرع یا اس کا کوئی حصہ منسوخ ماننا پڑے۔ اب
نبوت کی جو قسم پائی جائے گی وہ شرعِ محمدی کے کسی حکم کے خلاف نہیں ہو گی۔ اور وہ لُغوی
نبوت ہے جو بمعنیٰ ولایت ہے۔

الحمد للہ شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کا مقصد واضح ہو گیا اور
مذکورہ عبارات کا مفہوم نکھر گیا۔ آپ کی ایسی ہی دیگر عبارات جن سے مرزائیوں کو
دھوکہ ہوتا ہے بھی یہی مفہوم رکھتی ہیں۔

اب ہم اسی فتوحاتِ مکیہ سے چند نکھری ہوئی عبارات پیش کرتے ہیں جن سے
یہ خوب واضح ہو جائے گا کہ ابن عربی علیہ الرحمہ کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں ہے کہ جس

معنیٰ میں پہلے انبیاء تھے اُسی معنیٰ میں اب بھی نبوت جاری ہے صرف فرق یہ ہے
کہ اب کوئی نبی نئے احکام اور نئی شریعت نہیں لا سکتا یہ کفریہ عقیدہ حضرت شیخ کے
حاشیۂ خیال میں بھی نہیں رہا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ لفظِ تشریع یا
شرع سے آپ کیا مراد لیتے ہیں۔

عقیدۂ ختمِ نبوت، ابن عربیؒ کے اقوال کی روشنی میں

(۱) وھذا کلہ موجود فی رجال اللہ من الاولیاء، والذی
اختص بہ النبی دون الولی وحی التشریع ولا یشرع
الا النبی ولا یشرع الا رسول۔

ترجمہ: یہ (لغوی وحی بمعنیٰ الہام) تمام تر، مردانِ خدا میں جو اولیاء کاملین ہیں موجود
ہے، اور جو وحی نبی سے خاص ہے ولی کو نہیں مل سکتی وہ وحیِ تشریع
ہے، کیونکہ تشریع کسی نبی یا رسول ہی کو دی جا سکتی ہے (تشریع کا انکار
کفر ہے جبکہ ولی کی ولایت یا الہام کا انکار کفر نہیں)، فتوحاتِ مکیہ جلد ۲ صفحہ ۲۸

(۲) اول ما بدئ بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من
الوحی الرؤیا، فلا یری رؤیا الا خرجت مثل فلق الصبح،
وھی التی ابقی اللہ علی المسلمین وھی من اجزاء النبوۃ فما
ارتفعت النبوۃ بالکلیۃ، ولھذا قلنا: انما ارتفعت نبوۃ
التشریع فھذا معنی لا نبی بعدی۔

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وحی کی ابتدا خواب سے ہوئی، آپ جو
بھی خواب دیکھتے وہ نورِ سحر کی طرح سچ نکل آتی۔ اور یہی وہ چیز ہے
جو اللہ نے مسلمانوں کے لیے باقی رکھی ہے اور یہ اجزاءِ نبوت میں
سے ہے، لہٰذا نبوت مکمل طور پر نہیں اٹھی، اسی لیے ہم نے کہا ہے

کہ صرف نبوتِ تشریع کو اٹھا لیا گیا ہے۔ اور لا نبی بعدہٗ کا بھی یہی معنیٰ ہے۔ (فتوحات، حوالہ مذکورہ

ان حوالہ جات سے واضح ہو گیا کہ تشریع سے مراد آپ نبوتِ شرعی اصطلاحی لیتے ہیں۔ اور نبوت بالکلیہ نہ اُٹھنے سے آپ کی مراد اچھی خواب اور کشف و الہام کا بقا ہے نہ کہ اس نبوت کا بقا جو اصطلاح شرع میں ہے۔

(۳) وانما انقطع الوحی الخاص بالرسل والنبی من نزول الملك علی اذنہ وقلبہ وتحجیر اسم النبی والرسول۔

ترجمہ: وہ وحی بہر حال منقطع ہو گئی ہے جو رسول اور نبی کے ساتھ خاص ہے جس میں فرشتہ ان کے دل پر اترتا ہے۔ اور نبی اور رسول کا لفظ بھی روک دیا گیا ہے۔ (فتوحات مکیہ جلد ۲ باب ۵۵ س ۳ صفحہ ۲۵۳)

(۴) لان الملك لا ینزل بوحی علی قلب غیر نبی اصلاً۔

ترجمہ: کیونکہ فرشتہ وحی لے کر نبی کے سوا کسی کے دل پر بالکل نہیں اُترتا۔

(فتوحات جلد ۳ باب ۱۱۰ س ۳ صفحہ ۳۸)

یہاں خوب واضح ہو گیا کہ (۱) ابن عربی رحمہ اللہ کے نزدیک وہ وحی کلیتاً ختم ہو گئی ہے جو رسول اور نبی کے ساتھ خاص ہے۔ اسی کو وہ دوسرے مقامات پر تشریع کہتے ہیں۔ (۲) اور اس کی ماہیت میں یہ بات داخل ہے کہ فرشتہ وحی لے کر رسول و نبی کے دل پر اترتا ہے۔ اب اس پیرائے میں فرشتہ وحی لے کر کبھی نہیں اُترے گا۔ (۳) اور اب کسی پر لفظِ نبی اور رسول بھی نہیں بولا جائے گا۔

(۵) الا تنظر الی مبادئ الوحی الالٰھی النبوی انما ھی المبشرات وھی التی بقیت فی الامۃ بعد انقطاع النبوۃ۔

ترجمہ: کیا تو دیکھتا نہیں کہ پیرایۂ نبوت میں وحی الٰہی کی ابتدا مبشرات

(اچھی خوابوں) سے ہی ہوتی ہے۔ اور یہی مبشرات ہی اُمت میں نبوت کے انقطاع کے بعد باقی رہ گئی ہیں۔ (فتوحات ج ۳ باب ۱۱۰ سوال ۱۲ صفحہ ۳۹)

(۶) وھی جزء من اجزاء النبوۃ وان لم یکن صاحب المبشرۃ نبیا..... فما تطلق النبوۃ الا علی من اتصف بالمجموع۔

ترجمہ: مبشرات نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔ اگرچہ مبشرات والا شخص نبی نہیں ہو سکتا ...... تو لفظِ نبوت اس شخص کے سوا کسی پر نہیں بولا جائے گا جو تمام اجزاء نبوت سے متصف ہو۔

(فتوحات جلد ۳ سوال ۱۷ صفحہ ۴۳۵)

یہ عبارت نمبر ۵ اور ۶ بھی خوب واضح کر رہی ہیں کہ (۱) نبوت منقطع ہو گئی ہے صرف اچھی خوابیں رہ گئی ہیں (۲) خوابیں نبوت کا ایک جزء ہیں اور کل سے متصف ہونے والا نبی کہلا سکتا ہے جزء سے متصف کو نبی نہیں کہا جا سکتا۔ اس کے باوجود اگر کوئی مرزائی یہ گمان رکھتا ہے کہ ابن عربیؒ کے نزدیک ایسا نبی اب بھی آ سکتا ہے جو نئی شریعت لے کر نہ آئے تو پھر ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ صم بکم عمی فھم لا یرجعون۔ ایسے بہروں گونگوں اور اندھوں کو اللہ ہی ہدایت دے سکتا ہے۔

(۷) اعلم ان لنا من اللہ الالھام لا الوحی فان سبیل الوحی قد انقطع بموت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد کان الوحی قبلہ ولم یجیٔ خبر الٰھی ان بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم وحیا لما قال اللہ تعالیٰ: ولقد اوحی الیك والی الذین من قبلك، ولم یذکر وحیا بعدہ ...... وفی

الخیرا لنبوی الصادق فی عیسی علیہ السلام وقد کان من اوحی الیہ قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، لا یعمل الا بسنتنا فلہ الکشف اذا نزل والالہام کما لھذہ الامۃ۔

ترجمہ: جان لو کہ ہم (اُمّتِ محمدیہ) کو اللہ کی طرف سے صرف الہام ملا ہے، نہ کہ وحی، کیونکہ وحی کا راستہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے ساتھ ہی منقطع ہو گیا، آپ سے قبل وحی کا سلسلہ تھا۔ اور ایسی خدائی خبر کہیں نہیں آئی ہے کہ آپ کے بعد بھی وحی ہے، چنانچہ اللہ نے فرمایا: "تحقیق آپ کی طرف وحی کی گئی اور ان (انبیاء) کی طرف بھی جو آپ سے پہلے تھے"، مگر آپ کے بعد وحی کا اللہ نے ذکر نہیں کیا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جو آپ سے پہلے صاحبِ وحی رہے ہیں، یہ سچی نبوی حدیث ہے کہ وہ ہماری ہی سنت پر عمل کریں گے۔ تو جب وہ نازل ہوں گے تو ان کے لیے کشف اور الہام ہوگا جیسا کہ اس اُمّت کے لیے ہے (وحی نہیں ہوگی)۔ (فتوحات جلد ۳ سوال ۳۰ صفحہ ۲۳۸ باب ۳۵۳)

شیخ اکبرؒ نے واشگاف الفاظ میں بتا دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے صاحبِ وحی رہے ہیں۔ لیکن جب وہ دوبارہ آئیں گے تو انہیں وحی نہیں ملے گی۔ صرف الہام اور کشف ملے گا جیسا کہ امت میں سے دیگر اولیاء کو ملتا ہے جب آپ کو اب وحی نہیں مل سکتی کیونکہ وحی کا راستہ وصالِ نبوی کے ساتھ ہی منقطع ہو گیا ہے تو کسی اور کو وحی کیسے مل سکتی ہے۔

(۲) حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے کلام سے غلط استدلال

شاہ صاحب ختم نبوت کی وضاحت میں فرماتے ہیں:

ختم بہ النبیون ای لا یوجد بعدہ من یامرہ اللہ سبحانہ بالتشریع علی الناس۔

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سلسلۂ انبیاء ختم کر دیا گیا، یعنی آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جسے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ لوگوں پر تشریع کا حکم دے۔ تفہیماتِ الٰہیہ جلد ۲ صفحہ ۸۵

اس عبارت سے مرزائی یہ ثابت کرتے ہیں کہ حضرت شاہ صاحب کے نزدیک ختم نبوت بایں معنیٰ ہے کہ آپ کے بعد کوئی صاحبِ شریعت نبی نہیں آ سکتا جو نئی شریعت لے کر آئے۔ گویا غیر صاحبِ شریعت نبی کا آنا آپ کے نزدیک ختم نبوت کے منافی نہیں۔ اور یہی کچھ مرزائی کہتے ہیں۔

جواب۔ شاہ صاحب کی مذکورہ عبارت سے یہ معنیٰ لینا بہت بڑا دجل اور اعلیٰ پایہ کا فریب ہے تشریع کا معنیٰ ہم ابھی شیخ اکبر ابن عربیؒ کی عبارات کے تحت واضح کر آئے ہیں کہ لفظ تشریع جب اللہ یا اس کے رسول کی طرف منسوب ہو تو اس کا معنیٰ یہ ہوتا ہے کہ لوگوں پر حکم نافذ اور فرض کیا جائے جو اسے مانے وہ مومن رہے جو انکار کرے وہ کافر ہو جائے جیسے کہ خود شاہ صاحب نے مذکورہ عبارت میں "التشریع کا صلہ" علی الناس" لا کر اس کی طرف اشارہ کر دیا ہے تو شاہ صاحب کی کلام کا معنیٰ یہ ہوا کہ ختم نبوت کا مقصد یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کوئی ایسی شخصیت نہیں جسے ماننا اور اس پر ایمان لانا اللہ نے فرض کیا ہو (جیسا کہ انبیاء کا حال تھا) کہ جو اس کے منصب کو نہ مانتے وہ دائرہ اسلام

سے خارج ہو جائے۔ اگر آج کوئی شخص اپنے لیے یا کسی کے لیے ایسے منصب کا
دعویٰ کرتا ہے تو وہ کافر ہے کیونکہ اُس نے منصبِ انبیاء کا دعویٰ کیا ہے، یہ منصب
کسی نبی ہی کا ہو سکتا ہے کہ اس کا انکار کفر قرار پائے۔ گویا جس نے اُسے نہیں مانا
اس کا قرآن پر ایمان لانا، تمام انبیاء کو ماننا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام عظمتوں
اور احادیث کو ماننا بے کار ہو گیا یعنی وہ سب کچھ ماننے کے باوجود جسے ماننا ایک
مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ وہ شخص بدستور کافر ہی ہے کیونکہ اس نے اس
نئے منصب کو نہیں مانا۔ تو ایسے منصب کا دعویٰ کرنا صاف طور پر یہ معنیٰ رکھتا ہے
کہ اب سارا اسلام بے کار ہو گیا۔ اب اللہ اور اس کے آخری نبی کو ماننا مدارِ نجات
نہ رہا مدارِ نجات کوئی نیا آدمی بن گیا، بعض نے ختم نبوت کا معنیٰ یہ کیا ہے کہ اب ایسا کوئی
شخص نہیں آسکتا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو منسوخ کر دے تو اس کا بھی
یہی مطلب ہے۔ یہی شاہ صاحب کے الفاظ بالتشریع علی الناس کا مطلب ہے
اور یہی شیخ محی الدین ابن عربی کے اقوال کا معنیٰ ہے۔

اور یہی وہ منصبِ نبوت ہے جس کا مرزا صاحب نے دعویٰ کیا اور آپنے
نہ ماننے والے تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا۔ چنانچہ مرزا صاحب نے کہا:

"اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں، ایسا ہی بغیر فرق
ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی وحی پر ایمان رکھتا ہوں جو مجھے ہوئی" (ایک غلطی کا
ازالہ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۱۰)۔ "مرزا صاحب کہتے ہیں: "اب
جو شخص مجھ کو باوجود صدہا نشانیوں کے مفتری ٹھہراتا ہے تو وہ مومن کیوں کر ہو
سکتا ہے"؟۔ "علاوہ اس کے، جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا"

(حقیقۃ الوحی مندرجہ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۶۷)

چنانچہ مرزا صاحب کے بیٹے مرزا محمود صاحب لکھتے ہیں:

کل "مسلمان" جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے
حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

(آئینہ صداقت صفحہ ۳۵)

خلاصہ یہ ہے کہ مذکورہ قسم کے منصب کا دعویٰ کرنا حضرت شاہ ولی اللہؒ کے
نزدیک ختم نبوت کے منافی اور کفر ہے۔ اور یہی آپ کے مذکورہ قول کا معنیٰ ہے
تو اس قول سے مرزا صاحب کی نبوت کی تائید خاک ہوگی، اُلٹا اس سے وہ کافر
قرار پاتے ہیں۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ کے بعض اقوال سے غلط استدلال

ملا علی قاری رحمہ اللہ علماءِ احناف میں بلند تر مقام رکھتے ہیں۔ مرزائیوں نے
ان کے بعض اقوال سے غلط مفہوم لے کر اپنے کفریہ عقیدے کو ان کی طرف
منسوب کرنے کی بھی کوشش کی ہے۔

چنانچہ ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں:

اذا المعنی انہ لا یأتی بعدہ نبیٌّ ینسخ ملتہ ولم یکن
من امتہ۔

ترجمہ: کیونکہ معنیٰ یہ ہے کہ آپ کے بعد ایسا نبی نہیں ہو سکتا جو آپ کا
دین منسوخ کر دے اور آپ کی اُمت میں سے نہ ہو۔

(موضوعاتِ کبیر صفحہ ۶۹)

گویا اگر آپ کے بعد ایسا نبی آئے جو آپ کے دین (اسلام) کو منسوخ نہ کرے
بلکہ اسلام کا پیروکار ہو اور آپ کی اُمت میں سے ہو تو ایسا نبی حضرت ملا علی
قاریؒ کے نزدیک آسکتا ہے۔ اور یہی مرزائی عقیدہ ہے کہ مرزا صاحب اُمتی بھی ہیں

اور نبی بھی۔ اسی طرح ملا علی قاری ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

واما حدیث لا وحی بعدی باطل لا اصل له نعم ورد لا نبی بعدی، ومعناه عند العلماء انه لا یحدث بعده نبی بشرع ینسخ شرعه۔

ترجمہ: اور یہ حدیث کہ میرے بعد کوئی وحی نہیں، سراسر باطل ہے۔ اس کا کوئی اصل نہیں، ہاں یہ وارد ہوا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور علماء کے نزدیک اس کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا نبی پیدا نہیں ہوگا جو ایسی شرع لائے جو آپ کی شرع کو منسوخ کردے۔

(کتاب الاشاعہ لاشراط الساعہ، صفحہ ۲۲۶)

جواب اوّل - یہ بات پہلے بھی ہو چکی ہے کہ حجت اللہ اور اس کے رسول کی نصوصِ قطعیہ ہیں۔ ان کے مقابلہ میں کسی امام یا عالم و فقیہہ کا قول کچھ وزن نہیں رکھتا، اگر اس قول کی بہتر توجیہ ہو سکے تو فبہا ورنہ اسے رد کر دیا جائے گا، مرزائیوں کا حال عجیب ہے کہ مقصد کے خلاف نصوصِ قطعیہ بھی نہیں مانتے اور مقصد کے مطابق کسی عالم کا قول بھی سب سے بڑی حجت ٹھہرا لیتے ہیں۔ جب حدیثِ صحیحہ و صریح گزر چکی کہ میری اُمت میں سے تیس دجال و کذاب ہوں گے ہر کوئی دعویٰ نبوت کرے گا مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں، (ابوداؤد و ترمذی وغیرہ) تو اب ہر مسلمان کو یہ مان لینا چاہیئے کہ اب کوئی شخص نبی نہیں بن سکتا خواہ وہ آپ کی اُمت میں سے خود کو شمار کرے اور اسلام اسلام پکارتا پھرے، اس کے مقابلے میں کسی قول کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ تاہم ملا علی قاری رحمہ اللہ کے قول کی توجیہ ہو سکتی ہے۔ وہ یہ کہ آپ کے قول کے مطابق ختم نبوت بایں معنیٰ ہے کہ اب کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپ کے دین کو منسوخ کردے اور آپ کی اُمت میں سے نہ ہو۔ اور یہ حقیقت

اظہر من الشمس ہے کہ پہلے انبیاء کرام کی طرح کا کوئی اور نبی اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فرض کیا جائے تو بہرحال اس سے آپ کے دین کا نسخ لازم آتا ہے اور یہ آپ کی خصوصیت ہے جو انبیاء سابقین میں نہیں تھی۔ اس کے دو اسباب ہیں۔

اوّل: یہ کہ پہلے کسی نبی کی اُمت کو یہ مژدہ نہ سُنایا گیا کہ تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا گیا ہے۔ اور تم پر اللہ کی نعمت تمام ہو گئی ہے۔ جبکہ اُمّتِ محمدیہ کو یہ اعزاز بخشا گیا اور فرمایا گیا۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی میں نے آج تمہارا دین تمہارے لیے مکمل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی۔ (سورہ مائدہ آیت ۳) اور یہ بات بھی اکمالِ دین میں شامل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کوئی ایسی شخصیت پیدا نہیں ہوگی جو مدارِ نجات ہو۔ جسے مانے بغیر کوئی مسلمان بن سکتا ہو نہ نجاتِ اخروی کا حامل قرار پاتا ہو۔ مدارِ نجات اب صرف اور صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ ستودہ صفات ہے۔ اب قیامت تک دین و دنیوی فلاح انہی کے دامنِ رحمت سے وابستہ ہے۔ اب اگر کوئی نیا نبی فرض کیا جائے تو پھر وہ مدارِ نجات بن جائے گا کیونکہ جو اُسے نہیں مانے گا وہ کافر ٹھہرے گا اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے اور ان کی غلامی کا دم بھرنے کے باوجود مسلمان نہیں کہلا سکے گا۔ گویا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مدارِ نجات نہیں رہے گی اور یہ نہ صرف اللہ کے وعدۂ اکمالِ دین و اتمام نعمت کے خلاف ہے بلکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب پر ڈاکہ ڈالنے کے مترادف ہے اور آپ کے دین کو منسوخ کر دینے کے برابر ہے۔ حضرت ملا علی بھی یہی فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپ کے دین کو منسوخ کردے اور آپ کی اُمت میں سے نہ رہے، بلکہ خود مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"کیا قرآن کریم میں کہیں یہ بھی لکھا ہے کہ کسی وقت کوئی حقیقی طور پر صلیبوں کو

توڑنے والا ۔۔۔۔ اور قرآن کریم کے بعض احکام کو منسوخ کرنے والا ظہور کرے گا
اور آیت الیوم اکملت لکم دینکم اور حتی یعطوا الجزیۃ عن ید
اس وقت منسوخ ہوجائے گی اور نئی وحی قرآنی وحی پر خطِ نسخ کھینچ دے گی؟
اے لوگو! اے مسلمانوں کی ذریت کہلانے والو دشمنِ خدا نہ بنو اور خاتم النبیین کے
بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو، اور اس خدا سے شرم کرو جس کے سامنے
حاضر کیے جاؤ گے۔" (آسمانی فیصلہ، مندرجہ روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۲۵)

گویا مرزا صاحب نے صاف صاف تسلیم کیا کہ نیا نبی فرض کرنا اور اس پر وحی
نبوت کا نزول ماننا وعدۂ خداوندی الیوم اکملت لکم دینکم کے خلاف
ہے اور قرآن کو منسوخ کرنے کے برابر ہے یہی چیز ملا علی قاریؒ فرما رہے ہیں۔
مرزا صاحب نے یہ تحریر دعویٰ نبوت سے تقریباً دس سال قبل ۱۸۹۱ء میں لکھی۔
جیسے کہ مولوی جلال الدین شمس قادیانی نے روحانی خزائن جلد ۴ کے مقدمہ میں لکھا
ہے "آپ نے دسمبر ۱۸۹۱ء میں رسالہ آسمانی فیصلہ لکھا۔ (دیکھئے مقدمہ جلد چہارم
صفحہ ۲۰) اب ہے کوئی مرزائی جو اس عقدہ کو حل کرے کہ جو دین ۱۸۹۱ء میں مکمل
تھا اور کسی نبی کی گنجائش نہ تھی وہ دین ۱۹۰۱ء میں کیسے ناقص ہوگیا اور مرزا صاحب
نے "ایک غلطی کا ازالہ" میں ڈنکے کی چوٹ اپنی نبوت کا اعلانِ عام کر دیا۔

بہرحال، ہم اپنے موضوع سے ہٹ رہے ہیں۔ ملا علی قاریؒ کی عبارت کا مفہوم
واضح ہوگیا ہے۔

دوم۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی کا آنا آپ کے دین کو اس لیے
بھی منسوخ قرار دیتا ہے کہ صدہا احادیث صحیحہ میں آپ واضح فرما چکے ہیں کہ میرے
بعد کوئی نبی نہیں آسکتا میرے بعد کسی طرح کی کوئی نبوت نہیں ہے۔ اب، ان تمام
احادیث کو منسوخ کرکے ہی نیا نبی آسکتا ہے۔ اور دین کی ایک جزء کو منسوخ

کرنا سارے دین کو منسوخ کر دینے کے برابر ہے۔ اس لیے ملا علی قاری فرما رہے
ہیں کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپ کے دین کو منسوخ کردے۔ گویا
آپ کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا ملا علی کے نزدیک ہر حال آپ کے دین کے نسخ کے
برابر ہے۔ کما ہو ظاہر۔

جواب دوم۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ کا عقیدہ ختم نبوت کے متعلق حد سے زیادہ
واضح اور روشن ہے۔ ذیل میں آپ کی چند عبارات اور اقوال لکھے جاتے ہیں:

ختم نبوّت کے متعلق حضرت مُلّا علی قاری کے ارشادات

۱- (قول) التحدی فرع دعوی النبوۃ بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بالاجماع

ترجمہ: میں کہتا ہوں، کرامت پر تحدّی کرنا دعویٰ نبوّت ہی کی ایک شاخ
ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا دعویٰ بالاجماع کفر ہے
(شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۹۸)

کرامت پر تحدّی کا معنیٰ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے صاحبِ کرامت ہونے پر
چیلنج کرے۔ لوگوں سے اپنی ولایت اور کرامت باصرار منوائے۔ حضرت علی قاریؒ
فرماتے ہیں یہ صرف ایک نبی کی شان ہے کہ وہ اپنی نبوت لوگوں پر پیش کرے اور کہے
کہ تم پر اس کا ماننا ضروری ہے ورنہ تمہاری نجات نہیں ہوسکتی، جبکہ کسی ولی اللہ کو یہ زیب نہیں
دیتا کہ وہ اپنی ولایت لوگوں سے منوائے۔ اور اگر وہ ایسا کرتا ہے تو وہ دوسرے
لفظوں میں نبوت کا دعویٰ کر رہا ہے، اور یہ بالاجماع کفر ہے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے بعد ولایت پر اصرار ملا علی قاری کے نزدیک کفر ہے تو نبوت پر اصرار بطریقِ اولیٰ
کفر ہے۔ یعنی اب جو شخص بھی ایسے منصب کا دعویٰ کرے کہ اسے مانے بغیر کوئی

بخشا نہ جا سکے خواہ وہ ولایت کی صورت میں ہو یا نبوت کی صورت میں، بہر حال وہ کفر ہے۔ تو کیا اس سے یہ ثابت ہوا کہ ملا علی قاری کے نزدیک نئی شریعت کے ساتھ تو نبوت کا دروازہ بند ہے اور شریعتِ اسلامیہ کا پیروکار نبی اب بھی آسکتا ہے؟ مرزائیو کچھ تو انصاف کرو۔ ملا علی قاری کی طرف اپنا کفریہ عقیدہ کیوں منسوب کرتے ہو۔

۲ (وختم بی النبیون) ای وجودھم فلا یحدث بعدہ نبی ولا یشکل بنزول عیسی علیہ السلام وترویج دین نبینا صلی اللہ علیہ وسلم علی اتم النظام وکفی بہ شہیدا وناھیک بہ فضلا علی سائر الانام، قال الطیبی، اغلق باب الوحی وقطع طریق الرسالۃ وسد واخبر باستغناء الناس عن الرسل واظہار الدعوۃ بعد تصحیح الحجۃ وتکمیل الدین کما قال تعالی: الیوم اکملت لکم دینکم، واما باب الالہام فلا ینسد ..... فاللہ تعالی اغلق باب الوحی بحکمتہ وفتح باب الالہام برحمتہ

ترجمہ: ارشاد نبوی اور میرے ذریعہ انبیاء ختم کر دیئے گئے ہیں، کا معنیٰ یہ ہے کہ ان کا وجود ختم ہوگیا۔ اب کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہوکر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی کما حقہ ترویج کرنے سے ختم نبوت میں کوئی اشکال پیدا نہیں ہوتا۔ (کیونکہ وہ پہلے سے نبی بن چکے ہیں) اور تمام انسانوں پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کے لیے اس سے بڑی کوئی دلیل نہیں، علامہ طیبی نے فرمایا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کا دروازہ بند کیا ہے۔ اور رسالت کا راستہ منقطع و مسدود کیا ہے اور لوگوں کو سلسلۂ رسالت سے مستغنی ہونے کی خبر دی ہے اور بتایا ہے کہ حجت تمام ہوجانے اور دین مکمل ہوجانے کے بعد کسی

شخصیت پر ایمان لانے کی دعوت کے اظہار کی ضرورت نہیں ہے، جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ البتہ الہام کا دروازہ بند نہیں ہوا، ...... تو اللہ نے اپنی حکمت سے وحی کا دروازہ بند کر دیا اور اپنی رحمت سے الہام کا دروازہ کھول دیا۔

(المرقات شرح المشکوٰۃ جلد ۱۱ صفحہ ۵۰)

ملا علی قاری کی مذکورہ عبارت سے یہ امور ثابت ہوتے ہیں:

۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوگا لہٰذا عیسیٰ علیہ السلام کے اترنے سے ختم نبوت میں کچھ فرق نہیں پڑتا۔

۲۔ وحی کا دروازہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہمیشہ کے لیے بند ہوگیا ہے۔

۳۔ اب کوئی ایسا شخص پیدا نہیں ہوگا جو خود پر ایمان لانے کے لیے لوگوں کو دعوت دے جیسے انبیاء کرتے تھے۔

۴۔ اللہ نے وحی کا دروازہ بند کر دیا اور اس کی جگہ الہام کا دروازہ کھول دیا جو اولیاء کاملین کو عطا کیا جاتا ہے، یعنی نبوت کی جگہ ولایت نے لے لی ہے۔ اب ولی ہوسکتا ہے نبی نہیں۔

اب کیا مرزائیوں کی یہ بات ماننے کی کوئی گنجائش رہ گئی ہے کہ ملا علی قاری کے نزدیک صرف اس نبوت کا دروازہ بند ہوا ہے جس میں نئی شریعت ہو البتہ ایسا نبی اب بھی آسکتا ہے جو نبی بھی ہو اور امتی بھی؟ مرزائیوں میں اگر ایک شخص بھی انصاف کرنے والا ہے تو وہ انصاف کرے۔ الیس منکم رجل رشید۔

۳ (وانا خاتم النبیین ولا فخر) وعدل عن المرسلین الی النبیین، لانھم اعم فتکون نسبۃ الخاتمیۃ اتم۔

ترجمہ: ارشاد نبوی "میں انبیاء میں سے آخری نبی ہوں اور مجھے اس پر کوئی

فخر نہیں" میں لفظ النبیین بولا گیا ہے۔ مُرسلین نہیں بولا گیا۔ کیوں کہ النبیین اس سے عام ہے۔ لہٰذا ختم نبوت کی نسبت بھی مکمل تر ہوگی

(المرقات شرح المشکوٰۃ جلد ۱۱ صفحہ ۶۳)

مُلّا علی قاری اس عبارت میں فرما رہے ہیں کہ قرآن وحدیث میں خاتم النبیین کہا گیا ہے خاتم المرسلین نہیں کہا گیا۔ حالانکہ آپ خاتم المرسلین بھی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لفظ نبی، مرسل کی نسبت عام تر ہے۔ کئی انبیاء وہ ہیں جو مرسل نہیں یعنی انہیں کوئی نیا پیغام یا صحیفہ وغیرہ نہیں دیا گیا۔ اگر خاتم المرسلین کہا جاتا تو کسی فتنہ پرداز کو یہ کہنے کی گنجائش ہو سکتی تھی کہ اب نیا مُرسل تو نہیں آسکتا البتہ ایسا نبی آسکتا ہے جو مرسل نہ ہو اور جسے کوئی نئی شریعت، کتاب یا صحیفہ نہ دیا گیا ہو جیسے کہ مرزائی سمجھتے ہیں، مگر اللہ نے لفظ عام النبیین کہہ کر یہ گنجائش بھی ختم کر دی۔ اگر اب بھی مرزائی اپنا کفریہ عقیدہ ملا علی قاری رحمۃ الباری کی طرف منسوب کریں تو اس سے بڑا ظلم اور بہتان اور کوئی نہیں۔

۴ وکذلک قال ای ابن القاسم فیمن تنبأ ای ادعی انه نبی وزعم انه یوحی الیه، انه کالمرتد یستتاب ..... قال ابن القاسم دعا الی ذلك ای الی انه نبی سرا او جهرا فانه یکون کالمرتد۔

ترجمہ: اسی طرح ابن قاسم اس شخص کے متعلق جو دعویٰ نبوت کرے اور گمان رکھے کہ اُسے وحی آتی ہے، یہی کہتے ہیں کہ وہ بھی مرتد ہی کے حکم میں ہے اسے توبہ کرنے کو کہا جائے گا۔ (اگر توبہ نہ کرے تو قتل کر دیا جائے گا) ..... ابن قاسم نے کہا اس میں یہ کوئی فرق نہیں کہ وہ اپنے دعویٰ کی طرف یعنی اپنے نبی ہونے کی طرف لوگوں کو خفیہ بلائے یا علانیہ، بہرحال وہ مرتد ہے۔ (شرح الشفا للقاضی جلد ۴ صفحہ ۳۹۳)

ملا علی قاریؒ نے اس عبارت میں صاف فرما دیا کہ جو شخص بھی دعویٰ نبوت کرے اور خود پر لفظ نبی کا اطلاق کرے اور کسی بھی اعتبار سے نبی کہلائے اور خود کو صاحب وحی جتلائے۔ ایسا شخص یقیناً مرتد ہے اور مرتد کی سزا کا مستحق ہے۔ اگر توبہ کر لے تو بہتر ورنہ تہہ تیغ ہو جائے گا۔ مرزائیو! ملا علی قاری کے قول سے استدلال لاتے ہو اگر ان کا قول تمہارے نزدیک معتبر ہے تو پھر مرزا صاحب کی خیر مناؤ۔ اور حق تو یہ ہے کہ اب بھی اپنی روش سے باز آجاؤ۔

مولانا رومی صاحب مثنوی کے بعض اشعار سے غلط استدلال کا جواب

عارف رومی علیہ الرحمہ کو بھی معاف نہیں کیا گیا۔ ان کے بعض اشعار سے بھی مقصد برآری کی کوشش کی گئی ہے۔ مرزائی لوگ اس طرح عوام الناس کو یہ مغالطہ دیتے ہیں کہ دیکھو اتنے بڑے بڑے ائمہ دین بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ دروازہ نبوت ابھی کھلا ہے۔ چنانچہ مثنوی کے درج ذیل اشعار پر بھی طبع آزمائی فرمائی گئی ہے۔

۱۔ بہر ایں خاتم شد است او کہ بجود — مثل او نے بود و نے خواہند بود

۲۔ چونکہ در صنعت برد استاد دست — نے تو گوئی ختم صنعت بر تو است

ترجمہ: (۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس لیے خاتم الانبیاء ہیں کہ جود وسخا میں آپ کی مثل نہ کوئی ہوا نہ آئندہ لوگ ہو سکیں گے۔ (۲) جب کوئی استاد (فن) کسی صنعت میں کمال حاصل کر لیتا ہے تو کیا تم اسے یہ نہیں کہتے کہ یہ صنعت تم پر ختم ہے۔

(مثنوی دفتر ششم حصہ اول صفحہ ۵۶ جلد ۱۵)

یعنی جب کوئی شخص کسی فن میں ماہر ہو جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ فن اُس پر ختم ہے چنانچہ حدیث میں جو سب سے فائق ہوا اسے خاتم المحدثین کہہ دیتے ہیں ایسے ہی کسی کو خاتم الفقہاء کسی کو خاتم العلماء کہا جاتا ہے۔ یعنی اس کا مرتبہ تمام محدثین یا فقہاء

علماء سے بلند ہے ۔ یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اس کے بعد کوئی محدث یا فقیہ پیدا نہیں ہوگا
مرزائی استدلال یہ ہے کہ جب مولانا رومی بھی لفظِ خاتم الانبیاء کا معنیٰ یہی لے رہے ہیں کہ جود و سخا میں آپ کی مثل نہ کوئی ہوا ہے نہ ہوگا تو آپ کے بعد کسی نبی کے آنے سے آپ کی ختم نبوت میں کیسے فرق آسکتا ہے ۔ خلاصہ یہ کہ مولانا رومی کے نزدیک بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا آنا ختم نبوت کے منافی نہیں ۔

جواب : ہم مرزائیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ مولانا رومی کا کوئی ایسا شعر دکھا دیں جس میں وہ یہ کہتے ہوں کہ خاتم الانبیاء کا معنیٰ زمانے کے اعتبار سے آخری نبی لینا غلط ہے ۔ مگر کوئی مرزائی تا قیامت ایسا کوئی شعر نہیں دکھا سکتا ، جبکہ مذکورہ اشعار میں آپ نے لفظِ خاتم کا معنیٰ خاتم رُتبی میں منحصر نہیں کیا ۔ صرف آپ کے لیے لفظِ خاتم سے آپ کی خاتمیتِ رتبی بھی ثابت کی ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمانے کے اعتبار سے بھی خاتم الانبیاء ہیں اور مرتبے کے اعتبار سے بھی ۔ مولانا رومی نے یہاں صرف مرتبتاً خاتم ہونا بیان کیا ہے جبکہ خاتمیتِ زمانی کا کوئی ذکر ہی نہیں کیا ۔ چہ جائیکہ آپ نے اس کی نفی کی ہو ۔ کیا خاتمیتِ زمانی اور خاتمیتِ رُتبی میں قادیانیوں کے نزدیک کوئی تضاد ہے کہ ایک کے اثبات سے دوسری کی نفی لازم آجائے ؟

مولانا روم کے متعلق کیسے یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا اجراء مانتے ہوں ۔ جبکہ ختم نبوت کے متعلق ان کا عقیدہ یہ ہے ۔

(۱)

(۲)

ترجمہ :

مولانا رومی کے ان اشعار سے بھی استدلال کیا جاتا ہے ۔

(۱) نفس چوں از وسوسہ خالی شود — مہمانِ وحی اجلالی شود

(۲) نے نجوم است و رمل است و نہ خواب — وحیِ حق واللہ اعلم بالصواب

(۳)

ترجمہ : (۱) نفس جب وسوسۂ (شیطانی) سے خالی ہوتا ہے تو جلال والی وحی کا مہمان بنتا ہے (۲) یہ نہ نجوم کا علم ہے نہ رمل ہے نہ خواب ۔ یہ وحی حق ہے اور اللہ ہی حقیقت جانتا ہے (۳)

یہ پیچھے کئی بار بیان ہو چکا ہے کہ ایسے مقامات میں وحی سے مراد وحی نبوت نہیں ہوتی بلکہ الہام مراد ہوتا ہے اور اُسے لغوی اعتبار سے وحی کہہ دیا جاتا ہے قرآن کریم میں تو مکھی کے دل میں اللہ جو بات ڈالتا ہے اسے بھی وحی کہا گیا ہے واوحی ربك الى النحل تیرے رب نے شہد کی مکھی کو وحی فرمائی ۔ تو کیا مکھیاں بھی لفظِ وحی کی وجہ سے نبی کہلائیں گی ؟ (معاذ اللہ)

اسی لیے مولانا رومی نے آخری شعر میں واضح کر دیا کہ صوفیاء اسے وحیِ دل کہتے ہیں جسے دوسرے لفظوں میں الہام کہا جاتا ہے ۔ اور الہام سے نبوت ثابت نہیں ہو سکتی اور نہ ہی وہ صاحبِ الہام کے سوا دوسروں کے لیے حجت ہو سکتا ہے ۔ بہر حال مرزائیوں کے ترکش میں جتنے تیر تھے وہ آپ نے دیکھ لیے کہ ان میں سے کوئی بھی نشانے پر بیٹھنے والا نہیں ۔ آخر میں ہماری یہی گذارش ہے کہ وہ اپنی عاقبت کا فکر کریں ۔ اور اندھی تقلید کے بجائے حق قبول کرنے کا حوصلہ پیدا کریں ۔ اللہ ہدایت عطا فرمائے ۔

باب سوم

ردِ مرزائیت پر چند بیش قیمت مضامین

قاری محمد طیب صاحب مصنفِ کتاب نے ختم نبوت پر پیشِ نظر کتاب لکھنے کے علاوہ مختلف اوقات میں مرزائیوں کے خلاف متعدد مضامین بھی لکھے جو روزنامہ جنگ لندن میں چھپ کر اسلام کی تقویت اور مرزائیت کی سرکوبی کا سبب بنے۔ علماء نے انہیں بے حد سراہا۔ اس لیے مناسب سمجھا گیا کہ یہ مضامین بھی کتاب کے آخر میں شامل کر دیئے جائیں۔

حیاتِ مسیح پر قادیانی شبہات

پچھلے دنوں ۲۶ نومبر ۱۹۹۵ء کو قاری عبدالحمید صاحب کا مراسلہ موقر روزنامہ جنگ لندن میں شائع ہوا، انہوں نے حدیث مبارک کی نصوص قطعیہ سے مسلمانوں کا اجماع عقیدہ بیان کیا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ابھی فوت نہیں ہوئے آسمان پر موجود ہیں، قرب قیامت میں زمین پر تشریف لائیں گے، دینِ محمدی کی تبلیغ فرمائیں گے اور وفات پانے پر روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں دفن کیے جائیں گے۔ اس پر سویڈن سے ڈاکٹر پرویز پروازی قادیانی نے ۵ دسمبر ۹۵ء کی جنگ اخبار میں چند سوالات و اعتراضات وارد کیے۔ ذیل کی سطور میں ان سوالات کے جوابات نہایت اختصار کے ساتھ پیش کیے جا رہے ہیں۔

پہلا سوال: جب عیسیٰ السلام آسمان سے اتریں گے تو کیا وہ نبی ہوں گے؟ اگر وہ نبی ہوں گے تو آپ پاکستان کے دستور میں کی گئی ختم نبوت کی تعریف کو کہاں لے جائیں گے؟ کیا ان کا نبی کی حیثیت سے آسمان سے اترنا ختم نبوت کی نفی نہیں ہوگا؟ (ڈاکٹر پرویز صاحب کا یہ سوال اخبار سے لفظ بلفظ نقل کیا گیا ہے)

جواب۔ اس بنیادی سوال کا جواب میں اپنی طرف سے دینے کے بجائے مفسرین اُمت اور محدثینِ ملت کی تحریرات سے عرض کرتا ہوں۔ قرآن کریم کی مستند ترین تفسیر "البحر المحیط" کے مصنف حضرت امام ابوحیان اندلسی متوفی ۷۵۴ھ فرماتے ہیں۔ وروی عنہ علیہ السلام الفاظ تقتضی نصاً انہ لانبی بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم والمعنی انہ لا یتنبا احد بعدہ ولا یرد نزول عیسیٰ اٰخر الزمان لانہ ممن نبئ قبلہ وینزل عاملاً علی شریعۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مصلیا الی قبلتہ کانہ بعض امتہ۔

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو الفاظ مروی ہیں وہ بطور نص اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اور اس کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی کو نبی بنایا نہیں جائے گا اور آخر زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا اس کے خلاف نہیں، کیونکہ انہیں آپ سے پہلے نبی بنایا گیا تھا۔ اور وہ نازل ہو کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل کریں گے۔ آپ ہی کے قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھیں گے گویا آپ کی اُمت کا حصہ بن جائیں گے۔ البحر المحیط جلد ۷ صفحہ ۲۳۶ زیر آیتِ ختم نبوت پارہ ۲۲۔

اسی طرح مشہور مفسرِ قرآن حضرت امام علاء الدین خازن بغدادی فرماتے ہیں:

فان قلت قد صح ان عیسی علیہ السلام ینزل فی اٰخر الزمان بعدہ وھو نبی؟ قلت ان عیسی علیہ السلام ممن نبی قبلہ و حین ینزل فی اٰخر الزمان ینزل عاملا بشریعۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ۔ اگر تم کہو کہ حدیث صحیح میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نازل ہوں گے اور وہ نبی بھی ہوں گے تو میں جواب دیتا ہوں کہ عیسیٰ علیہ السلام کو آپ سے پہلے نبوت عطا کر دی گئی تھی اور جب وہ آخر زمانہ میں نازل ہوں گے تو شریعتِ محمدی ہی کی اتباع کریں گے۔ (تفسیر خازن جلد ۳ ص ۲۶۵ پارہ ۲۲)

یونہی شیخ الاسلام والمسلمین امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۵۲ ہجری فرماتے ہیں:

ھو محمل النفی علی انشاء النبوۃ لکل احد من الناس لا علی وجود نبی قبل ذلک۔

ترجمہ۔ تو ضروری ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ آسکنے کی نفی کو

اس معنیٰ پر محمول کیا جائے کہ آپ کے بعد تمام انسانوں میں سے کسی کو بھی نئے سرے سے نبوت نہیں دی جائے گی۔ یہ مطلب نہیں کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی پایا نہیں جا سکتا جسے آپ سے پہلے نبوت دے دی گئی ہو۔ (الاصابہ جلد ا صفحہ ۲۲۵)

مشہور ترین اور مستند ترین مفسر قرآن بحر العلوم امامِ مسلمین مفتی بغداد علامہ آلوسی متوفی ۱۲۷۰ ہجری واشگاف الفاظ میں اس حقیقت کا یوں اظہار کرتے ہیں:

ولا یقدح فی ذلک ما اجمعت الامۃ علیہ واشتھرت فیہ الاخبار ولعلھا بلغت التواتر المعنوی ونطق بہ الکتاب علی قول ووجب الایمان بہ واکفر منکرہ کالفلاسفۃ من نزول عیسی علیہ السلام اٰخر الزمان لانہ کان نبیا قبل تحلی نبینا صلی اللہ علیہ وسلم بالنبوۃ فی ھذہ النشاۃ ومثل ھذا یقال فی بقاء الخضر علیہ السلام علی القول بنبوتہ۔

ترجمہ: ختم نبوت کے معاملہ میں یہ چیز کچھ خلل نہیں ڈالتی کہ آخری زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر ساری اُمت کا اجماع ہے۔ اور احادیثِ مشہورہ اس پر وارد ہیں بلکہ وہ تواترِ معنوی تک پہنچتی لگتی ہیں۔ اور ایک قول پر خود قرآن بھی اس پر گواہ ہے۔ اور اس پر ایمان لانا واجب ہے اور اس کا منکر کافر ہے جیسا کہ فلاسفہ اس کے منکر ہیں، اس لیے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس جہان میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زیورِ نبوت سے آراستہ ہونے سے پہلے کے نبی ہیں۔ اور حضرتِ خضر کے نبی ہونے کے قول پر ان کے ابتک زندہ ہونے کے متعلق بھی یہی سبب بیان کیا جاتا ہے (کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کے نبی ہیں)۔

(تفسیر روح المعانی جلد ۲۲ صفحہ ۳۴)

ہم نے بطور نمونہ یہ چار اقوال لکھے ہیں ورنہ مفسرین و محدثین کے ایسے بیسیوں اقوال لکھے جا سکتے ہیں۔ اگر انہیں پڑھ کر بھی قادیانی لوگوں کو اطمینان نہ ہو تو پھر ہم مجبور ہیں، دل کا تالہ اللہ ہی کھول سکتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس معنیٰ میں آخری نبی ہیں کہ آپ کے بعد کسی اور شخص کو نبوت نہیں دی جائے گی۔ البتہ اگر آپ کے زمانہ سے قبل دنیا میں آنے والے انبیاء میں کوئی اب تک زندہ ہو تو اس سے آپ کے آخری نبی ہونے میں کچھ خلل نہیں آتا۔ اسے ایک مثال سے یوں سمجھیں کہ ایک آدمی کے چار بیٹے ہوئے اور وہ سب زندہ ہوں تو اس کے آخری بیٹے کو اس لیے آخری بیٹا کہا جائے گا کہ اس کے بعد کوئی اور بیٹا پیدا نہیں ہوا، لیکن اگر پہلے بیٹے سارے یا کچھ ابھی تک زندہ ہوں تو اس سے اس کے آخری ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اگر قادیانی لوگوں کو اب بھی بات سمجھنے میں پرابلم ہے تو دیکھیے مرزا غلام احمد قادیانی صاحب لکھتے ہیں: "اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا پیدا نہیں ہوا اور میں ان کے لیے خاتم الاولاد تھا۔" تریاق القلوب مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۴۷۹، یہاں مرزا صاحب خود کو اپنے والدین کے لیے خاتم الاولاد کہہ رہے ہیں، کیونکہ وہی سب سے آخر میں پیدا ہوئے، مگر ہم پوچھتے ہیں کہ دیکھو مرزا صاحب ۱۸۳۷ء میں پیدا ہوئے اور ان کا بڑا بھائی مرزا غلام قادر ۱۸۸۳ء میں فوت ہوا، دیکھیے "سیرت حضرت مسیح موعود" مصنفہ مرزا بشیر الدین محمود ولد مرزا غلام احمد قادیانی خلیفہ ثانی صفحہ ۸۔ اگر مرزا غلام مرتضیٰ کے پہلے بیٹے غلام قادر کے زندہ ہوتے ہوئے مرزا غلام احمد صاحب خاتم الاولاد ہو سکتے ہیں تو عیسیٰ علیہ السلام یا بعض دیگر انبیاء کے زندہ ہوتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء کیوں نہیں ہو سکتے؟

دوسرا سوال۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آج سے بیس صدیاں یعنی دو ہزار سال

قبل پیدا ہوئے۔ اگر آج بھی انہیں زندہ مانا جائے تو پڑھے لکھے لوگ ہماری ذہنی صحت پر شک کریں گے کہ یہ کیسی حماقت ہے کوئی شخص دو ہزار برس تک کیسے زندہ رہ سکتا ہے؟

جواب۔ میرے دوست! اللہ نے اپنی قدرت سے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی زندگی اول تا آخر معجزات و عجائب قدرت سے بھر دی ہے۔ کیا آپ یہ مانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ باپ کے بغیر صرف جبریل امین کی پھونک سے پیدا ہوئے؟ کیا آپ مانتے ہیں کہ آپ کی پیدائش پر حضرت مریم نے کھجور کے سوکھے تنے کو جھنجھوڑا تو یکایک اس پر سے پکی ہوئی کھجوریں برسنے لگیں جیسا کہ قرآن میں ہے؟ کیا آپ مانتے ہیں کہ آپ نے پیدائش سے کچھ ہی لمحات بعد ماں کی گود میں قوم سے فصیح و بلیغ خطاب فرمایا؟ کیا آپ مانتے ہیں کہ آپ کے حکم سے برص زدہ لوگ شفایاب، اندھے بینا اور مردے زندہ ہو جاتے تھے؟ کیا آپ مانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی تصدیق کے لیے آسمانوں سے مختلف کھانوں سے بھرا دسترخوان اترا جسے لوگوں نے نہ صرف دیکھا بلکہ کھایا بھی، جیسا کہ قرآن میں ہے؟ اگر آپ یہ سب کچھ مانتے ہیں تو اس وقت آپ کیوں نہیں سوچتے کہ پڑھے لکھے لوگ آپ کی صحتِ ذہنی کے بارے میں شک کریں گے؟ جو خدا حضرت عیسیٰ کو باپ کے بغیر پیدا کر سکتا ہے، آپ کو ماں کی گود میں قوتِ گفتار دے سکتا ہے۔ آپ کے ہاتھ سے اندھے بینا اور مردے زندہ کر سکتا ہے اور آپ کی دعا سے آسمانوں سے کھانے کے دسترخوان اتار سکتا ہے، کیا وہ خدا اتنا عاجز ہے کہ آپ کو دو ہزار برس یا اس سے زائد مدت کے لیے زندہ نہیں رکھ سکتا۔

افتؤمنون ببعض الکتب و تکفرون ببعض؟

تیسرا سوال۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں آسمان سے اتریں گے تو سوال یہ

ہے کہ کس آسمان سے اُتریں گے؟

جواب۔ مسلم شریف جلد اول کتاب الایمان صفحہ ۹۱ باب الاسراء میں حدیث شریف ہے کہ شبِ معراج نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دوسرے آسمان پر دیکھا اور اُن سے گفتگو فرمائی، اگر اس حدیث ہی کی بنیاد پر کہہ دیا جائے کہ حضرت عیسیٰ قربِ قیامت میں دوسرے آسمان سے اُتریں گے تو آپ کو کیا اعتراض ہے؟

چوتھا سوال۔ پرویز پروازی صاحب نے یہ بھی کہا کہ جماعتِ احمدیہ اور عامۃ المسلمین جن میں ایران، عراق، شام، مصر اور دیگر بلادِ اسلامیہ کے مسلمان شامل ہیں کے عقیدہ کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور ان میں سے کوئی بھی ان کو جسدِ انسانی کے ساتھ آسمان پہ بیٹھا نہیں مانتا۔

جواب: ان عامۃ المسلمین کی وضاحت کی جائے کہ وہ ایران و عراق وغیرہ میں کہاں رہتے ہیں کون ہیں اور کس لٹریچر میں ان کا یہ عقیدہ مذکور ہے؟ پرویز صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ عقیدہ صرف قادیانیوں کا ہے اس کے سوا تمام امتِ مسلمہ کا یہی عقیدہ ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔ خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرنے سے قبل یہی عقیدہ رکھتے تھے۔ وہ لکھتے ہیں "بلکہ میں بھی تمہاری طرح بشریت کے محدود علم کی وجہ سے یہی اعتقاد رکھتا تھا کہ عیسیٰ بن مریم آسمان سے نازل ہوگا" براہین احمدیہ حصہ پنجم مندرجہ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۱۱۱۔ اور وہ لکھتے ہیں:

بل کنت خلت ان المسیح نازل من السماء کما ھو مرکوز فی مدارک القوم۔

ترجمہ: بلکہ میں بھی یہی خیال رکھتا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونے

والے ہیں۔ جیسا کہ یہ قوم (مسلم) کے ذہنوں میں یہ عقیدہ جما ہوا ہے۔

(تحفہ بغداد مندرجہ روحانی خزائن جلد ۷، صفحہ ۱۹۲)

کیا مرزا صاحب کے الفاظ اس بات کی شہادت نہیں کہ عامۃ المسلمین کا عقیدہ یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ آسمان سے نازل ہونے والے ہیں؟ اور ابھی پیچھے علامہ آلوسی بغدادی کے جو الفاظ آپ نے پڑھے ہیں وہ بھی حقیقت واضح کرنے کو کافی ہیں۔ امام طحاوی نے فرمایا: ونؤمن بخروج الدجال ونزول عیسی بن مریم من السماء۔ یعنی ہم دجال کے نکلنے اور حضرت عیسیٰ بن مریم ؑ کے آسمان سے نازل ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔" العقیدۃ الطحاویہ صفحہ ۱۳۔ امام اہلِ سنت امام ابوالحسن اشعری رح متوفیٰ ۳۲۴ھ فرماتے ہیں۔ واجمعت الامۃ علی ان اللہ عزوجل رفع عیسیٰ الی السماء۔ یعنی اُمّت کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ نے حضرت عیسیٰ کو آسمان کی طرف اُٹھا لیا۔ کتاب الابانہ صفحہ ۳۸۔ سید الاولیاء حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری لاہوری فرماتے ہیں:

اندر اخبار صحیحہ وارد است کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام مرقعۂ داشت وے را آسمان بردند۔

ترجمہ: احادیثِ صحیحہ میں وارد ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے گدڑی پہن رکھی تھی کہ اسی حالت میں آپ کو آسمان پر اُٹھا لیا گیا۔ کشف المحجوب صفحہ ۴۲

مجھے امید ہے کہ یہ چند سطور حقیقت واضح کرنے میں کافی مددگار ثابت ہوں گی۔ ان شاء اللہ

قاری محمد طیب — جامعہ رسولیہ مانچسٹر

15—12—95

حیاتِ عیسیٰؑ پر چند مزید مرزائی اعتراضات

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے اب تک آسمانوں میں زندہ ہونے کے متعلق میرا ایک مضمون چند ہفتے قبل روزنامہ جنگ لندن میں شائع ہوا تھا، جس پر ایک صاحب (ایم اے مغل، کارڈف) نے جو اپنی تحریر سے قادیانی لگتے ہیں چند اعتراضات ۲۸ جنوری ۱۹۹۶ء کی اشاعت میں اٹھائے ہیں۔ ہم ان کے اعتراضات بالترتیب ذکر کرکے ان کے مختصر جوابات لکھ رہے ہیں تاکہ ان کی تحریر سے کسی مسلمان کا ایمان متزلزل نہ ہونے پائے۔

پہلا اعتراض: قرآن میں حضرت عیسیٰ کے دوبارہ نزول پر کوئی کسی قسم کا اشارہ نہیں۔

جواب: یہ صریح جھوٹ اور افتراء علی اللہ ہے اور یا قرآن کریم سے قطعی ناواقفی کی دلیل ہے۔ قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ کے دوبارہ دنیا میں آنے کے متعلق متعدد اشارات موجود ہیں۔ اور احادیث نبویہ متواترہ نے ان کی تصریح کی ہے جن کا انکار کفر ہے اس کی مثال یوں ہے کہ قرآن کی کسی آیت میں یہ صریح الفاظ نہیں کہ ایک دن میں پانچ نمازیں فرض ہیں اس طرح کہ ان الصلوٰۃ مکتوبۃ علی کل مسلم خمس مرات فی کل یوم اس کے باوجود پانچ نمازوں کی فرضیت کا انکار کفر ہے کیونکہ قرآن کریم میں پانچ نمازوں کے اشارات موجود ہیں اور احادیثِ نبویہ متواترہ نے ان کی تصریح کر دی ہے۔ یہی حال عقیدہ نزولِ مسیح کا ہے جسے کم از کم تیس صحابہ کبار نے روایت کیا ہے۔ جہاں تک یہ کہنے کا تعلق ہے کہ قرآن میں حضرت عیسیٰ کے دوبارہ دنیا میں آنے کا کوئی اشارہ نہیں تو آیئے قرآن کریم میں موجود اشارات پڑھیے پھر فیصلہ کیجئے کہ اس قول میں کتنی صداقت ہے۔

پہلی آیت: وان من اھل الکتٰب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ۔

ترجمہ: اور کوئی ایسا اہل کتاب نہیں جو ان کی (حضرت عیسیٰ) کی وفات سے قبل ان پر ایمان نہ لائے (کہ وہ اللہ کے نبی ہیں)۔ سورہ مائدہ آیت ۱۵۹

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یہ عیسیٰ ابن مریم کے دوبارہ آنے پر ہوگا (حاکم جلد سوم صفحہ ۳۳۸)۔ حضرت ابو مالک صحابی رسول فرماتے ہیں یہ عیسیٰ ابن مریم کے نزول پر ہوگا اور کوئی اہل کتاب ایسا نہیں رہ جائے گا جو ان کی نبوت پر ایمان نہ لائے۔ (ابن جریر جلد چہارم صفحہ ۱۹) ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس رب کی قسم جس کے ہاتھ میری جان ہے وہ وقت دور نہیں جب عیسیٰ ابن مریم تم میں حاکم عادل بن کر نازل ہوں گے۔ صلیب توڑیں گے، خنزیر قتل کریں گے، جزیہ اٹھا دیں گے، اتنا مال بہائیں گے کہ کوئی لینے والا نہ رہے گا تا آنکہ ایک سجدہ دنیا وما فیہا سے بہتر ہوگا۔ ابوہریرہ فرماتے ہیں اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو وان من اھل الکتٰب الخ (بخاری کتاب المظالم، کتاب الانبیاء مسلم کتاب الایمان) اور ابن مردویہ نے جو حدیث روایت کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں کہ سجدہ صرف اللہ رب العالمین کے لیے ہو جائے گا۔ پھر حضرت ابوہریرہ رضؓ نے فرمایا اگر تم چاہو تو یہ آیت وان من اھل الکتاب پڑھ لو (درمنثور جلد دوم صفحہ ۷۳۵) اسی طرح امام ابن جریر وغیرہ نے بہت سے تابعین منجملہ حسن، قتادہ ابن زید، محمد بن حنفیہ وغیرہ سے بھی یہی مضمون روایت کیا ہے کہ مذکورہ آیت کا مصداق حضرت عیسیٰ کا دوبارہ نازل ہونا ہے۔ (ابن جریر، درمنثور، ابن نذر وغیرہ)

دوسری آیت: وانہ لعلم الساعۃ اور بیشک عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانی ہیں۔ سورہ زخرف آیت ۶۱۔ ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ قیامت سے قبل عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آئیں گے۔ عبد بن حمید نے ابوہریرہ رضؓ

سے اس آیت کے تحت روایت کیا کہ عیسٰی علیہ السلام دوبارہ آئیں گے زمین میں
چالیس برس رہیں گے۔ درمنثور جلد ہفتم صفحہ ۳۸۶ - ابن جریر جلد ۱۳ صفحہ ۹۰ - اس کے
علاوہ ابن جریر نے حسن، مجاہد، قتادہ، سدی، ضحاک اور ابن زید رضی اللہ عنہم ان
چھ جلیل القدر تابعین کبار سے مختلف صحیح اسانید کے ساتھ روایت کیا ہے کہ مذکورہ
آیت میں عیسٰی علیہ السلام کا قربِ قیامت میں آسمان سے نازل ہونا مراد ہے۔ بتلایئے
قرآن کریم میں حضرت عیسٰی کے دوبارہ نزول کی طرف آپ کو اس سے واضح اشارہ
کیا چاہیے مگر یاد رہے اشارہ صرف اشارہ سمجھنے والوں کے لیے کافی ہوتا ہے
اور دیکھیے۔

تیسری آیت: ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ
علی الدین کلہ۔ اللہ وہ ہے جس نے اپنا رسول (صلی اللہ علیہ
وسلم) ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تاکہ اسے باقی سب دینوں پر
غالب کردے۔ سورہ توبہ آیت ۳۳ - امام بیہقی وغیرہ نے حضرت جابر سے روایت
کیا ہے کہ باقی سب دینوں پر اسلام کو غالب کرنے کا وعدہ تب پورا ہوگا جب عیسٰی
علیہ السلام نازل ہوں گے تب کوئی یہودی یا عیسائی ملتِ اسلام کو قبول کیے بغیر
نہ رہ سکے گا۔ اسی طرح عبد بن حمید نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
کہ اس آیت میں عیسٰی علیہ السلام کا خروج مراد ہے (درمنثور جلد چہارم صفحہ ۱۷۶)

یہاں ہم اس آیت کے تحت خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی وہ عبارت
پیش کرتے ہیں جو انہوں نے دعویٰ نبوت و مسیحیت سے قبل لکھی تھی اور اس کی موجودگی
میں کوئی قادیانی مجالِ دم زدن نہیں رکھتا۔

"ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ"
یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے

ساتھ بھیجا تا اس کو ہر ایک دین پر غالب کردے، یعنی ایک عالم گیر غلبہ اس کو عطا کر
دے، اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا
اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیش گوئی میں کچھ تخلف ہو اس لیے اس آیت کی نسبت ان
سب متقدمین کا جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اتفاق ہے کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود
کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔ (چشمۂ معرفت ص۸۳ مندرجہ روحانی خزائن جلد ص۲۲)

اگر مرزا صاحب سچے مسیح موعود تھے تو کیا ان کے دور میں اسلام کو تمام دوسرے
مذاہب پر عالمگیر غلبہ حاصل ہو گیا تھا؟ کیا دنیا کی اکثر آبادی پر اسلامی حکومت کا
جھنڈا لہرانے لگا تھا؟ اور کیا دنیا میں آباد انسانوں کی اکثریت نے کلمۂ اسلام
پڑھ لیا تھا؟ اور اگر ایسا نہیں ہو سکا بلکہ ابھی تک ایسا نہیں ہو سکا جبکہ مرزا صاحب
کو رخصت ہوئے بھی ایک صدی ہونے والی ہے تو پھر تمام مرزائی امت کو خود مرزا
صاحب کی مذکورہ صاف اور واضح عبارت کی روشنی میں ہم دعوتِ حق دیتے ہیں کہ
کم از کم یہ دو چیزیں ضرور مان لیں۔ اول یہ کہ مرزا صاحب کا مسیح موعود ہونے کا
دعویٰ غلط تھا۔ دوم یہ کہ قرآن کریم کی پیش گوئی کے مطابق حضرت مسیح ابن مریم علیہ
السلام تشریف لانے والے ہیں ان کی آمد پر اسلام کو عالمگیر غلبہ حاصل ہوگا۔ اور
یہی وہ عقیدہ ہے جس پر بقول مرزا صاحب تمام متقدمین امت متفق چلے آئے ہیں

دوسرا سوال: حضرت عیسٰی علیہ السلام کی وفات کا قرآن نے کھلے الفاظ میں ذکر کیا
ہے کہ انی متوفیك ورافعك الی یعنی اے عیسٰی میں تجھے فوت کرنے والا
ہوں اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔

جواب: قرآن کے سب سے پہلے مفسر حبر امت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ
عنہما نے اس کی تفسیر ان الفاظ سے کی ہے۔ قال انی رافعك ثم متوفیك
فی اخر الزمان — یعنی اللہ نے فرمایا اے عیسٰی میں تجھے اپنی طرف

اُٹھانے والا ہوں پھر آخر زمانہ میں تجھے وفات دوں گا۔ در منثور جلد ۲ صفحہ ۳۶۔ ترجمہ آیت آپ وفاتِ عیسیٰ کی دلیل بنا رہے ہیں۔ وہی آیت ابن عباس کے نزدیک ان کی حیات کا بیان ہے۔

تیسرا سوال۔ کیا وجہ ہے کہ اللہ نے کسی اور نبی کو آسمان کی طرف نہیں اُٹھایا اگر اس میں کچھ فضیلت ہے تو اللہ نے وہ اپنے حبیب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں نہ عطا کی۔ آخر اس کام کے لیے حضرت عیسیٰ ہی کا کیوں انتخاب کیا گیا؟

جواب۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انتخاب اس لیے کیا گیا کہ اللہ رب العزت کو معلوم تھا آخر زمانہ میں وہ وقت آئے گا جب دنیا کی بڑی آبادی پر ایسے لوگوں کی حکومت ہو گی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا یا خدا کا بیٹا کہنے والے ہیں جیسا کہ آج پورے یورپ، پورے براعظم امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا، اور افریقہ کے بہت سے ممالک پر صلیبوں کا قبضہ ہے۔ اللہ نے چاہا کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان پر اٹھا لے اور آخر زمانہ میں دوبارہ دنیا پر بھیج کر ان کی زبان سے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا اعلان کروائے اور قرآن کی حقانیت کا ڈنکا بجوائے تاکہ ہر عیسائی داخل اسلام ہو جائے۔ اور اللہ نے چاہا کہ یہودیوں کو جو بزعم خود حضرت عیسیٰ کو شہید کر چکے ہیں حضرت عیسیٰ کو زندہ دیکھ کر اور ان کی زبان سے کلمۂ اسلام کی صدا سن کر اعتراف حق پر مجبور کر دیا جائے اور بقولِ مرزا صاحب اسلام کے عالمگیر غلبہ کا وہ وعدہ پورا کیا جائے جو مسیح موعود کے آنے پر موقوف رکھا گیا ہے۔ اس حکمت کے تحت حضرت عیسیٰ کو آسمان پر اٹھانے اور آخر زمانہ میں واپس لانے کے لیے منتخب کیا گیا۔ اگر کسی اور نبی کو یا خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو منتخب کیا جاتا تو یہ حکمت پوری نہ ہوتی۔ البتہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو احکم الحاکمین نے شبِ معراج وہ بلندی عطا فرمائی کہ حضرت عیسیٰ کا رفع آسمانی اس کے مقابل ایسا ہے جیسے سمندر کے آگے قطرہ یا

آفتاب کے آگے ذرہ۔

چوتھا سوال: یہودی سمجھتے ہیں کہ آخر زمانہ میں ان کا نجات دہندہ آنے والا ہے جو ساری دنیا میں یہودیت غالب کر دے گا عیسائی سمجھتے ہیں کہ حضرت آخر زمانہ میں آسمان سے اتر کر پوری دنیا پر عیسائیت پھیلا دیں گے اور مسلمان ان کی آمد پر غلبہ اسلام کی امید لگائے بیٹھے ہیں۔ آخر کون سچا ہے۔

جواب۔ یہ تو اسی طرح ہو گیا کہ یہودی تورات کو خدا کا آخری کلام سمجھتے ہیں، عیسائی انجیل کو اور مسلمان قرآن کو خدا کا آخری کلام قرار دیتے ہیں۔ اب پتہ نہیں کون سچا ہے ایسے سوالات وہی شخص کرتا ہے جسے اپنے دین پر ابھی پورا یقین نہ آیا ہو۔ یہودی عیسائی جو مرضی کہتے رہیں، سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث متواترہ سچی اور برحق ہیں کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم آخر زمانہ میں دوبارہ آئیں گے دنیا پر چالیس برس حکومت کریں گے، صلیب توڑ ڈالیں گے (یعنی ان کی آمد سے اہل صلیب اپنے ہاتھوں صلیبیں توڑ کر اسلام میں آجائیں گے)، خنزیر کو قتل کریں گے (یعنی عیسائی قومیں خنزیر خوری ترک کر کے خنزیر کو مارنا شروع کر دیں گی) آپ لڑائی موقوف کر دیں گے اور جزیہ ختم کر دیں گے (کیونکہ جب پوری دنیا پر اسلام غالب آجائے گا اور دوسرے دین مٹ جائیں گے تو قتال و جزیہ خود ختم ہو جائیں گے) اور آپ اتنا مال بہائیں گے کہ کوئی لینے والا نہ رہے گا (بخاری شریف)

مرزا صاحب میں چونکہ ان میں سے کوئی نشانی بھی نہیں پائی جاتی اس لیے ان کا دعویٰ مسیحیت محض جھوٹ اور افتراء ہے سچا مسیح ابھی آنے والا ہے۔

قادیانی جماعت سے اختلاف کیوں؟

قادیانی جماعت اُمتِ مسلمہ کے لیے عظیم خطرہ ہے۔ یہ وہ جماعت ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نہ صرف نبی کہتی ہے بلکہ (معاذ اللہ) سب نبیوں سے افضل تسلیم کرتی ہے۔ انگریزوں نے یہ جماعت مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد ختم کرنے اور برصغیر میں اپنے اقتدار کو طول دینے کے لیے پیدا کی تھی انگریز تو برصغیر میں نہ رہ سکا مگر ان کا لگایا ہوا یہ پودہ آج تک مسلمانوں کے لیے خطرناک فتنے کی صورت میں پنپ رہا ہے۔ درج ذیل سطور میں نہایت اختصار کے ساتھ مرزائی جماعت کے نظریات و عقائد لکھے جا رہے ہیں تاکہ ہر مسلمان اس فتنے کی سنگینی سے واقف ہو سکے۔

خدا تعالیٰ کے متعلق مرزائی تصورات :

۱۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے وہ الہامات جو ان کے بقول خدا تعالیٰ کی طرف سے ان پر نازل ہوئے ہیں جمع کیے ہیں۔ ان میں ایک الہام یہ بھی ہے :

انت من ماءنا وھم من فشل (اے مرزا تم ہمارے پانی سے ہو اور دوسرے لوگ فشل (بزدلی) سے (انجام آتھم صفحہ ۱۱ مندرجہ روحانی خزائن ۱۱)

۲۔ مرزا صاحب نے اپنا ایک خدائی الہام یہ بھی لکھا ہے :

اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ وَلَدِیْ ۔ تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔ (حقیقۃ الوحی باب چہارم صفحہ ۸۹ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۲۲)

اسی کتاب میں صفحہ ۵۸۱ پر مرزا صاحب نے یہ الہام یوں لکھا ہے :

انت منی بمنزلۃ اولادی۔ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے میری اولاد

۳۔ خدا تعالیٰ کے متعلق مرزا صاحب کی گوہر افشانی دیکھیے :

کیا کوئی عقل مند آدمی اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ اس زمانے میں خدا سنتا ہے مگر بولتا نہیں (یعنی کسی پر وحی نہیں بھیجتا) پھر اس کے بعد یہ سوال ہوگا کہ بولتا کیوں نہیں؟ کیا زبان پر کوئی مرض لاحق ہو گئی؟

(توضیح المرام صفحہ ۷۵ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۳)

۴۔ مرزا صاحب کے بقول انہیں وحی ہوئی کہ خدا نے ان سے فرمایا: اِسْمَعْ وَلَدِیْ اے میرے بیٹے سن۔ "البشریٰ" مرزا صاحب کے الہامات کا مجموعہ۔ صفحہ ۴۹

مسلمانو! غور کرو جو شخص ایسے گندے اور کفریہ کلمات کو خدائی الہام بتلائے اور خدا تعالیٰ کی ذات مقدس کے متعلق ایسی بدزبانی کرے کیا وہ مسلمان ہو سکتا ہے؟ پھر جو لوگ اسے نبی اور رسول کہیں کیا مسلمانوں کو ان سے کوئی رابطہ رکھنا چاہیے؟ یہ فیصلہ اپنے ایمان سے کرو۔

انبیاء کرام کے متعلق قادیانی تصورات

۱۔ مرزا صاحب کا فارسی کلام سنیے :

۱۔ آدم نیز احمد مختار — در برم جامۂ ہمہ ابرار
۲۔ آنچہ داداست ہر نبی را جام — داد آں جام را مرا بتمام
۳۔ انبیاء گرچہ بودہ اند بسے — من بعرفاں نہ کمترم ز کسے
۴۔ زندہ شد ہر نبی بآمدنم — ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم

ترجمہ۔ (۱) میں آدم ہوں میں احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم ہوں (معاذ اللہ) میرے بدن پر تمام انبیاء کا لباس ہے (۲) خدا نے سب رسولوں کو جو جام پلایا وہ جام مجھے اکیلے کو سارے کا سارا پلایا (معاذ اللہ) (۳) انبیاء اگرچہ بہت

ہوئے ہیں ۔ میں علم وعرفان میں ان میں سے کسی سے کم تر نہیں (۴) میری آمد سے ہر نبی زندہ ہوگیا ہے ۔ میرے لباس میں ہر نبی چھپا ہے ۔
(نزول المسیح صفحہ ۷۷،۴ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۸)

۲۔ مرزا صاحب کا کہنا ہے :

"اس جگہ (مرزا صاحب کے پاس) اکثر گزشتہ نبیوں کی نسبت بہت زیادہ معجزات اور پیش گوئیاں موجود ہیں ۔ بلکہ بعض گزشتہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور پیش گوئیوں کو ان معجزات اور پیش گوئیوں سے (جو مرزا صاحب کے پاس ہیں) کچھ نسبت ہی نہیں ۔" نزول المسیح صفحہ ۴۶۱ روحانی خزائن جلد ۱۸)

۳۔ مرزا صاحب یہ لرزا دینے والے کفریہ الفاظ بھی کسی جھجک اور شرم کے بغیر لکھتے ہیں :

"میں آدمؑ ہوں ، میں نوحؑ ہوں ، میں ابراہیمؑ ہوں ، میں اسحاقؑ ہوں ، میں یعقوبؑ ہوں ، میں اسماعیلؑ ہوں ۔ میں موسیٰ ہوں ، میں داؤد ہوں ، میں عیسیٰ ابن مریم ہوں ، میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں یعنی بروزی طور پر جیسا کہ اسی کتاب میں خدا نے یہ سب نام مجھے دیئے ہیں اور میری نسبت جری اللہ فی حلل الانبیاء فرمایا یعنی خدا کا رسول نبیوں کے لباس میں ۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۵۲۱ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۲۲)

۴۔ ایک جگہ مرزا صاحب نے انبیاء کرام کی توہین کرنے کی خاطر سفید جھوٹ بولتے ہوئے یوں لکھا :

"بائبل میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ چار سو نبی کو شیطانی الہام ہوا تھا اور انہوں نے الہام کے ذریعے ... ایک بادشاہ کی فتح کی پیش گوئی کی ،

آخر وہ بادشاہ بڑی ذلت سے اُسی لڑائی میں مارا گیا ۔ تو چار سو انبیاء کی پیش گوئی جھوٹی ظاہر ہوئی ۔" (ضرورۃ الامام صفحہ ۴۸۸ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۳)

حالانکہ بائبل کتاب سلاطین باب اول آیت ۱۶ میں صرف یہ لکھا ہے کہ بعل نامی بت کے چار سو پجاریوں نے بادشاہ کو فتح کی بشارت دی تھی ۔ مگر مرزا صاحب نے ان بت پرستوں کو نبی بنا دیا اور ان کی پیش گوئی کی عدم صداقت کے ذریعے مرزا صاحب نے دراصل اپنی جھوٹی پیش گوئیوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے ۔

دعوتِ فکر

مسلمانو! تمہاری غیرتِ ایمانی کے لیے چیلنج ہے ۔ ایک شخص یعنی مرزا غلام احمد قادیانی پوری ڈھٹائی سے تمام رسولوں کی عزت پامال کر رہا ہے ۔ اور تمام انبیاء کرام کو اپنے لباس میں چھپا ہوا بتا رہا ہے ۔ اور کہہ رہا ہے کہ میں آدم ہوں ۔ میں ابراہیم ہوں ۔ میں موسیٰ ہوں حتیٰ کہ یہ بکتا ہے کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں (استغفر اللہ ثم استغفر اللہ) ایسے ملحد وزندیق کو قادیانی جماعت نبی اللہ اور رسول اللہ کہہ رہی ہے ۔ اور تم ان سے دوستانہ مراسم بڑھا رہے ہو ان سے DEALING کر رہے ہو ان کی تجارت کو فروغ دے رہے ہو ۔ کیا تم روز حشر خدا کو اس چیز کا حساب نہیں دو گے ۔؟

مرزا قادیانی کی قلم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوفناک توہین :

۱۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ہر طرح کی حیا کا پیراہن چاک کر کے پوری بے شرمی کے ساتھ یہ الفاظ لکھے ۔

"خدا نے آج سے بیس برس قبل براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود قرار دیا ہے ۔ پس اس

طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت
سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور
چونکہ میں ظلی طور پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں پس اس طور سے خاتم النبیین
کی مہر نہیں ٹوٹی کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمدؐ تک ہی محدود رہی
(استغفر اللہ ثم استغفر اللہ)"۔ ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۲۱۲ مندرجہ روحانی
خزائن جلد ۱۸۔

بجائے اس کے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی اس سخت دل آزار، غلاظت آمیز
عبارت اور ایسی ہی دیگر بیسیوں غلیظ عبارات کے پیشِ نظر مرزا مذکور کو مرتد وزندیق
قرار دیا جاتا جیسا کہ پوری ملتِ اسلامیہ نے اپنی غیرت ایمانی کے مطابق کیا ہے
مرزائی جماعت نے اس چیز کو اپنے مرزا صاحب کے لیے مقامِ مدح قرار دیا۔ اور
اس پر بڑی شاعری کی۔ چنانچہ ایک قادیانی شاعر نے یوں ہرزہ سرائی کی۔ ؎

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں — اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل — غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(قادیانی اخبار البدر ۲۲ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

ایک اور قادیانی شاعر یوں لکھتا ہے:

صدی چودھویں کا ہوا سر مبارک — کہ جس پر وہ بدرالدجیٰ بن کے آیا
محمد پے چارہ سازیِ اُمت — ہے اب احمد مجتبیٰ بن کے آیا
حقیقت کھلی بعثِ ثانی کی ہم پر — کہ جب مصطفیٰ میرزا بن کے آیا

(الفضل ۲۸ مئی ۱۹۲۸)

غیرت کا مقام ہے۔

مرزا قادیانی بلا جھجک کہہ رہا ہے کہ میں محمد رسول اللہ ہوں میرا وجود نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کا وجود ہے (معاذ اللہ) اس لیے میرے دعویٰ نبوت سے آپ کی ختم نبوت
میں فرق نہیں آتا کیونکہ میری صورت میں آپ نے ہی دوبارہ آکر دعویٰ نبوت کیا ہے
(استغفر اللہ) مسلمانو! عیسائیوں نے ایک بار کاغذ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر بنا کر
چھاپی تھی تو پورے عالم اسلام نے احتجاج کیا تھا۔ جبکہ مرزا قادیانی خود کو معاذ اللہ زندہ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم قرار دے رہا ہے۔ اور قادیانی جماعت اس پر وارے نیارے
جا رہی ہے۔ اور مسلمان خاموش تماشائی بنے بیٹھے ہیں۔ کیا یہی مسلمانی اور غیرتِ ایمانی
ہے۔

مرزا کی زبان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی لرزہ خیز توہین

۱۔ آپ کا (عیسیٰ علیہ السلام کا) خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں
اور نانیاں آپ کی زنا کار تھیں اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا
وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شائد یہ بھی خدائی کے لیے ایک شرط ہے۔ آپ
کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شائد اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت
درمیان ہے۔ انجام آتھم صفحہ ۲۹۱ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۱

۲۔ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شائد کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی
عادت کی وجہ سے۔ (کشتی نوح صفحہ ۷۱ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۹)

۳۔ بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر (عیسیٰ علیہ السلام پر) ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ
شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی
کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا، یا ہاتھوں اور سر کے بالوں
سے اس کے بدن کو چھوا تھا، یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت
کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ
رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔ (دافع البلا صفحہ ۲۲

مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۸)

مرزائی لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مرزا قادیانی کی ان ہرزہ سرائیوں کا یہ جواب دیتے ہیں کہ دراصل عیسائیوں نے یہ چیزیں اپنی کتابوں میں لکھی ہیں اور مرزا صاحب نے عیسائیوں کو جواب دینے کے لیے الزاماً یہ چیزیں لکھی ہیں۔ مگر ہم تمام مرزائیوں سے یہ پوچھتے ہیں کہ مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ شائد اسی لیے حضرت عیسیٰ کا نام قرآن میں حصور (یعنی پاک) نہیں آیا اور یحییٰ علیہ السلام کا یہ نام قرآن میں ہے کیا معنیٰ رکھتا ہے؟ کیا یہ بھی عیسائیوں کو جواب دینے کے لیے ہے؟ ہرگز نہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ مرزا نے حضرت عیسیٰ کی شان میں سخت توہین آمیز طرزِ کلام اختیار کیا ہے۔

۴- خدا ایسے شخص (عیسیٰ ع) کو کسی طرح دنیا میں دوبارہ نہیں لاسکتا جس کے پہلے فتنے نے ہی دنیا کو تباہ کر دیا ہے۔ (رسالہ طاعون صفحہ ۲۳۵ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۸)

صحابہ کرام کی گستاخی مرزا کی زبان سے

۱- مرزا غلام احمد نے اپنی جماعت کو یعنی مرزائی لوگوں کو صحابہ کرام کے برابر قرار دیا ہے وہ لکھتے ہیں:

من دخل فی جماعتی دخل فی صحابۃ الرسول ۔ جو شخص میری جماعت میں داخل ہوگیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں داخل ہوگیا (معاذ اللہ) خطبۂ الہامیہ صفحہ ۲۵۸ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۶)

۲- میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابوبکر کے درجہ پر ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکر وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے۔ (مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۲۷۸)

اور بلا شک وشبہ آج ہر مرزائی کا یہی عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نہ صرف ابوبکر وعمر بلکہ (معاذ اللہ) انبیاء سے بھی افضل ہے۔ چنانچہ مرزا البشیر الدین محمود نے بڑی ڈھٹائی سے لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو ان نبیوں کے کمالات کے ساتھ مبعوث کیا اور آپ کو تمام نبیوں کے نام سے یاد کیا موسیٰ بھی کہا عیسیٰ بھی کہا۔ ابراہیم بھی کہا داؤد بھی کہا ...... جب ایک شخص ان سب انبیاء کے کمالات کا جامع ہو کر رسول کریم کا غلام (غلام احمد) کہلایا تو اگر ان ناموں کے مصداق الگ الگ دنیا میں زندہ ہوتے تو رسول کریم کی کیوں غلامی نہ کرتے؟ (انوار خلافت صفحہ ۱۸۰ مطبوعہ امرتسر)

لمحۂ فکریہ

مسلمانو! آج ہم بڑے شوق سے مرزائیوں سے لین دین تجارت اور کاروبار کر رہے ہیں۔ مگر یاد رکھو قیامت کا دن دور نہیں۔ خدا تعالیٰ ہم سے ضرور پوچھے گا کہ اس وقت تمہاری غیرتِ ایمانی کہاں چلی گئی تھی جب تم ایک مرتد کو جامع کمالاتِ انبیاء کہنے والے گمراہ فرقے کی تجارت کو فروغ دیا کرتے تھے۔

مرزا کے قلم سے اہلِ بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید توہین

۱- پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو اب نئی خلافت لو، ایک زندہ علی (مرزا غلام احمد) تم میں موجود ہے۔ اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کو تلاش کرتے ہو؟ (معاذ اللہ) ملفوظات مرزا غلام احمد قادیانی جلد ۱ صفحہ ۱۴۲ مطبوعہ لندن۔

۲- مرزا نے اپنی عربی نظم میں سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ ہرزہ سرائی کی

۱- وقالوا علی الحسین فضل نفسہ   اقول نعم واللہ ربی سیظھر

۲- وشتان ما بینی وبین حسینکم   فانی اؤید کل آن وانصر

۳- وانی قتیل الحب لکن حسینکم   قتیل العدا فالفرق اجلی واظہر،

ترجمہ: (۱) لوگ کہتے ہیں کہ اس نے خود کو حسین رض سے افضل بتایا ہے میں کہتا ہوں ہاں بتایا ہے۔ اور قسم بخدا پروردگار حسین پر میری برتری ضرور ظاہر کرے گا۔ (۲) میرے اور تمہارے حسین کے درمیان کتنا بڑا فرق ہے۔ مجھے تو ہر آن خدا کی تائید و نصرت مل رہی ہے (۳) میں خدا کا کشتہ ہوں اور تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے تو فرق کتنا واضح ہے۔

(القصیدۃ الاعجازیہ نزول المسیح صفحہ ۱۶۰ تا ۱۹۳ خزائن جلد ۱۹)

۳- ایک اور جگہ مرزا نے امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی یوں شدید توہین کی ہے۔

کربلا ہست سیر ہر آنم !   صد حسین است در گریبانم

ترجمہ: میری ہر آن کی سیر ایک کربلا ہے۔ اور سو حسین میری قمیض میں ہے۔

(نزول المسیح صفحہ ۴۷۷ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۸)

مسلمانوں ہوش میں آؤ

اے امام عالیمقام سید الشہداء راکب دوش مصطفٰے امام حسین رض کی عظمت کے گیت گانے والے مسلمانو تمہارے سامنے ایک شخص امام حسین کی شان میں یہ بکواس بک رہا ہے اور تم اس کے حواریوں سے چہک چہک کر بول رہے ہو ان سے کاروبار اور تجارت کر رہے ہو یہی تمہاری محبت اہل بیت رسول ہے؟

عیسائیوں اور مرزائیوں میں فرق

آج برطانیہ میں رہنے والے مسلمان ہم سے سوال کرتے ہیں کہ جب ہم یہاں عیسائیوں اور یہودیوں سے تجارت کر رہے ہیں تو مرزائیوں سے تجارت کرنے میں کیا خرابی ہے آخر وہ بھی تو کافر ہیں۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ عیسائیوں اور مرزائیوں میں دو طرح کا فرق ہے۔

پہلا فرق۔ مسلمانو! یہودی عیسائی ہندو سکھ الغرض دنیا کی ہر قوم تمہیں مسلمان کہہ کر پکارتی ہے۔ اور تمہیں مسلم سمجھتی ہے کیا تم نے انگریزوں کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا۔ THEY ARE MUSLIMS YOU ARE MUSLIM۔ مگر یاد رکھو مرزائی تمہیں کافر سمجھتے ہیں۔ نہ صرف تمہیں، بلکہ تمہارے معصوم بچوں کو بھی کافر سمجھتے ہیں۔ چنانچہ مرزا غلام احمد کی چند عبارات پڑھ لیں۔

۱- ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔ ...... جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیش گوئی موجود ہے۔ ..... تو وہ کیوں کر مسلمان ہو سکتا ہے۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۸ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۲۲)

۲- اس نے مجھے پیدا کر کے ہر ایک گذشتہ نبی سے مجھے اس نے تشبیہ دی، چنانچہ آدم، ابراہیم، نوح، موسیٰ داؤد سلیمان یوسف یحیٰی عیسیٰ یہ تمام نام براہین احمدیہ میں میرے رکھے گئے .... اور جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔ (نزول المسیح صفحہ ۳۸۲ مندرجہ روحانی خزائن ۱۸)

۳- تم پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر مکذب یا متردد (یعنی جو مرزا کو نبی نہیں مانتا) کے پیچھے نماز پڑھو (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۶۴ خزائن ۱۷)

مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے اور مرزائی جماعت کے خلیفہ ثانی مرزا محمود احمد کے مسلمانوں کے حق میں خیالات بھی سن لیں۔

۱- ہمارا فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی (مرزا قادیانی) کے منکر ہیں۔

(انوار خلافت صفحہ ۹۰)

۲- کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں

ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سُنا وہ بھی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں (آئینہ صداقت صفحہ ۳۵)

۳۔ اب ایک سوال اور رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مرجائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے وہ تو مسیح موعود کا مکفر (منکر) نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں، اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے شریعت وہی مذہب ان کے بچہ کا قرار دیتی ہے۔

(انوار خلافت صفحہ ۹۳)

خلاصہ یہ ہے کہ عیسائی یہودی ہندو وغیرہ ہم مسلمانوں کو مسلمان کہتے ہیں اور مرزائی ہمیں کافر قرار دیتے ہیں اس لیے یہ عیسائیوں یہودیوں سے بڑھ کر خطرناک اور فتنہ پرور ہیں مسلمانوں کو ان کے قریب نہیں آنا چاہیئے۔

دوسرا فرق: عیسائی یہودی ایسے کافر ہیں کہ بہر حال خود کو غیر مسلم ہی سمجھتے ہیں مگر مرزائی وہ لوگ ہیں جو اپنے کفر پر اسلام کا لیبل لگاتے ہیں۔ ایک شخص زہر بیچتا ہے اور بتاتا ہے کہ یہ زہر ہے۔ اس سے ہمیں خطرہ نہیں۔ البتہ جو شخص زہر پر شہد کا لیبل لگائے اور بتلائے کہ یہ شہد ہے وہ بہت ہی خطرناک ہے۔ اس کے قریب بھی نہیں بھٹکنا چاہیئے۔ بلکہ زہر فروش سے جان کا خطرہ ہے اور مرزائیوں سے ایمان کا خطرہ ہے۔

عیسائی یہودی کافر ہیں مگر مرزائی صرف کافر نہیں بلکہ مرتد بھی ہیں یہی نہیں وہ مرتد کے علاوہ زندیق بھی ہیں۔ کافر وہ ہے جو اسلام میں آیا ہی نہیں۔ مرتد وہ ہے جو اسلام میں آکر نکل جائے اور دوسرا مذہب اختیار کرے زندیق وہ ہے جو دوسرا مذہب بھی اختیار نہ کرے بلکہ اپنے کفر ہی کو اسلام کہتا ہے۔ زندیق مرتد سے بھی بدتر ہے اگر مرتد کی ذریت بھی باپ کی اتباع میں مرتد ہوجائے تو انہیں قتل نہیں کیا جائے گا۔

مگر زندیق کی دس پشتیں بھی اگر اس کی اتباع میں زندیقیت اختیار کرتی ہیں تو سب کے قتل کا حکم ہے کیونکہ ہر زندیق اپنے کفر کو اسلام قرار دیتا ہے اس لیے اس کا کفر متعدی ہے بخلاف مرتد ہوکر دوسرا مذہب اختیار کرنے والے شخص کی اولاد کے (کما ہو محقق فی الشامی وغیرہ)

یاد رہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود و نصاریٰ سے تجارت فرمائی ہے مگر مرتدین کے قتل کا حکم دیا ہے اور ان کے لیے کوئی رعایت نہیں رکھی۔

اس لیے مسلمانوں سے درخواست ہے کہ جو تجارت انہوں نے مرزائیوں سے کرنی ہو وہ انگریزوں سے کرلیں، مگر مرزائیوں کی تجارت کو فروغ دینے کا سبب ہرگز نہ بنیں کیونکہ اس طرح مسلمانوں کا پیسہ مرزائیت کے فروغ کے لیے اور کفر پر اسلام کا لیبل لگانے اور دین کا چہرہ مسخ کرنے کے لیے استعمال ہوگا۔ علاوہ ازیں مرزائیوں سے تجارتی روابط استعمال کرنا اپنے دامن میں سانپ پالنے کے مترادف ہے۔

یہ تحریر لکھنے کا سبب یہ ہے کہ برطانیہ کے جس شہر راچڈیل میں ہم رہ رہے ہیں یہاں بعض قادیانیوں نے تجارت شروع کر رکھی ہے۔ اور مسلمان ان کے ہاں جارہے ہیں۔ ان کے شادی ہال میں اپنی تقریبات اور شادیاں منعقد کر رہے ہیں

چنانچہ اس صورتِ حال کے ممکنہ خطرات اور فتنوں کے سدِ باب کے لیے راچڈیل کے علماء اور ائمہ وخطباء مساجد نے ۱۴ مئی بروز منگل ۱۹۹۶ء کو سنہری جامع مسجد راچڈیل میں ایک ہنگامی میٹنگ کال کی اور اس میں اُمتِ مسلمہ کے مفاد میں دور رس نتائج کے حامل چند اہم فیصلے کیے

مرزائیوں سے کاروباری اور دوستانہ مراسم کا عظیم نقصان

مرزائیوں سے کاروبار رکھنا، ان کو اپنا گاہک بنانا یا ان کا گاہک بننا، اسی طرح ان کے ہاں ملازمت اختیار کرنا، مسلمانوں کے لیے اس لیے ناجائز ہے کہ جب کوئی شخص اُن کے قریب بیٹھتا اور ان کے ساتھ کھاتا پیتا ہے تو آہستہ آہستہ اس کے دل سے ان مرتدین دشمنانِ اسلام سے نفرت ختم ہو جائے گی اور اس کے نزدیک اللہ تعالیٰ انبیاء کرام، صحابہ کرام اور اہل بیت کرام کی شان میں ان گستاخیوں کی سنگینی ختم ہو جائیگی اور چونکہ عام مسلمانوں کے پاس اپنے عقائد کے دفاع میں ٹھوس علم نہیں ہوتا، اس لیے جو شخص ان سے تعلقات رکھتا ہے وہ آہستہ آہستہ ان کے خیالات سے متاثر ہو جاتا ہے اور وہ وقت بھی آسکتا ہے کہ وہ ان کے عقائد کو اختیار کر کے مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی و رسول تسلیم کر لے اور عقیدۂ ختم نبوت سے انکار کر دے اور جو ایسا کرے اس کا ایمان و اسلام ختم ہو جاتا ہے۔ ہمارا ایک دوست تھا جو ضلع سیالکوٹ سے تعلق رکھتا تھا، وہ نہایت ٹھوس سنی عقائد کا حامل تھا، بلکہ جماعت رضاء مصطفیٰ اور جماعت اہل سنت کا پر جوش ممبر تھا، پھر اچانک اس کا ہم سے رابطہ ختم ہو گیا، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ جماعت احمدیہ کا ممبر بن کر جرمنی چلا گیا ہے، تاکہ اپنی دنیا چمکا سکے، کیونکہ آجکل پاکستان کے ہر نوجوان پہ یہ بھوت سوار ہے کہ وہ کسی طرح بیرون ملک چلا جائے، اس کی وجہ پاکستان میں بیروزگاری اور مہنگائی کا اضافہ ہے، پھر خبریں ملنے لگیں کہ وہ شخص جرمنی پہنچ کر پکا مرزائی بن گیا ہے، بلکہ اس کی بے حیائی یہاں تک بڑھ گئی ہے کہ وہ علماء اہل سنت کو مناظرہ کے لئے للکارتا ہے۔ اسی طرح مجھے مانچسٹر کے ایک دوست نے بتایا کہ اس کا ایک گہرا دوست تھا، پانچ وقت کا نمازی اور چہرے پہ مکمل داڑھی، اسے مرزائیوں کے ایک ٹیکسی بیس میں فون آپریٹر کی جاب مل گئی، یوں وہ ہر وقت مرزائیوں کے ساتھ رہنے لگا، انہوں نے اسے اپنے عقائد سکھانا شروع کر دیے، پھر بات یہاں تک پہنچی کہ اس نے مرزائیت اختیار کر لی اور عقیدۂ ختم نبوت کو ترک کر دیا۔ ان دو مثالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرزائیوں کے ساتھ کاروباری یا دوستانہ مراسم رکھنا کس قدر زہر قاتل ہے، جو مؤمن کا ایمان ضائع کر کے اسے ہمیشہ کے لیے جہنمی بنا دیتا ہے۔

"ایک نبی۔ کافروں کا جانثار غلام"؟؟

آپ اُوپر لکھے ہُوئے الفاظ پڑھ کر یقیناً سخت طیش میں آئیں گے اور کہیں گے استغفر اللہ یہ کیسے کفریہ کلمات ہیں، لکھنے والے کو خدا خوف بھی نہیں آیا، کیا لکھ دیا، کیا ایک نبی جسے خدا نے نبوت و رسالت جیسا عظیم منصب عطا فرمایا ہو کافروں کا جانثار غلام اور وفادار خادم ہو سکتا ہے؟ یہ تو اتنا ذلیل اور گھٹیا تصور ہے کہ ایک ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کے حاشیۂ خیال میں بھی نہیں آسکتا کیونکہ کافروں سے پکی وفاداری اور جانثاری کوئی پکا کافر ہی کر سکتا ہے۔ ایک مسلمان تو ایسا سوچ بھی نہیں سکتا چہ جائیکہ کہ ایک پیغمبر و رسول ایسا سوچے اور کرے؟ کیونکہ اللہ کے نبی اور رسول تو دُنیا میں بھیجے ہی اس لیے جاتے ہیں تاکہ وہ کافروں کی حکومت کا خاتمہ کر کے خدا کی زمین پر خدا کے دین کی حکومت قائم کریں۔ وہ تو مبعوث ہی اس لیے کیے جاتے ہیں کہ خدا کی زمین پر خدا کی خلافت بپا کریں اور زمام اقتدار کفار سے چھین کر اہل اسلام کے ہاتھ میں دے دیں۔ اہل اسلام کی مدد کریں اور اگر حالات نے ان کے گلے میں کفار کی حکومت و اقتدار کا طوقِ غلامی ڈال دیا ہو تو اسے اُتار پھینکیں۔ مگر یہ کتنے خبیث کلمات ہیں کہ "ایک نبی، کافروں کا جانثار غلام"۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

مگر میرے حضور! طیش میں نہ آئیں ٹھنڈے دل سے پہلے میری ساری بات سُن لیں، پھر جو چاہیں کہیں۔

آپ کی حیرت بجا ہے اس لیے کہ آپ کو قرآن کریم نے نبوت کی مثال سیرت ابراہیمی کے آئینے میں متشکل کر کے دکھائی ہے اور بتلایا ہے کہ اللہ کے پیارے نبی ابراہیم علیہ السلام نے کافر حکومت کا خاتمہ کرنے کے لیے نمرود جیسے جابر و متمرد حاکم سے ٹکر لی۔ اس کے لیے جان بھی داؤ پر لگا دی اور بالآخر اس کے اقتدار کا قصر

رفیع زمین بوس کر کے چھوڑا، آپ کو ان الفاظ پر اس لیے بھی حیرت ہے کہ اللہ کی کتاب نے منصبِ نبوت کی رفعت کردارِ موسوی کی صورت میں پیش کی ہے، کہ جب بنی اسرائیل فرعون کے ظلم کی چکی میں پس رہے تھے تو ربّ العزت نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا تاکہ فرعون کی کافر و جابر حکومت کو بنیاد سے اکھاڑ پھینکیں اور اسلامی اقتدار کا قیام کریں۔ مذکورہ الفاظ پر آپ کی حیرت و استعجاب اس لیے بھی قابلِ فہم ہے کہ آپ نے ایک سچے نبی کا کردار سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی صورت میں دیکھا ہے جو یہودی سرداروں کے خلاف نبرد آزما ہوئے اور جان تک کی پرواہ نہ کی تا آنکہ اللہ نے آپ کو اپنی حکمتِ بالغہ سے بچایا اور آسمان پہ اُٹھا لیا اور اگر آپ یہ کہیں کہ دنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں آیا جس نے اہل اسلام کو کفار کی اطاعت و فرماں برداری پر اکسایا ہو اور ایک سچا مسلمان بننے کے لیے کافر حکومت کی ہمیشہ سچی فرماں برداری ضروری قرار دی ہو، تو یہ حقیقت واضح ہے۔

تاہم، میری حیرت آپ سے بہت زیادہ ہے بلکہ میری حیرت اور پریشانی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں۔ کیونکہ میں نے نبوت و رسالت کا ایک ایسا دعویدار دیکھا ہے جس نے ڈنکے کی چوٹ نبوت کا دعویٰ کیا، نہ صرف یہ، بلکہ اُس نے خود کو دیگر انبیاء کرام سے افضل و اعلیٰ قرار دیا، مگر اس کے ساتھ اس نے کافروں کی چاپلوسی اور خوشنودی میں ساری عمر گزار دی۔ اس نے اپنی جماعت میں داخل ہونے کے لیے بُت پرستوں سے وفادار رہنے کو شرطِ لازم قرار دیا۔ اور طرفہ حیرت یہ ہے کہ بہت سے لوگوں نے خود کو مسلمان بھی کہا اور اس کے پیروکار بھی ہو گئے۔

میری مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ مرزا صاحب نے ۱۸۸۱ء میں براہین احمدیہ لکھ کر خود کو بطور مُصلح متعارف کروایا چند سالوں میں ترقی کر کے خود کو مجدد کہنے لگے اور بالآخر ۱۹۰۱ء میں "ایک غلطی کا ازالہ" نامی کتاب لکھ کر انہوں نے خود کو کھلم کھلا نبی اللہ

اور رسول اللہ کہنا شروع کر دیا۔ اور ڈنکے کی چوٹ کہا "خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا۔" ایک غلطی کا ازالہ (آخری صفحہ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۱۶)
مگر مرزا صاحب کی اڑان اس سے بھی اونچی تھی چنانچہ انہوں نے آگے بڑھ کر خود کو تمام انبیاء سے افضل قرار دیا، چنانچہ وہ کہتے ہیں ؎

باغ احمد سے ہم نے پھل پایا — میرا بستاں کلام احمد ہے
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو — اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء صفحہ ۲۴ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۸)

اسی طرح وہ حضرت عیسیٰ پر اپنی برتری یوں دکھاتے ہیں ؎

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم — عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم

یعنی میں وہ ہوں جو بشارتوں کے مطابق آیا ہوں، عیسیٰ ؑ کی کیا حیثیت ہے کہ میرے منبر پر قدم بھی رکھ سکے۔ (ازالہ ادہام مندرجہ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۸۰)
مرزا صاحب دھڑلے سے کہتے ہیں "میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں میں اسحاق ہوں۔ میں موسیٰ ہوں، میں عیسیٰ ابن مریم ہوں، میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں یعنی بروزی طور پر۔" (استغفر اللہ) حقیقۃ الوحی مندرجہ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۲۱۔
وہ لکھتے ہیں، "اس جگہ (مرزا صاحب کے پاس) اکثر گذشتہ نبیوں کی نسبت بہت زیادہ معجزات اور پیش گوئیاں موجود ہیں۔" نزول المسیح مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۶۰۔
مگر مرزا صاحب نے خود کو نبوت کے اتنے بلند درجہ پر فائز قرار دے کر جو بڑا "کارِ نبوت" سرانجام دیا وہ یہ تھا کہ انہوں نے برطانیہ کی عیسائی حکومت سے محبت اور وفاداری بشرط استواری کا حق ادا کر دیا۔ انہوں نے برٹش گورنمنٹ سے ٹوٹ کر محبت کی۔ بلکہ وہ محبت کے تمام درجے طے کر گئے۔ وہ لکھتے ہیں: "میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنتِ انگریزی کی اطاعت میں گذرا اور اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور

اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔" (مسیح ہندوستان میں، مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۱۵۵) ایک اور جگہ مرزا صاحب برطانیہ کی کافر حکومت جس کی ریشہ دوانیوں سے آج بھی سارا عالم اسلام غوغہ کناں ہے، سے اپنی گہری محبت و اطاعت کا یوں اظہار کرتے ہیں۔

"میرے رگ و ریشہ میں شکر گزاری اس معزز گورنمنٹ کی سمائی ہوئی ہے۔ ۔ ۔ ۔ سن ستاون کے مفسدہ میں جبکہ بے تمیز لوگوں نے اپنی محسن گورنمنٹ کا مقابلہ کر کے ملک میں شور ڈال دیا تب میرے والد بزرگوار نے پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر کے اور پچاس سوار بہم پہنچا کر گورنمنٹ کے خدمت میں پیش کیے۔ ۔ ۔ ۔ اس کے بعد اس عاجز کا بڑا بھائی میرزا غلام قادر جس قدر مدت تک زندہ رہا اس نے بھی اپنے والد مرحوم کے قدم پر قدم مارا اور گورنمنٹ کی مخلصانہ خدمت میں بدل و جان مصروف رہا۔ شہادۃ القرآن مندرجہ روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۷۸۔ گویا مرزا صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ ہندوستان پر مسلمانوں کے ہزار سالہ اقتدار کا خاتمہ کرنے والی عیسائی گورنمنٹ کے خلاف سن ۱۸۵۷ء میں اسلام کا جھنڈا بلند کرنے والے اور اہل اسلام پر کفار کی بالادستی کے خاتمہ کے لیے جام شہادت نوش کرنے والے سرفروشانِ اسلام سب کے سب بدتمیز لوگ تھے (معاذاللہ) اور مرزا صاحب یہ بھی بتلا رہے ہیں کہ صرف وہی نہیں ان کا سارا خاندان انگریز کا غلام رہا ہے گویا انگریز کی غلامی انہیں گھٹی میں پلائی گئی تھی۔ ۱۸۵۷ء کی مشہور جنگ آزادی میں جب فدائیانِ اسلام سلطان ٹیپو شہید کے نقش قدم پہ چل کر عیسائی حکومت کے خلاف علمِ بغاوت اٹھائے ہوئے تھے اور جس وقت مجاہدینِ اسلام گولیوں کا نشانہ بن رہے تھے اور عیسائی استعمار مسلمانوں کا خون پانی کی طرح بہا رہا تھا اور ان کی جائیدادیں ضبط کی جا رہی تھیں اس وقت مرزا صاحب کے والد گرامی قدر

نے خود مرزا صاحب کے اپنے اقرار کے مطابق عیسائی حکومت کی پشت پناہی کی اور انہیں پچاس گھوڑے مع سواران مہیا کیے ؎

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

ہندوستان کی تاریخ اور تحریک آزادی کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ سن ستاون کی جنگ آزادی میں انگریز کے قدم مکمل طور پر اکھڑ گئے تھے۔ یوپی، بہار، بنگال اور وسطی ہند سے ان کا بستر گول ہو گیا تھا مراد آباد، شاہجہان پور اور بدایوں میں انگریز راج دفن کر دیا گیا تھا، اعظم گڑھ، بنارس اور جھانسی میں انگریزی پرچم کی جگہ مغل سلطنت کا پرچم دوبارہ لہرانے لگا تھا، عین اس موقع پر انگریزی حکومت نے رشوتوں، ریشہ دوانیوں اور پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو والی اپنی پرانی منافقانہ چال سے غداروں کی بڑی جماعت تیار کی جنہوں نے مجاہدین کی پیٹھ میں چھرا گھونپا اور تحریک آزادی کامیاب نہ ہو سکی۔ اس طرح غداروں کی پشت پناہی سے انگریزوں کے قدم پھر جم گئے۔ ان غداروں میں کون کون سے لوگ شامل تھے اس کا کچھ اندازہ آپ سطور بالا سے کر چکے ہیں۔ نام دھرانے کی ضرورت نہیں۔

مرزا صاحب نے ۱۸۹۷ء میں ارضِ ہندوستان پر انگریزی حکومت کے ساٹھ برس مکمل ہونے پر مبارک بادی کا خط ملکہ وکٹوریہ کو روانہ کیا جس میں مداہنت چاپلوسی اور تعریف و توصیف کی انتہا کرتے ہوئے کہا، "مبارک! مبارک!!! اس خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں یہ عظیم الشان خوشی کا دن دکھلایا کہ ہم نے اپنی ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند و انگلستان کی شصت سالہ جوبلی کو دیکھا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جس شور سے زمین مبارک بادی کے لیے اچھل رہی ہے ایسے ہی آسمان بھی اپنے آفتاب و ماہتاب اور تمام ستاروں کے ساتھ مبارک بادیاں دے رہے ہیں۔ (چوبیس صفحات پر مشتمل اس طویل خط کے آخر میں مرزا صاحب لکھتے ہیں) میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایہ رحمت کے نیچے

جگہ دی جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے (نبوت کا فرض منصبی) اپنا کام وعظ و نصیحت کا ادا کر رہا ہوں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصرۂ ہند کی حکومت کے سائے کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی الخ۔

(تحفۂ قیصریہ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۲۵۳ اور صفحہ ۲۸۴)

مرزا صاحب نے خط بھیجنے کے علاوہ ۲۰ جون ۱۸۹۷ء سے ۲۲ جون ۱۸۹۷ء تک تین روزہ جشنِ مسرّت کا بھی اہتمام کیا۔ خوب چراغاں کیا گیا اور قادیان کو دلہن کی طرح سجایا گیا، طویل تقریریں کی گئیں اور چھ زبانوں میں انگریزی حکومت کے استحکام کے لیے لمبی لمبی دعائیں کی گئیں۔ تفصیلات تحفۂ قیصریہ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۲ میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

مرزائی جماعت کے تمام افراد سے ہم خدا اور رسول کے نام پر یہ سادہ سا سوال کرنا چاہتے ہیں کہ مرزا صاحب کے وہ کونسے "اعلیٰ مقاصد" تھے جو بقول مرزا صاحب عیسائی گورنمنٹ کے زیر سایہ ہی انجام پذیر ہو سکتے تھے اور کسی اسلامی حکومت کے زیر سایہ ان کا حاصل ہونا ناممکن تھا؟ کیا دنیا میں آج تک خدا کا کوئی ایسا نبی اور رسول بھی آیا ہے جس نے یہ کہا ہو کہ میں جس دین کی تبلیغ کرنے آیا ہوں وہ کفار کے زیر سایہ تو پنپ سکتا ہے اہل اسلام کے زیر سایہ نہیں پنپ سکتا؟ انصاف کا تقاضا تو یہی ہے کہ ایسا دین اور سب کچھ ہو سکتا ہے بہرحال اسلام نہیں ہو سکتا۔

حقیقت یہ ہے کہ مرزا صاحب کے پیش کردہ نظریات چونکہ پورے عالم اسلام کے مسلمانوں کے اجماعی نظریات و عقائد سے متصادم تھے اس لیے مرزا صاحب کو احساس تھا کہ ان کی تحریک کو دنیا کی کوئی اسلامی حکومت برداشت نہیں کر سکتی۔ کیونکہ مرزا صاحب کا یہ کہنا تھا کہ ان کے "معجزات" اکثر و بیشتر انبیاء سے کہیں بڑھ کر ہیں جیسے کہ پیچھے گزرا، ان کا کہنا تھا کہ خدا نے اُن سے کہا ہے کہ اے غلام احمد

قادیانی آسمان سے کئی تخت اترے، پر تیرا تخت سب سے اُوپر بچھایا گیا۔ حقیقۃ الوحی مندرجہ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۹۲۔ گویا مرزا صاحب کا تخت سب انبیاء و اولیاء سے بلند رکھا گیا۔ اس لیے کہ اگر تخت کا معنیٰ عظمت ہے تو سب انبیاء و اولیاء کی عظمتیں آسمانی فیض ہی سے آئی ہیں۔ مرزا صاحب کا یہ ارشاد بھی تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام جیسے عظیم المرتبت اور صاحب کتاب نبی کا بھی یہ مقام نہیں کہ ان کے منبر پر قدم بھی رکھ سکیں جیسے ابھی پیچھے گزرا۔ مرزا صاحب یہ بھی کہتے تھے کہ "چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلم پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمدؐ تک ہی محدود رہی، یعنی جب میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا"؟ ایک غلطی کا ازالہ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۱۲۔ مرزا صاحب کے یہ الفاظ ہم نے ان کی کتاب سے لفظ بلفظ نقل کیے ہیں، آپ اس سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ کیا ایسے نظریات کوئی بھی اسلامی حکومت برداشت کر سکتی ہے؟ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خیالی تصویر بعض غیر مسلموں نے بنا کر چھاپی تو پورے عالم اسلام میں غصے کی لہر دوڑ گئی تھی۔ تو مسلمان یہ کیسے برداشت کر سکتے ہیں کہ ایک شخص اُٹھ کر کہے کہ میں (معاذ اللہ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ اور میرے دعویٰ نبوت سے ختم نبوت میں فرق نہیں آتا؟ مرزا صاحب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جیسے رفیع الشان صحابی رسول اور داماد نبی پر اپنی افضلیت یوں جتلایا کرتے تھے کہ اے لوگو! تم مُردہ علی کو ڈھونڈتے ہو جبکہ زندہ علی (یعنی مرزا صاحب) تم میں موجود ہے۔ ملفوظات مرزا صاحب جلد ۲ صفحہ ۱۴۲۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق مرزا صاحب کا اندازِ بیان یہ تھا ؎

کربلا ہست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

یعنی میری ہر آن کی سیر ایک کربلا ہے اور سو حسین تو میرے لباس میں ہیں۔ (نزول المسیح مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۷۷)، صحابہ کرام کی عظمت مرزا صاحب کے نزدیک یہ تھی کہ کہا من دخل فی جماعتی دخل فی صحابۃ الرسول یعنی جو شخص میری جماعت میں آجائے وہ اسی طرح ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں داخل ہو گیا۔ خطبۂ الہامیہ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۲۵۸۔ بیشتر احادیثِ نبویہ کے راوی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے متعلق مرزا صاحب کا یہ فرمان تھا ابوہریرہ ایک غبی شخص تھا اور درایت اچھی نہیں رکھتا تھا (معاذ اللہ) نزول المسیح مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۲۷۔

اس لیے مرزا صاحب اچھی طرح جانتے تھے کہ کوئی ملک خواہ وہ کٹر اسلامی ہو انہیں یا ان کی جماعت کو پناہ نہیں دے سکتا، بلکہ کسی ملک کی اسلام سے جتنی گہری وابستگی ہوگی مرزا صاحب کی تحریک اس کے لیے اتنی ہی نا قابلِ برداشت ہوگی۔ اس لیے وہ برٹش گورنمنٹ کے سائے میں پناہ لینے پر مجبور تھے اور وہ بڑھ چڑھ کر انگریزوں کی قصیدہ خوانی کرتے تھے۔

مرزا صاحب نے یہ آزمانے کے لیے کہ اسلامی حکومتیں اور عالم اسلام کے مسلمان ان کے نظریات کو کہاں تک برداشت کر سکتے ہیں اپنے دو مبلغ افغانستان بھیجے کیونکہ وہی قریب ترین اسلامی ملک تھا، وہاں کے علماء کرام نے ان قادیانی مبلغین کے غیر اسلامی اور ملحدانہ نظریات سن کر ان کے کفر کا فتویٰ دیا اور حکومت نے شریعتِ اسلامیہ کے مطابق حدِ ارتداد جاری کرتے ہوئے انہیں پھانسی دے دی۔ مرزا صاحب ان کی پھانسی پر اتنے چلائے، چیخے اور اس قدر مرثیہ خوانی کی کہ الامان، اور انہیں تجربہ ہو گیا کہ کسی اسلامی ملک میں ان کی جماعت سکون کا سانس نہیں لے سکتی۔ چنانچہ وہ برطانیہ کی عیسائی حکومت کے دامن سے یوں وابستہ

ہو گئے جیسے بچہ ماں سے۔ اسی لیے انہوں نے لکھا "یہ امن جو سلطنت (برطانیہ) کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن مکہ معظمہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں۔ اور نہ سلطانِ روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں"، تریاق القلوب مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۱۵۶۔

مرزا صاحب کے یہ الفاظ مسلمانوں کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہیں جو انہوں نے اپنی جماعت سے مخاطب ہو کر کہے ہیں کہ "یہ تو سوچو اگر تم اس گورنمنٹ کے سایہ سے باہر سے نکل جاؤ تو پھر تمہارا ٹھکانہ کہاں ہے ایسی سلطنت کا بھلا نام تو لو جو تمہیں اپنی پناہ میں لے لے گی۔ ہر ایک اسلامی سلطنت تمہارے قتل کے لیے دانت پیس رہی ہے۔ کیونکہ ان کی نگاہ میں تم کافر و مرتد ٹھہر چکے ہو۔ تمام ممالک اسلامیہ کے فتوے تمہاری نسبت یہ ہیں کہ تم واجب القتل ہو۔۔۔۔۔ سو انگریزی سلطنت تمہارے لیے سایۂ رحمت ہے۔" (مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۵۸۴)

صاف پتہ چلا کہ مرزائی جماعت کا مفاد صرف اسی میں ہے کہ تمام دنیا پر مسلمانوں کے بجائے انگریزوں کی حکومت ہو۔ مسلمانو ہوش میں ہو۔

قاری محمد طیب
بانی مہتمم جامعہ رسولیہ اسلامک مانچسٹر یوکے

مرزا طاہر صاحب کے چیلنج کا جواب

مرزا طاہر صاحب جو اس وقت مرزائی جماعت کے امام اور قائد ہیں کی طرف سے ۱۴رجنوری ۱۹۹۰ء کی اشاعت میں روزنامہ جنگ کے صفحہ اول پر یہ بیان شائع ہوا کہ جنرل ضیاء الحق صاحب ان کی بددعا سے ہلاک ہوئے تھے کیونکہ انہوں نے قادیانیت کے خلاف آرڈیننس جاری کیا تھا اس لیے اللہ نے انہیں اپنے عذاب کی گرفت میں لے لیا۔ اور ان کی بددعا سے انہیں ہوا میں ایسے اڑا دیا کہ دانتوں کے سوا ان کے وجود کا کوئی ذرہ دستیاب نہ ہوا۔

مرزا صاحب کو ایسا بیان دینے سے قبل قادیانیت کے دامن پر ناکامی و نامرادی اور شکست و ہزیمت کے لگے ہوئے ہزاروں داغ پہلے ضرور دیکھ لینے چاہییں۔ اگر مرزا طاہر صاحب نے ایک بار پھر بددعا اور مباہلہ کا ذکر چھیڑا ہے تو ان کے جد اعلیٰ مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کی بددعاؤں اور چیلنجوں کو بھی زیر بحث لانا ہوگا تاکہ دنیا والے جان لیں کہ ان بددعاؤں کا کیا نتیجہ ہوا۔ جہاں تک جنرل ضیاء الحق مرحوم سابق صدر پاکستان کی موت کا تعلق ہے تو صرف مرزا طاہر صاحب ہی نہیں پاکستان پیپلز پارٹی والے بھی ان کی موت کو اپنی بددعاؤں کا نتیجہ قرار دیتے ہیں کہ جنرل صاحب نے ذوالفقار علی بھٹو کے گلے میں پھانسی کا پھندا ڈالا اور انہیں تختۂ دار پر لٹکایا تو خدا نے پیپلز پارٹی والوں کی بددعا سے جنرل صاحب کو ہوا میں اڑا دیا۔ اب ہم نہیں فیصلہ کر سکتے کہ کس کی بددعا سے ضیاء صاحب کی موت آئی۔ جس شخص کو بھی جنرل صاحب سے کوئی تکلیف پہنچی وہی ان کی موت کو اپنی بددعا کا اثر سمجھتا ہے، تو ایسا کریں پہلے جنرل صاحب کے مخالفین آپس میں بیٹھ کر تصفیہ کرلیں کہ وہ کس کی بددعا کا شکار ہوئے۔ ہمیں تو یہ نظر آتا ہے کہ جنرل صاحب مرحوم روس اور امریکہ کی باہمی جنگ کی چکی میں پس کر جان گنوا بیٹھے۔ امریکہ نے ان کے

ذریعہ افغان مجاہدین کو مسلسل امداد دی اور روس کے قدم ٹکنے نہ دیے چنانچہ روس نے ان کا جہاز خفیہ طریقے سے تباہ کروا دیا اور اسی لیے ساتھ میں امریکی سفیر کی بھی قربانی ہوگئی۔

لیکن اگر مرزا طاہر صاحب ان کی موت کو اپنی بددعا ہی کا نتیجہ سمجھنے پر مُصر ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ بڑے مستجاب الدعوات ٹھہرے، اگر ان کی دُعا و بددعا کا یہ مقام استجابت ہے تو پھر ان کے جد اعلیٰ اور بانی مذہب مرزا غلام احمد قادیانی کی بددعا کی ہلاکت آفرینی کا کیا عالم ہوگا؟ آئیے ذرہ مرزا غلام احمد صاحب کی اپنی کتابوں سے معلوم کرتے ہیں۔ ہمارا خیال ہے چیلنج بازی اور بددعا اور مباہلہ آرائی کی تاریخ میں جتنی نامرادی اور شکست اور جگ ہنسائی مرزائی جماعت کے حصے میں آئی ہے۔ پوری تاریخ آدمیت میں آج تک کسی کے حصے میں نہیں آئی، مگر یہ جماعت اس بارہ میں بڑی سخت جان ثابت ہوئی ہے۔ شائد قبول حق کا مفہوم ان کے نزدیک دنیا سے معدوم ہوگیا ہے۔ اسی لیے تو ہر مرتبہ شکست و رسوائی کے ہار اپنے گلے میں ڈال کر مرزائی جماعت دوبارہ مسلمانوں کو نیا چیلنج دے دیتی ہے کہ شائد اسی طرح اپنے دامن سے نامرادیوں کے دھبے دھو سکیں مگر ہر بار ایک نیا داغ ذلت و رسوائی اور نشانِ شکست و نامرادی ان کے داغدار دامن میں بڑھ جاتا ہے۔ اولاً مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی سے تین مثالیں بطور نمونہ پیش خدمت ہیں۔

پہلی مثال۔ محمدی بیگم سے نکاح کے معاملہ میں مرزا صاحب کی رسوائی

۱۸۸۸ء میں مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اپنے خاندان کی ایک لڑکی محمدی بیگم جو عمر میں ان سے بہت ہی چھوٹی تھی کی محبت و عشق میں گرفتار ہوگئے اور بے سوچے بغیر کہ اس بڑھاپے میں ایک نو عمر لڑکی سے شادی پر اصرار کرنے سے زمانے میں جگ ہنسائی ہوگی محبت کے ہاتھوں مجبور ہو کر مرزا صاحب نے ۱۰رجولائی ۱۸۸۸ء میں یہ

الہامی پیش گوئی ایک اشتہار میں شائع کروادی کہ :

اس قادر مطلق نے مجھ سے فرمایا ہے کہ اس شخص (یعنی مرزا احمد بیگ) کی دختر کلاں (محمدی بیگم) کے لیے سلسلۂ جنبانی کر...... اگر اس (مرزا احمد بیگ) نے اس نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی بُرا ہوگا اور جس دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسے ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا۔

پھر ان دنوں زیادہ تصریح اور تفصیل کے لیے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے کہ مکتوب الیہ (احمد بیگ) کی دختر کلاں کو ہر ایک مانع دور کرنے کے بعد اسی عاجز کے نکاح میں لائے گا۔

بدخیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق و کذب جانچنے کے لیے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر کوئی محک امتحان نہیں ہو سکتا۔" (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۵۷)

مرزا صاحب نے اس کے علاوہ بھی کئی الہامی دھمکیاں اس نکاح کا راستہ ہموار کرنے کے لیے لڑکی کے خاندان کو دیں مگر بے سود، مرزا صاحب نے لڑکی والوں کو کئی طرح کے لالچ بھی دیئے تاکہ ان کی الہامی پیش گوئی کا پول نہ کھل جائے اور کسی طرح نکاح ہو جائے مگر لڑکی کے والد مرزا احمد بیگ صاحب نے ان کی کسی دھمکی آمیز پیش گوئی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے ایک عزیز مرزا سلطان محمد سے لڑکی کا رشتہ طے کر دیا مرزا صاحب کے سینے پر سانپ لوٹ گئے۔ اور اپنی پیش گوئی اور دعوئ مسیحیت موعودہ کا پول کھلتا ہوا نظر آنے لگا، چنانچہ وہ لڑکی کے پھوپھا اور اپنے سمدھی مرزا علی شیر بیگ کے نام خط میں لکھتے ہیں :

"اب میں نے سُنا ہے کہ عید کی دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے.... اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں۔ میرے کیا

دینِ اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔"

مگر مرزا صاحب کی یہ آہ و زاریاں سب بیکار گئیں اور ۷ راپریل ۱۸۹۲ء کو لڑکی کا نکاح ہو گیا۔ اب اگر مرزا صاحب واقعتاً مسیح موعود تھے اور بقول مرزائی جماعت سچے نبی تھے تو ان کی پیش گوئی اور بددعا پوری ہونی چاہیئے تھی اور اڑھائی سال کے اندر اندر یعنی ۶ راکتوبر ۱۸۹۴ء تک محمدی بیگم کے شوہر مرزا سلطان محمد کو فوت ہو جانا چاہیئے تھا اور لڑکی کا سہاگ اجڑ جانا چاہیئے تھا مگر ایسا نہیں ہوا۔ یہ جوڑا خوش و خرم اور پُر سکون زندگی گزار رہا تھا کہ ۱۹۰۸ء میں مرزا صاحب دل پرِ داغِ فراق" اور نشانِ حسرت و نامرادی لیے دنیا سے چل بسے، مرزا صاحب اپنے "رقیب" مرزا سلطان احمد کو بددعائیں دیتے رہے اور اس کی موت کی پیش گوئیاں کرتے رہے مگر کوئی بددعا کارگر ہوئی نہ پیش گوئی، مرزا صاحب نے ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۳۳۸ میں یہاں تک کہہ دیا تھا :-

"یاد رکھو کہ اگر اس پیش گوئی کی دوسری جز پوری نہ ہوئی (یعنی محمدی بیگم بیوہ ہو کر مرزا قادیانی کے نکاح میں نہ آئی) تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا، اے احمقو! یہ انسان کا افترا نہیں، یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں ہو سکتا یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں، وہی رب ذوالجلال جس کے ارادوں کو کوئی روک نہیں سکتا۔"

اور مرزا صاحب نے ایک بار اپنی خفت مٹانے کے لیے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ :

"میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ (کی موت) کی تقدیر مبرم ہے۔ اس کا انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی اور اگر میں سچا ہوں تو اللہ تعالیٰ

ضرور پورا کرے گا۔" (انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۳۱)

اور مرزا صاحب نے جب دیکھا کہ سلطان احمد تو نہیں مر رہا اور محمدی بیگم سے نکاح کی پیش گوئی جھوٹی ہو رہی ہے تو انہوں نے اپنی موت سے چار سال قبل ۱۸۹۴ء میں یہ اشتہار بھی شائع کروا دیا تھا کہ :

"اور میں بالآخر دعا کرتا ہوں کہ اے خدائے قادر و علیم اگر آتھم کا عذاب مہلک میں گرفتار ہونا اور احمد بیگ کی دختر کلاں (محمدی بیگم) کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے ہیں تو ان کو ایسے طور پر ظاہر فرما جو خلق اللہ پر حجت ہو اور کور باطن حاسدوں کا منہ بند ہو جائے اور اگر اے خداوند یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے نہیں ہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر، اگر میں تیری نظر میں مردود و ملعون اور دجال ہی ہوں جیسا کہ مخالفوں نے سمجھا تو مجھے فنا کر ڈال اور ذلتوں کے ساتھ مجھے ہلاک کر دے اور ہمیشہ کی لعنتوں کا نشانہ بنا اور تمام دشمنوں کو خوش کر۔" (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۱۱۵)

مرزا صاحب کی یہ خوفناک پیش گوئیاں دھری کی دھری رہ گئیں۔ نہ عبداللہ آتھم مقررہ تاریخ کے اندر مرا (آگے وضاحت آ رہی ہے) نہ احمد بیگ کا داماد سلطان احمد مرا اور نہ محمدی بیگم مرزا صاحب کے نکاح میں آئی۔ اب مرزا طاہر صاحب خود ہی بتائیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب خود اپنی تحریروں کے مطابق نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک ہوئے یا نہ۔ اور کیا وہ خدا کی نگاہ میں مردود و ملعون اور دجال ٹھہرے یا نہ اور کیا خدا نے انہیں ہمیشہ کی لعنتوں کا نشانہ بنایا یا نہ؟ یہ صرف سوال ہے دل آزاری نہیں۔

دوسری مثال۔ عبداللہ آتھم کی موت کی پیش گوئی اور مرزا صاحب کی رسوائی

ایک عیسائی پادری عبداللہ آتھم سے مرزا صاحب کا پندرہ دن تک مسلسل مباحثہ ہوتا رہا۔ وہ علم و فن میں مرزا صاحب سے بڑھ کر اور زیادہ جھگڑالو تھا مرزا صاحب اسے شکست نہ دے سکے۔ تو خفت مٹانے کے لیے انہوں نے یہ الہامی پیش گوئی کر دی کہ اُن کا مخالف پندرہ ماہ کے اندر اندر مر جائے گا یہ پیش گوئی انہوں نے ۵ جون ۱۸۹۳ء کو شائع کروائی جس کا مضمون یہ تھا :

"میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلی یعنی جو فریق خدا تعالیٰ کے ہاں جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصے میں آج کی تاریخ سے سزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کو اُٹھانے کے لیے تیار ہوں، مجھے ذلیل کیا جائے، روسیاہ کیا جائے، میرے گلے میں رسا ڈال دیا جائے، مجھے پھانسی دے دی جائے۔ اور میں اللہ تعالیٰ کی قسم اُٹھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا ضرور کرے گا ضرور کرے گا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لیے سولی تیار رکھو اور تمام شیطانوں اور بدکاروں سے زیادہ مجھے لعنتی سمجھو۔" (جنگ مقدس صفحہ ۱۸۹)

چنانچہ مرزا صاحب کی پیش گوئی کے مطابق عبداللہ آتھم کو ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء تک مر جانا چاہیئے تھا۔ اس لیے مرزا صاحب کے پیروکار اور خود مرزا صاحب سخت خوف اور پریشانی میں مبتلا تھے۔ خود ساختہ نبوت اور خانہ ساز مسیحیت کا پول کھلنے والا تھا اس سب کے چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ پورے قادیان میں میعاد پوری ہونے کی آخری رات ایک شور بپا تھا۔ سب مرد عورتیں اللہ کے آگے

سجدے کر رہے تھے اور بین کر رہے تھے کہ یا اللہ آتھم مر جائے یا اللہ آتھم آج رات تو نہ رہے (دیکھیے الفضل ۲۰ جولائی ۱۹۴۰) چنانچہ سب قادیانیوں کو یقین تھا کہ آج صبح بعد میں طلوع ہوگی اور آتھم پہلے مر جائے گا۔ خود مرزا صاحب نے اس رات کئی ٹونے ٹوٹکے کیے اور چنے پڑھوا کر اندھیرے کنوئیں میں پھینکوائے (دیکھیے سیرت المہدی جلد دوم صفحہ ۱۷۸۰) مگر مرزا صاحب اور ان کی ساری قوم کی آہ و بکا بیکار گئی۔ اور آتھم اس کے بعد بھی ایک عرصہ زندہ رہا۔ عیسائیوں نے فتح کے جشن منائے آتھم کو جلوس کی صورت گلیوں بازاروں میں گھمایا گیا جس کا اعتراف خود مرزا صاحب نے بھی اپنی کتابوں میں جابجا کیا ہے۔

اب ہم مرزا طاہر صاحب سے انصاف کی بنیاد پر سوال کرتے ہیں کہ خدارا انصاف کریں۔ ہم کسی کی آزاری نہیں کر رہے صرف انصاف مانگتے ہیں کہ کیا مرزا صاحب اپنی تحریر کے مطابق اس سزا کے لائق تھے یا نہیں کہ انہیں رسوا کیا جائے، ذلیل کیا جائے۔ ان کے گلے میں پھانسی کا پھندا ڈالا جائے؟ اور کیا مرزا صاحب تمام شیطانوں سے بڑے شیطان اور بدکاروں سے بڑے بدکار اور سب لعنتیوں سے بڑے لعنتی قرار پاتے ہیں یا نہیں؟ مرزا طاہر صاحب! ابھی آپ کے ذمہ آپ کے بڑوں کی بہت سی پیش گوئیوں کا قرض باقی ہے پہلے اسے اتاریں پھر کوئی نئی بحث چھیڑیں۔

تیسری مثال۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری کی موت کی پیش گوئی اور مرزا صاحب کی رسوائی

مرزا غلام احمد قادیانی کے زمانہ میں مولانا ثناء اللہ امرتسری رسالہ "اہل حدیث" نکالا کرتے تھے اور مرزا صاحب کی نبوت کے خوب بخیے ادھیڑتے تھے۔ مرزا صاحب ان کی چوٹیں سہتے سہتے عاجز آ گئے تو بالآخر انہوں نے "مولوی ثناء اللہ صاحب

سے مخاطب ہو کر کہا:

"آپ اپنے پرچہ میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص کذاب و دجال ہے میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔۔۔۔۔۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ آپ اپنے پرچہ میں مجھے یاد کرتے رہتے ہیں تو میں آپ کی زندگی ہی میں ہلاک ہو جاؤں گا۔"

(مجموعہ اشتہارات ص ۵۷۸ جلد سوم)

اسی اشتہار میں مرزا صاحب مزید لکھتے ہیں:

"اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے، اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد و کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک! میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین!" (حوالہ سابق)

اسی اشتہار میں آگے چل کر مرزا صاحب نے فیصلہ کن الفاظ میں لکھا کہ:

"الٰہی! میں تیرے ہی تقدس و رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد و کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر! آمین ثم آمین ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔"

"الراقم عبد اللہ الصمد میرزا غلام احمد المسیح الموعود، تاریخ ۱۵ر اپریل ۱۹۰۷ء مطابق یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ روز دوشنبہ" (حوالہ سابق)

مولوی ثناء اللہ صاحب کے خلاف مرزا صاحب کا یہ اشتہار بہت اہمیت کا حامل ہے اس لیے کہ اس میں خود مرزا صاحب کی موت اور مرتے ہوئے ان کی جو حالت تھی اس کی طرف بھی یہ اشارہ ملتا ہے کہ وہ خود مرزا صاحب کی اپنی دعا کا نتیجہ تھی چنانچہ اس اشتہار میں ایک جگہ وہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ :

"پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں، بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون، ہیضہ، وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر (یعنی مولوی ثناء اللہ صاحب پر) میری زندگی میں وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔" (حوالہ سابق)

مرزا صاحب کی ان عاجزانہ دعاؤں اور التجاؤں کا نتیجہ کیا نکلا؟ اس اشتہار کے شائع ہونے کے صرف ایک سال اور دس دن بعد یعنی ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء کو خود مرزا صاحب مولانا ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مر گئے۔ مولانا اس وقت خوش و خرم اور صحت مند تھے وہ ۱۹۴۷ء میں پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے پر ہجرت کر کے پاکستان آئے اور ۱۵ر اپریل ۱۹۴۸ء میں سرگودھا میں وفات پائی۔ گویا وہ مرزا صاحب کی موت کے بعد ۳۹ برس زندہ رہے۔ اور مرزا صاحب کی موت خود ان کی اپنی تحریر اور اشتہار عام کے مطابق دنیا کے لیے نشانِ عبرت بن گئی۔ اور اس ہیضے کی موت کی بددعا جو انہوں نے اپنے مخالف کے لیے کی تھی وہ خود ان پر پڑ گئی اور وہ ہیضے کی موت میں دنیا سے سامانِ عبرت بن کر رخصت ہو گئے۔

اب ہم مرزا طاہر صاحب سے ایک بار پھر انصاف کا سوال کرتے ہیں کہ وہ اپنے جدِ اعلیٰ کے اس جملہ کو بنظرِ غائر اور انصاف کو سامنے رکھ کر پڑھیں کہ "اے اللہ اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد و کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر" اور پھر ہمارے اس سوال کا جواب دیں کہ کیا مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مر جانے کے سبب مرزا غلام احمد قادیانی مفسد اور کذاب قرار پاتے ہیں یا نہیں؟ کیا وہ دن رات خدا پر افتراء کے مرتکب نہیں ہوا کرتے تھے؟ اور کیا ان کا دعویٰ مسیح موعود محض جھوٹا دعویٰ نہیں تھا؟

مرزا طاہر صاحب! جب آپ کے "نبی اور رسول" مرزا غلام احمد قادیانی کی روز و شب کی بددعاؤں سے محمدی بیگم کا شوہر سلطان احمد نہ مرا اور ان کی دردناک التجاؤں اور آہ و زاریوں کے باوجود پادری عبد اللہ آتھم نہ مرا اور مرزا صاحب کی پیش گوئی صاف جھوٹی نکلی کہ آتھم نے حق بھی قبول نہ کیا اور عیسائیت نہ چھوڑی اور مذکورہ میعاد ختم ہونے کے بعد بھی زندہ رہا اور مرزا قادیانی کی بددعاؤں اور درد بھری التجاؤں کے باوجود مولوی ثناء اللہ صاحب مرزا صاحب کی زندگی میں نہ فوت ہوئے بلکہ خود مرزا صاحب ان کی موجودگی میں ہیضے کا شکار ہو کر رخصت ہو گئے۔ جو کہ مرزا صاحب کے نزدیک خدائی عذاب تھا۔ تو مرزا طاہر صاحب کس منہ سے کہہ رہے ہیں کہ جنرل ضیاء الحق صاحب ان کی بددعا سے ہلاک ہوئے تھے؟

آخر میں مرزا طاہر صاحب کو یہ فقیر پُر تقصیر اللہ ربّ العزت کی رحمتِ کاملہ اور رسولِ رحمت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ رحمت سے تمسک کرتے ہوئے چیلنج کرتا ہے کہ اگر آپ کو مباہلہ کا شوق ہے تو سنّتِ نبوی کے مطابق

کسی تاریخ کو کسی وقت کسی کھلے میدان میں اتر آؤ اور سنتِ مصطفوی کے مطابق جھوٹے کی ہلاکت کے لیے دُعا کی جائے گی پھر جلالِ خداوندی اور قہرِ خدائی کی تلوار کی چمک دیکھو، گھر میں بیٹھ کر باتیں کرنا اور علماء کو لعن طعن کرنا سنّتِ مباہلہ نہیں ہے اگر جرأت ہے تو مرد بنیں اور میدان میں آئیں پھر دیکھیں خدائے ذوالجلال اپنے آخری اور محبوب رسول کی ختمِ نبوت کے منکروں کا کیا حشر کرتا ہے۔

یہ دعوتِ مباہلہ صرف اور صرف مرزا طاہر صاحب کو ہے کیونکہ انہوں نے ہی مباہلہ کا چیلنج دیا ہے اور جنرل صاحب کی موت کو اپنی پیش گوئی اور بد دعا کا نتیجہ قرار دیا ہے

مرزا طاہر صاحب کو مباہلہ سے قبل مرزا غلام احمد قادیانی کے ان دعووں اور چیلنجوں کا بھی جواب دینا ہوگا جو جھوٹے ثابت ہوتے۔ جیسا کہ ہم نے تین مثالیں ابھی ذکر کی ہیں اور بہت سی مثالیں ابھی ہم نے صرفِ قلم کر دی ہیں۔ جب یہ ثابت ہو جائے کہ مرزا طاہر صاحب جس شخص کے جانشین اور پیروکار ہیں اس کے چیلنج قطعی بیکار رہے اس کی پیش گوئیاں صریحاً غلط اور جھوٹ ثابت ہوئیں اور اس کی بددعائیں کسی کا بال بیکا نہ کر سکیں بلکہ وہ خود اپنی بد دعاؤں کا شکار ہو کر عبرت گاہِ عالم بن گیا تو اب کسی نئے چیلنج یا مباہلہ کی ضرورت کیوں باقی ہے اس پر بھی مرزا طاہر صاحب سے بات ہوگی۔ مرزا طاہر صاحب سے گزارش ہے کہ جب مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک جھوٹ نہیں کئی جھوٹ ثابت ہو چکے ہیں تو حق قبول کرتے ہوئے قادیانیت چھوڑ کر اسلام قبول کر لیں تاکہ وہ خود بھی صحیح معنوں میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان لا کر نارِ جہنم سے بچ جائیں اور اپنے پیروکاروں کو بھی بچا لیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

قاری محمد طیّب ۔ بانی و مہتمم جامعہ رسولیہ اسلامک سنٹر مانچسٹر

مرزا صاحب کے دعاوی اپنے ارتقائی مراحل میں

۱۔ دعویٰ مصلحیت و مجددیت

انیسویں صدی عیسوی وہ دور ہے جب ہندوستان پر یورپ کی مذہبی یلغار تھی خصوصاً ۱۸۵۷ء میں تحریکِ آزادی کی ناکامی نے مسلمانوں کو عظمتِ رفتہ کی بحالی سے یکسر مایوس کر دیا تھا۔ عیسائیوں نے اسے موقع غنیمت جانا اور مسلمانانِ ہند کے دینی نظریات کو ختم کرنے کے لیے پُر زور تحریک شروع کر دی بے پناہ لٹریچر عام کیا گیا۔ پادریوں کی ایک عظیم فوج یورپ سے ہند میں وارد ہوئی اور اسلام کے خلاف ایک طوفان کھڑا کر دیا۔ انہیں سرکاری پشت پناہی حاصل تھی۔ دوسری طرف آریہ سماج مبلغ بھی پادریوں کی دیکھا دیکھی بڑھ چڑھ کر اسلام دشمن سرگرمیوں میں جوش و خروش دکھانے لگے۔

ایسے میں مرزا غلام احمد قادیانی جو ایک گمنام قطعی غیر معروف، مفلس و قلاش مگر اردو فارسی عربی زبانوں میں ماہر تھے، کو دولت و شہرت حاصل کرنے کے لیے ایک بہتر موقع نظر آیا انہوں نے حقانیت اسلام پر پچاس حصّوں پر مشتمل ایک عظیم تصنیف کا بیڑہ اُٹھایا جس میں صداقتِ اسلام اعجازِ قرآن اور اثباتِ نبوت پر عقلی دلائل ہوں گے اور بیک وقت عیسائیت، آریہ سماج، سناتن دھرم اور دیگر تمام باطل مذاہب کی تردید ہوگی۔ کتاب کا نام براہین احمدیہ تجویز ہوا مسلمانوں نے مرزا صاحب کے اس اعلان کا پرجوش استقبال کیا انہوں نے دل کھول چندہ دیا اور ایڈوانس زرِ خرید جمع کروانے لگے۔ ۱۸۷۹ء میں اس کی تصنیف شروع ہوئی۔ ۱۸۸۴ء تک اس کے صرف چار حصّے چھپ سکے

پانچواں حصہ جو آخری ثابت ہوا ۱۹۰۵ء میں شائع ہوا۔ مرزا صاحب نے کہا ۵ اور ۵۰ میں ایک نقطے کا فرق ہے اس لیے پچاس حصوں پر مشتمل تصنیف کا وعدہ پورا ہو گیا ہے۔ دیباچہ براہین احمدیہ ج ۵ ص ۷

اس کتاب میں جا بجا دعویٰ کیا گیا ہے کہ مصنف کتاب مرزا صاحب اللہ کی طرف سے مامور مجدد ہیں اور نبی ناصری (عیسیٰ علیہ السلام) کی طرز پر نہایت تضرع و انکسار کے ساتھ اصلاح خلق کے لیے مقرر کیے گئے ہیں۔ دیکھئے براہین احمدیہ ج ا ص ۹۲ ص ۱۷ تا ص ۲۷

اس کتاب میں مختلف مقامات پر تبلایا گیا ہے کہ مصنف کو اللہ کی طرف سے الہامات آرہے ہیں چنانچہ براہین احمدیہ ج ۳ ص ۲۳۸ اور ص ۲۴۲، ج ۴ ص ۵۰۹ پر لمبے لمبے الہامات درج ہیں۔

براہین احمدیہ میں مرزا صاحب نے صرف مجددیت کے دعوے کیے ہیں اپنے مسیح موعود یا نبی ہونے کا ایک لفظ بھی انہوں نے ذکر نہیں کیا۔ بلکہ اس کتاب میں کسی نئی شریعت یا نئے الہام کے آنے کی پُر زور تردید کی گئی ہے دیکھیے حاشیہ براہین احمدیہ ج ۴ ص ۱۱۱

پھر ۱۸۸۶ء میں مرزا صاحب نے ہوشیار پور میں آریہ سماج سے ایک مناظرہ کیا۔ جس میں معجزہ شق القمر، انبیاء کرام کے دیگر معجزات اور عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں میں موجود ہونے اور آخر دور میں نازل ہونے کے بارہ میں انہوں نے عقلی و نقلی دلائل دیے بعد میں انہوں نے اس مناظرہ کے بارہ میں "سرمۂ چشم آریہ" کتاب لکھی۔ اور وہ تمام دلائل ضبط تحریر میں لے آئے۔ یہ مرزا صاحب کی دوسری تصنیف ہے۔

حقیقت ہے کہ مرزا صاحب نے بعد میں حیاتِ عیسیٰ پر جتنے استحالے

اور شبہات وارد کیے ہیں ان کی تردید کے لیے اس کتاب سے بہتر کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔ مرزا صاحب اپنی بعد والی تصانیف مثلاً آئینہ کمالات اسلام مطبوعہ ۱۸۹۳ء ص ۵۵۲، براہین احمدیہ مطبوعہ ۱۹۰۵ء ج ۵ ص ۸۵ اور ضمیمہ نزول المسیح مطبوعہ ۱۹۰۲ء ص ۶، میں اعتراف کرتے ہیں کہ میں خود آج تک حضرت مسیح کی رفعتِ آسمانی کا قائل رہا ہوں۔

دعویٰ المسیح موعود

۱۸۹۰ء تک مرزا صاحب خود کو صرف مجدد کی حیثیت سے پیش کرتے رہے اور ان کے دیگر تمام عقائد عام مسلمانوں ہی کی طرح تھے۔ تاہم ان کا خود کو نبی ناصری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرز پر گامزن کہنا لوگوں کو کھٹکا لگا تھا چنانچہ بلی تھیلے سے باہر آ گئی اور ۱۸۹۱ء میں شائع ہونے وال کتاب فتح الاسلام ص ۷ میں مرزا صاحب نے کہا:

"میں اس کو بار بار بیان کروں گا اور اس کے اظہار سے رک نہیں سکتا کہ میں وہی ہوں جو وقت پر اصلاح خلق کے لیے بھیجا گیا..... میں اسی طرح بھیجا گیا ہوں جس طرح سے وہ شخص (عیسیٰؑ) بعد کلیم اللہ مرد خدا کے بھیجا گیا تھا جس کی روح ہیرو ڈلیس کے عہد حکومت میں بہت تکلیفوں کے بعد آسمان کی طرف اٹھائی گئی۔ سو جب دوسرا کلیم (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) جو حقیقت میں سب سے پہلا اور سید الانبیاء ہے دوسرے فرعونوں کی سرکوبی کے لیے آیا........ تو اس کو بھی..... ایک مثیل المسیح کا وعدہ دیا گیا اور وہ مثیل المسیح چودھویں صدی میں آسمان سے اترا اور وہ اترنا روحانی طور پر تھا.... تاکہ

سمجھنے والوں کے لیے نشان ہو۔"
اس کے ساتھ ہی مرزا صاحب نے ازالہ الاوہام کتاب بھی ۱۸۹۱ء میں شائع
کی جس میں جابجا دعویٰ کیا گیا کہ میں ہی مسیح موعود ہوں دیکھیے ص۱۰۸ صفحہ ۹۲۴ وغیرہ۔
ان دونوں کتابوں میں ان تمام علامات کو جو احادیث میں حضرت مسیح عیسیٰ ع
موعود کے بارہ میں مذکور ہیں مرزا صاحب نے عجیب و غریب معنیٰ دیئے ہیں
اور انہیں اپنی ذات پر منطبق کرنے کی کوشش کی ہے۔ چونکہ احادیث میں
بتلایا گیا ہے کہ مسیح موعود سے مراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں وہ آسمانوں پر اٹھا
لیے گئے ہیں اور آخر زمانہ میں تشریف لائیں گے۔ یعنی نازل ہوں گے۔
اس لیے مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ ع کی رفعتِ آسمانی سے انکار کیا
اور ان کی وفات کے قائل ہوئے اور اس پر انہوں نے ازالۃ الاوہام
کے کئی سو صفحات سیاہ کر ڈالے۔
ذیل میں ہم ان کی اِن موشگافیوں اور لن ترانیوں کا تفصیلی جائزہ لیتے ہیں۔

علاماتِ مسیح موعود میں تحریف

جیسے آپ پیچھے پڑھ چکے ہیں؟ مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ مسیح
موعود کرنے کے بعد ان تمام احادیث کی معنوی تحریف شروع کر دی جن میں
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح کی علامات ارشاد فرمائی تھیں۔
ذیل میں ہم وہ علامات اور ان میں کی جانے والی تحریف کی چند مثالیں پیش
کرتے ہیں ورنہ یہ قصہ طویل تر ہے۔ مرزا صاحب کی کتابیں فتح اسلام اور
ازالۃ الاوہام وغیرہ انہی تحریفات سے اٹی پڑی ہیں۔

علامت ۱ | آنے والے مسیح کا نام عیسیٰ ہوگا اور والدہ کا نام مریم

تاویل۔ مرزا صاحب جن کے والد کا نام مرزا غلام مرتضیٰ اور والدہ کا نام چراغ بی بی
تھا (کتاب البریہ ص۱۴۲) اس کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ اس سے اس مسیح کا
روحانی طور پر عیسیٰ اور ابن مریم ہونا مراد ہے۔ اور میں (مرزا صاحب) روحانی طور
پر مریم بھی رہا ہوں اور عیسیٰ بھی ان کے اپنے الفاظ ہیں۔
"اور اسی واقعہ کو سورہ تحریم میں بطور پیش گوئی کمال تصریح سے بیان
کیا گیا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم اس امت میں یوں پیدا ہوگا کہ پہلے کوئی فرد اس
امت کا مریم بنایا جائے گا اور پھر بعد اس کے اس مریم میں عیسیٰ کی روح پھونکی
جائے گی پس وہ مریمیت کے رحم میں ایک مدت تک پرورش پا کر عیسیٰ کی
روحانیت میں تولد پائے گا اور اس طرح پر وہ عیسیٰ ابن مریم کہلائے گا.....
اس لیے گو اس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصے میں میرا نام مریم رکھا پھر
دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما
پاتا رہا پھر جب اس پر دو برس گزر گئے تو مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں
پھونکی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ
کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے مجھے مریم سے
عیسیٰ بنایا گیا پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔" (کشتی نوح ص۴۶ تا ص۴۷)
ذرا آگے چل کر لکھتے ہیں:
"اور یہی عیسیٰ ہے جس کی انتظار تھی اور الہامی عبارتوں میں مریم اور
عیسیٰ سے میں ہی مراد ہوں۔" (کشتی نوح ص۴۸)

علامت ۲ | عیسیٰ بن مریم دمشق میں نازل ہوں گے۔

تاویل۔ "خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اس نے قادیان کو دمشق سے تشبیہ
دی ہے اور ان لوگوں کی نسبت یہ فرمایا ہے کہ یہ یزیدی الطبع ہیں جو اکثر لوگ

یہاں رہتے ہیں۔۔۔۔۔ اور یہ بھی مدت سے الہام ہو چکا ہے کہ "انا انزلناہ قریبا من القادیان وبالحق انزلناہ و بالحق نزل وکان وعد اللہ مفعولا"۔

(حاشیہ ازالۃ الاوہام ص۱۰۵ طبع قدیم)

علامت ۳ | عیسیٰ علیہ السلام دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی کنارے پر اتریں گے۔

تاویل: "انا انزلناہ قریبا من القادیان ۔۔۔ اس کی تفسیر یہ ہے کہ انا انزلناہ قریبا من دمشق بطرف شرقی عند المنارۃ البیضاء۔ کیونکہ اس عاجز کی سکونتی جگہ قادیان کے مشرقی کنارے پر ہے منارے کے پاس"۔

(حاشیہ ازالۃ الاوہام ص۱۰۶)

یاد رہے مرزا صاحب نے مسلم شریف کی حدیث کو جس میں عیسیٰ علیہ السلام کا دمشق کے مشرقی منارے پر نازل ہونا بیان کیا گیا ہے، خود پر منطبق کرنے کے لیے قادیان میں باقاعدہ منارہ تعمیر کروایا انھوں نے ۱۹۰۲ء میں اس کا سنگ بنیاد رکھا اور اس کی تعمیر کے لیے باقاعدہ چندے کا فنڈ کھولا اور لوگوں کو اس میں حصہ ڈالنے کی ترغیب دی مگر افسوس! مرزا صاحب کی زندگی میں منارہ مکمل نہ ہو سکا بعد میں ان کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود نے اس کی تکمیل کی۔

(دیکھیے سیرت المہدی مصنفہ مرزا بشیر احمد ولد مرزا غلام احمد قادیانی ج ۲ ص۱۵۴)

علامت ۴ | نازل ہوتے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بدن پر دو زرد چادریں ہوں گی۔

تاویل: "میں دائم المرض آدمی ہوں اور دو زرد چادریں جن کے بارہ میں

حدیثوں میں ذکر ہے کہ ان دو چادروں میں مسیح نازل ہو گا وہ زرد چادریں میرے شامل حال ہیں جن کی تعبیر علم تعبیر الرؤیا کی رو سے دو بیماریاں ہیں، سو ایک چادر میرے جسم کے اوپر کے حصہ میں ہے کہ ہمیشہ درد سر اور دوران سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے اور دوسری چادر جو میرے نیچے کے حصہ بدن میں ہے وہ بیماری ذیابیطس ہے کہ مدت سے دامنگیر ہے اور بسا اوقات سو سو مرتبہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے"۔

۱۔ اشتہار چندہ "منارۃ المسیح"، مندرجہ کتاب خطبہ الہامیہ ص۱

۲۔ ازالۃ الاوہام ص۱۰۹ ۔ ۳۔ ضمیمہ براہین احمدیہ ج ۵ ص۲۰۱

علامت ۵ | عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں چالیس سال رہ کر روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دفن ہوں گے۔

تاویل: "پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے وہ ختم نبوت کا خلل انداز نہیں، جیسا کہ تم جب آئینہ میں اپنی شکل دیکھو تو تم دو نہیں ہو سکتے۔۔۔۔۔ یہی بھید ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مسیح موعود میری قبر میں دفن ہو گا یعنی وہ میں ہی ہوں۔ اور اس میں دورنگی نہیں آئی"۔ (کشتی نوح ص۱۵)

علامت ۶ | حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب کو توڑ دیں گے خنزیر کو قتل کر دیں گے اور ان کے دور میں اسلام کے سوا تمام ادیان کا ملا مٹ جائیں گے۔

تاویل: "سو اس عاجز کو حضرت مسیح کی فطرت ایک خاص مشابہت ہے اور فطرتی مشابہت کی وجہ سے مسیح کے نام پر عاجز بھیجا گیا تا کہ صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے"۔ (حاشیہ فتح اسلام ص۹)

یہ تو رہیں مرزا صاحب کی خرافات، آیئے ہم احادیث کی روشنی میں آنے

والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی علامات دیکھتے ہیں۔ کہ ان خرافات کا مفہوم
احادیث کے مقابلہ میں کیا وزن ہے؟

بخاری شریف ۴۹۰/۱ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل
فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب و یقتل الخنزیر
ویضع الحرب ویفیض المال حتی لا یقبلہ احدٌ۔

مسلم شریف ۴۰۱/۲ اذ بعث اللہ المسیح بن مریم علیہ السلام فینزل
عند المنارۃ البیضاء شرقی دمشق بین مہرودتین واضعًا
کفیہ علی اجنحۃ ملکین اذا طأطأ راسہ قطر واذا رفعہ
تحدر منہ جمان کاللؤلؤ فلا یحل لکافر یجد ریح نفسہ
الامات ونفسہ ینتہی حیث ینتہی طرفہ فیطلبہ (الدجال)
میاب لد فیقتلہ۔

جب اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو بھیجے گا تو وہ دمشق کے مشرقی علاقہ میں منارے
پر اتریں گے دو زرد چادروں میں دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے۔
جب سر کو جھکائیں تو اس سے قطرے گریں گے اور اٹھائیں گے تو چمکدار موتی برسیں گے
کافر ان کے سانس کی ہوا پا کر مرتا جائے گا حد نگاہ تک ان کا سانس جائے گا۔ اور
وہ باب لُد (فلسطین) میں دجال کو قتل کریں گے۔

مسلم شریف ۸۷/۱ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم لینزلن ابن مریم حکمًا عادلا فلیکسرن الصلیب ولیقتلن
الخنزیر ولیضعن الجزیۃ ولیترکن القلاص فلا یسعیٰ علیہا
ولتذھبن الشحناء والتباغض والتحاسد ولیدعون الی

المال فلا یقبلہ احد۔

ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قسم بخدا
ابن مریم عادل حاکم بن کر اترنے والے ہیں وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے خنزیر کو
قتل کر دیں گے جزیہ اٹھا دیں گے، اونٹنیاں کھلی چھوڑ دی جائیں گی مگر کوئی شخص
انہیں گزند نہیں پہنچائے گا کینہ بغض اور حسد مٹ جائے گا۔ اور لوگ مال تقسیم
کرنے کے لیے پکارا کریں گے مگر کوئی لینے والا نہ ہوگا۔

ابوداؤد ۲۴۶/۲ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال لیس بینی وبینہ یعنی عیسی نبی وانہ نازل فاذا
رأیتموہ فاعرفوہ رجلٌ مربوعٌ الی الحمرۃ والبیاض
بین ممصرتین کان رأسہ یقطر وان لم یصبہ بلل
فیقاتل الناس علی الاسلام فیدق الصلیب و
یقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویھلک اللہ فی زمانہ
الملل کلھا الا الاسلام ویھلک المسیح الدجال
فیمکث فی الارض اربعین سنۃ ثم یتوفی فیصلی
علیہ المسلمون ۔ ۱۲

ترجمہ۔ ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
میرے اور عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہیں آئے گا۔ بے شک وہ نازل ہونے
والے ہیں۔ تم انہیں دیکھتے ہی پہچان لو گے ان کا رنگ سرخی مائل سفید ہوگا دو
چادریں ان کے زیب بدن ہوں گی۔ سر کے بال خشک ہونے کے باوجود ایسے ہوں گے
گویا ان سے قطرے گر رہے ہیں، وہ اعلائے اسلام کے لیے لوگوں سے

جہاد کریں گے۔ صلیب کو توڑ دیں گے۔ خنزیر کو قتل کر دیں گے جزیہ اٹھا دیں گے ان کے دور میں اللہ تعالیٰ اسلام کے سوا ہر دین کو مٹا دے گا، وہ مسیح دجال کو قتل کریں گے زمین میں چالیس برس رہیں گے پھر ان کا وصال ہوگا اور اہل اسلام ان کا جنازہ پڑھیں گے۔

مشکوٰۃ شریف ۴۸۰ عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزل عیسی بن مریم الی الارض فیتزوج ویولد لہ ویمکث خمسًا واربعین سنۃ ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسی بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر۔

عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عیسیٰ علیہ السلام زمین کی طرف نازل ہوں گے پھر ان کی شادی ہوگی اولاد ہوگی۔ وہ ۴۵ برس زندہ رہیں گے پھر ان کا وصال ہوگا اور میری قبر میں میرے ساتھ دفن ہوں گے تو میں اور عیسیٰ ابوبکر و عمر کے درمیان ایک قبر سے (روز قیامت) اُٹھیں گے۔

مذکورہ پانچ احادیث سے مسیح موعود کی درج ذیل علامات ثابت ہوتی ہیں ۱۔ نام عیسیٰ ہوگا۔ ۲۔ والدہ کا نام مریم ہوگا۔ ۳۔ آسمان سے نازل ہوں گے۔ ۴۔ دمشق میں اتریں گے۔ ۵۔ مشرقی منارے پر آئیں گے۔ ۶۔ دو زرد چادریں ان کے زیب تن ہوں گی۔ ۷۔ دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے تشریف لائیں گے ۸۔ ان کے بال خشک ہونے کے باوجود تر و تازہ ہوں گے۔ ۹۔ ان کے سانس سے کافر مریں گے۔ ۱۰۔ آپ دجال کو قتل کریں گے۔ ۱۱۔ جہاد کریں گے۔ ۱۲۔ اسلام کے سوا سب ادیان کو مٹا دیا جائے گا۔ ۱۳۔ صلیب کو توڑ دیں گے۔ ۱۴۔ خنزیر کو قتل کر دیں گے۔ ۱۵۔ جزیہ ختم کر دیں گے۔ ۱۶۔ کینہ حسد

ختم ہو جائے گا۔ ۱۷۔ آپ حاکم عادل ہوں گے۔ ۱۸۔ ان کے دور میں کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ ہوگا۔ ۱۹۔ دنیا میں چالیس یا پینتالیس برس رہیں گے۔ ۲۰۔ روضۂ رسول میں دفن ہوں گے۔

کیا ان علامات میں سے کوئی ایک علامت بھی مرزا صاحب میں پائی جاتی تھی؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ تو پھر انہیں دجّال کذّاب کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے اور انہوں نے مذکورہ علامات کی جو تحریف کی ہے اس پر استغفر اللہ کے سوا کیا پڑھا جا سکتا ہے۔

دعویٰ مسیحیت میں مرزا صاحب کا تذبذب

آپ یہ پڑھ کر حیران ہوں گے کہ مرزا صاحب نے مسیح موعود ہونے کے ہزارہا دعوے کرنے کے باوجود یہ بھی کہا ہے کہ میں اپنے بعد کسی دوسرے مسیح کے آنے سے انکار نہیں کرتا۔ وہ لکھتے ہیں:

۱ "اب اگرچہ میرا دعویٰ تو نہیں اور نہ ایسی کامل تصریح سے خدا تعالیٰ نے میرے پر کھول دیا ہے کہ دمشق میں کوئی مثیل مسیح پیدا نہیں ہوگا بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ کسی آئندہ زمانہ میں خاص کر دمشق میں بھی کوئی مثیل مسیح پیدا ہو جائے۔" (حاشیہ ازالۃ الاوہام ص ۱۰۴)

۲ "اس عذر کا جواب یہ ہے کہ اس عاجز کی طرف سے بھی یہ دعویٰ نہیں ہے کہ مسیحیت کا میرے وجود پر خاتمہ ہے اور آئندہ کوئی مسیح نہیں آئے گا بلکہ میں تو مانتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ ایک کیا دس ہزار سے زیادہ مسیح آ سکتا ہے اور ممکن ہے کہ ظاہری جلال و اقبال کے ساتھ بھی آوے اور ممکن ہے کہ اوّل وہ دمشق میں ہی نازل ہو۔" (ازالۃ الاوہام ص ۱۹۱)

٣۔ ممکن ہے وہ آخری مسیح آجائے جس پر تمام اوصاف مذکورہ فی الحدیث پوری اُتری ہوں اور وہ دمشق میں نازل ہو۔ (تبلیغ رسالت ج ۲ صـ ۱۵۹)

سوال ، جب مرزا صاحب اپنے بعد بھی دوسرے مسیح کے آنے کا امکان تسلیم کرتے ہیں تو پھر سوال یہ ہے کہ اپنے بارہ میں ان کے دعویٰ مسیح کی کیا حقیقت باقی رہ جاتی ہے کیونکہ مسیح موعود صرف ایک ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کا دعوائے مسیحیت ایک مضحکہ خیز جہالت کے سوا کچھ بھی نہیں۔

نبوّت و رسالت کے دعوے

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا۔ مرزا صاحب نے اپنے دعووں کو بتدریج ترقی دی ہے۔ ۱۸۹۰ء تک وہ مجدد و مصلح کی حیثیت سے ظاہر ہوئے ۔ پھر ۱۸۹۱ء میں فتح اسلام اور ازالۃ الاوھام کتابیں چھاپ کر انہوں نے دعویٰ مسیح موعود کر ڈالا ۔ اس دعوے پر وہ دس برس قائم رہے ۔ ایسے میں خود وضاحت کرتے رہے کہ میں نبی نہیں ہوں۔ ان کی بعض عبارتیں ملاحظہ ہوں۔

۱۔ "میرا وہی اعتقاد ہے جو سب اہل سنت کا ہے میرا اعتقاد ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی،، اعلان مرزا غلام احمد مورخہ ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۲ صـ ۲۔

۲۔ "صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں ۔ مگر میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکہ لگ جانے کا احتمال ہے،، (حاشیہ انجام آتھم صـ ۲۷)

اسی طرح مرزا صاحب نے چند مقامات پر تصریح کرتے ہوئے کہا کہ میں نبی نہیں ہوں ان کے الفاظ ہیں۔

۱۔ سوال ۔ رسالہ فتح اسلام میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

اما الجواب ۔ نبوت کا دعویٰ نہیں محدثیت کا دعویٰ کیا ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔ (ازالۃ الاوہام صـ ۴۲۷)

۲۔ لست بنبی ولکن محدث اللہ وکلیم اللہ لاجدد دین المصطفیٰ۔ (آئینہ کمالات اسلام صـ ۳۸۳)

مگر اس کے بعد مرزا صاحب ان عبارات کو یکسر بھول گئے اور انہوں نے ۱۸۹۱ء میں صاف طور پر دعویٰ نبوت کر دیا۔ ان کی کتابیں کشتی نوح ۔ نزول المسیح اور اربعین وغیرہ میں صاف طور پر دعویٰ ہائے نبوت سے بھری پڑی ہیں۔

"تاہم دعویٰ نبوت میں مرزا صاحب نے دو مختلف پہلو اختیار کیے ہیں پہلے انہوں نے خود کو مُتبع اور پیرو کار نبی کہا ۔ جسے انہوں نے ظلی اور بروزی نبوت سے تعبیر کیا اور ایک عرصہ بعد مستقل صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا ہم دونوں پہلوؤں کو مدنظر رکھ کر جُداگانہ عبارات پیش کرتے ہیں۔

دعویٰ ظلی نبوت

اس نبوت کا جواز پیدا کرنے کے لیے مرزا صاحب نے پہلے یہ عقیدہ تراشا ہے کہ

"غرض ہمارا مذہب یہی ہے کہ جو شخص حقیقی طور پر نبوّت کا دعویٰ کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن فیوض سے اپنے تئیں الگ کر کے اور اس سرچشمہ سے جُدا ہو کر آپ ہی براہِ راست نبی اللہ بننا چاہے تو وہ ملحد و بیدین ہے اور غالباً ایسا شخص اپنا کوئی نیا کلمہ بنائے گا اور عبادات میں کوئی نئی طرز پیدا کرے گا اور احکام میں کچھ تغییر و تبدل کرے گا پس بلا شبہ

وہ مسیلمہ کذاب ہے اور اس کے کافر ہوتے میں کوئی شک نہیں۔"
(حاشیہ انجام آتھم ص۲۵)

بعد ازاں مرزا صاحب نے اس ظلی نبوت کا اعلان کرتے ہوئے کہا:

۱۔ "اس نکتہ کو یاد رکھو کہ میں نبی اور رسول نہیں ہوں یعنی باعتبار نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے۔ اور میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلیتِ کاملہ کے، اگر میں کوئی علیحدہ شخص نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہوتا تو خدا تعالیٰ میرا نام محمد احمد مصطفےٰ اور مجتبیٰ کیوں رکھتا ...... لیکن خدا تعالیٰ نے ہر ایک بات میں وجودِ محمدی میں مجھے داخل کر دیا یہاں تک کہ یہ بھی نہ چاہا کہ یہ کہا جائے کہ میرا کوئی الگ نام ہو یا کوئی الگ قبر ہو۔ کیونکہ ظل اپنے اصل سے الگ ہو ہی نہیں سکتا۔ (نزول مسیح ص۵)

۲۔ عقیدہ کی رو سے خدا جو کچھ تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا ایک اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے اب اس کے بعد کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں اور نہ شاخ اپنی بیخ سے جدا ہے۔" (کشتی نوح ص۱۵)

۳۔ پس جیسا کہ میں نے بار بار بیان کر دیا ہے کہ یہ کلام جو میں سناتا ہوں قطعی طور پر اور یقینی طور پر خدا کا کلام ہے جیسا کہ قرآن اور توریت خدا کا کلام ہے اور میں خدا کا ظلی اور بروزی طور پر نبی ہوں۔ اور ہر ایک مسلمان کو دینی امور میں میری اطاعت واجب ہے۔ ...... میری تصدیق کے لیے خدا نے دس ہزار سے زیادہ نشان دکھلائے ہیں۔ قرآن نے میری گواہی دی ہے پہلے نبیوں نے میرے آنے کا زمانہ متعین کر دیا ہے کہ جو یہی زمانہ ہے۔ اور قرآن بھی

میرے آنے کا زمانہ متعین کرتا ہے کہ جو یہی زمانہ ہے اور کوئی نبی نہیں جو میرے لیے گواہی نہیں دے چکا۔ (تحفہ الندوۃ ص۴)

۴۔ جب مولوی عبدالکریم[1] نے خطبۂ جمعہ میں مرزا صاحب کے لیے نبی اور رسول کے الفاظ پہلی مرتبہ استعمال کیے تو اسے سن کر مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی کو بہت صدمہ پہنچا۔ یہ بات مولوی عبدالکریم کو معلوم ہوئی تو انہوں نے اگلے خطبے میں پھر یہی الفاظ کہے اور مرزا صاحب سے مخاطب ہو کر بولے حضور! اگر میں غلط کہتا ہوں تو بتلائیں میں آپ کو نبی اور رسول مانتا ہوں۔ اس وقت مرزا صاحب خاموش رہے جمعہ کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب نے مرزا صاحب کا دامن پکڑ لیا اور کہا اگر میں غلط کہتا ہوں تو غلطی درست فرمائیں۔ مرزا صاحب مڑ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا "مولوی صاحب! ہمارا بھی یہی مذہب اور دعویٰ ہے جو آپ نے بیان کیا۔"

مرزا صاحب کے جانے کے بعد بہت شور ہوا آوازیں بلند ہوئیں۔ مرزا صاحب مکان سے باہر نکلے اور فرمایا۔ لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی اپنی آوازیں نبی سے اونچی نہ کرو۔" (حقیقۃ النبوۃ ص

قادیانیوں کا لاہوری فرقہ بتلائے کیا ان عبارات میں مرزا صاحب خود کو واضح طور پر نبی اور رسول نہیں کہہ رہے ؟ پھر تم کیسے کہتے ہو کہ مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت نہیں کیا۔

صاحب شریعت اور مستقل رسول ہونے کا دعویٰ

پہلے پہل تو مرزا صاحب صرف ظلی نبی بنے مگر بعد ازاں انہوں نے

[1] یہ عبدالکریم صاحب مرزا صاحب کے وقت میں قادیان میں مرزائیوں کے خطیب

منتقل رسول کا روپ دھار لیا۔ وہ کہتے ہیں۔

"ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کیے اور اپنی اُمّت کے لیے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے ہمارے مخالف مُلزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالک ازکی لھم۔ یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اس میں امر بھی ہے نہی بھی۔"

(اربعین ۴ صـ۶)

صاحب شریعت کون ہوتا ہے؟ اور اس کا منکر کیا حکم رکھتا ہے؟ اس سوال کا جواب مرزا صاحب سے سنیے وہ لکھتے ہیں۔

"یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے سے انکار کرنے والے کو کافر کہنا صرف نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب شریعت کے سوا جس قدر ملہم اور محدّث ہیں تو وہ کیسے ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعتِ مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بنتا۔"

تریاق القلوب صـ۱۳۰ (حاشیہ) (منقول از قادیانیت ۸۹)

اب دیکھیے مرزا صاحب اپنے منکرین کو کتنی شدومد سے کافر کہتے ہیں لکھتے ہیں:

"کفر دو قسم پر ہے اول یہ کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ دوم یہ کہ وہ مثلاً مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے .... پس اس

لیے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے۔"

(حقیقۃ الوحی صـ۱۷۹ اور صـ۱۸۰)

مرزا صاحب کے خلیفہ ثانی اور ان کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود صاحب لکھتے ہیں:

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے ہیں خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سُنا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔"

(آئینہ صداقت صـ۳۵)

مرزا صاحب ایک اور جگہ کہتے ہیں۔

خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے اسے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔

مرزا صاحب کے بیٹے اور خلیفہ سوم مرزا بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں:

"ہر ایک شخص جو موسیٰ کو مانتا ہے عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے موسیٰ کو نہیں مانتا یا محمد کو نہیں مانتا یا محمد کو مانتا ہے مگر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔"

(کلمۃ الفصل مصنفہ مرزا بشیر احمد صاحب مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز صـ۱۱۰)

تو مرزا صاحب کے فتویٰ کے مطابق انہیں صاحب شریعت ہونے کا مدعی نہ مانا جائے تو کیا مانا جائے۔

رہا یہ کہ مرزائی آپ کو کس معنیٰ میں نبی کہتے ہیں؟ انہی کی زبانی سنیے

مرزا صاحب کے بیٹے اور خلیفہ دوم مرزا بشیر الدین محمود کہتے ہیں۔

حدیث تو راویوں کے ذریعے ہم تک پہنچی ہے اور ہم کو معلوم نہیں کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے درحقیقت کیا فرمایا مگر خدا کا رسول (غلام احمد قادیانی) جو ہم میں موجود تھا اس نے خدا سے یقینی علم پا کر امر حق پر اطلاع دی اور جب وہ اتباع کامل نبوی سے نبی ہوا تو ہم نے مان لیا کہ آپ کے قول و فعل کے خلاف اگر کوئی حدیث بیان کی جائے تو ہم اسے قابل تاویل سمجھیں گے۔

(اخبار الفضل ۲۹ / اپریل ۱۹۱۵ء)

اس اخبار الفضل میں ایک بار یہ بھی لکھا گیا۔

حضرت مسیح موعود من حیث النبوت انہی معنوں میں نبی اللہ اور رسول اللہ تھے جن معنوں میں آیات سے دیگر انبیاء سابقین مراد لیے جاتے ہیں۔

(الفضل ۱۳/ ستمبر ۱۹۱۴ء)

یہاں تک تو معاملہ تھا مرزا صاحب کے دعوائے صاحب شریعت رسول ہونے کا اگر بات یہیں تک رہتی تو بھی کچھ کم نہ تھا مگر مرزا صاحب نے اس قدر ترقی کی ہے کہ خود کو تمام انبیاء سے افضل و برتر قرار دیا ہے۔ اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنے آپ سے کم تر ثابت کیا ہے۔ دیکھیے۔

۱۔
آدمم نیز احمد مختار — دربرم جامۂ ہمہ ابرار
آنچہ دادست ہر نبی را جام — داد آں جام را مرا بتمام
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے — من بعرفاں نہ کمترم زکسے
زندہ شد ہر نبی بآمدنم — ہر رسولے نہاں بہ پیرہنم

۲۔ واتانی مالم یوت احدٌ من العالمین۔ ... مجھے وہ کچھ دیا گیا جو دنیا و آخرت میں کسی دوسرے کو نہیں دیا گیا۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۸۷)

۳۔ لہ خسف القمر المنیر وان لی۔ غسا القمران المشرقان اتنکر

خود ہی اس کا ترجمہ کرتے ہیں "۔ اور اس کے لیے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے) چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لیے چاند اور سورج دونوں کا۔ اب کیا انکار کرے گا۔ (اعجاز احمدی ۷۱)

۴۔ میرزا محمود کہتا ہے:

میرے والد صاحب نے فرمایا کہ وہ آدم و نوح و عیسیٰ سے افضل ہیں۔ آدم کو شیطان نے جنت سے نکالا اور وہ بنی آدم کو جنت میں داخل کرنے والے ہیں۔ عیسیٰ کو یہود نے سولی دے دی اور وہ صلیب کو توڑنے والے ہیں۔

مرزا محمود صاحب کا خطاب مندرجہ الفضل ۱۸/ جولائی ۱۹۲۱ء

۵۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے میرے دعویٰ کی تصدیق کے لیے اس کثرت سے آیات و دلائل اتارے ہیں اگر وہ نوح پر اترتے تو ان کی قوم میں سے کوئی شخص غرق نہ ہوتا۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۳۷)

۶۔ مرزا صاحب نے تحفہ گولڑویہ ص۴۰ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی تعداد ۳ ہزار بتلائی ہے۔ اور براہین احمدیہ ص۵۶ میں اپنے معجزات دس لاکھ بتلائے ہیں۔ بلکہ ایک جگہ ان کی اپنی عبارت ہے۔

ان النبی لہ ثلاثہ الاف معجزۃ ولکن معجزتی فزادت علی ملیون۔ (تذکرۃ الشہادتین ص۴۱)

پتہ نہیں مرزا صاحب کیا بننا چاہتے ہیں۔ جب انہوں نے خود کو تمام انبیاء بلکہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل قرار دیا تو اب صرف دعویٰ

خدائی باقی رہ گیا ہے اور حقیقت ہے کہ مرزا صاحب نے اگرچہ صاف لفظوں
میں خود کو خدا نہیں کہا البتہ معاملہ اس سے کچھ کم بھی نہیں رہا۔ دیکھیے

۱۔ مرزا صاحب کہتے ہیں مجھے خدا نے مخاطب کر کے فرمایا:
اَسْمَعْ یَا وَلَدِیْ ۔ سن اے میرے بیٹے! (البشریٰ ج ا صہ ۴۹)

۲۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ اَوْلَادِیْ اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْکَ ۔
میرے نزدیک تیرا مقام بیٹے کا ہے تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے
ہوں۔ (دافع البلاء صہ ۶ سطر ۱۰)

۳۔ اَنْتَ مِنْ مَّاءِنَا وَھُمْ مِنْ فَشَلٍ
تو ہمارے پانی سے ہے اور وہ لوگ بزدلی سے (انجام آتھم صہ ۵۲)

حضرت عیسیٰؑ کی شان میں مرزا صاحب کی زبان درازیاں

جب مرزا صاحب نے مثیلِ مسیح ہونے کا دعویٰ کیا تو ان پر اعتراض ہوا کہ
مسیح تو مٹی سے پرندے بنا لیتا تھا آپ کیا کر سکتے ہیں؟ تو مرزا صاحب نے
حضرت عیسیٰ کے تمام معجزات کا انکار کر دیا۔ وہ کہتے ہیں۔

۱۔ "کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس [۲۲] برس کی
مدت تک نجاری کا کام کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے بڑھئی کا کام ہی
ایسا ہے کہ روزانہ طرح طرح کی مصنوعات بنا بنا کر عقل تیز ہو جاتی ہے
..... اکثر صناع ایسی ایسی چڑیاں بنا لیتے ہیں کہ وہ بولتی ہیں اور دم بھی
ہلاتی ہیں ..... بمبئی اور کلکتہ میں ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں۔"

۲۔ آگے چل کر لکھتے ہیں حضرت عیسیٰ کا پرندے بنانا مردے زندہ کرنا
مسمریزم تھا اور اسے عمل الترب کہتے ہیں۔ اگر اس عاجز کو اس مکروہ عمل

سے نفرت نہ ہوتی تو خدا تعالیٰ کے فضل سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان عجوبہ
نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا۔
(حاشیہ ازالۃ الاوہام صہ ۱۹۵ تا صہ ۱۹۷)

پھر ۱۸۹۶ء میں مرزا صاحب نے سستی شہرت حاصل کرنے کے
لیے عیسائی پادریوں کو مناظرے کے لیے للکارنا شروع کر دیا اور اس
سلسلہ میں انجام آتھم وغیرہ کتابیں لکھیں تو عیسائیوں کی تردید میں ان
کے مزعومہ خدا حضرت عیسیٰ کا مذاق اڑانا شروع کر دیا اور اپنی حماقت
کا ثبوت دیتے ہوئے اس جنون میں اتنے بڑھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ
السلام کو برا کہنے میں انتہا کر دی۔ نعوذ باللہ من ذالک الکفر والسفاھة
وہ کہتے ہیں۔

۳۔ یسوع کی تمام پیش گوئیوں میں سے جو عیسائیوں کا مردہ خدا ہے اگر ایک
پیش گوئی بھی اس پیش گوئی کے برابر اور ہم پلہ ہو جائے تو ہم ہر ایک
تاوان دینے کو تیار ہیں۔ اس درماندہ انسان کی پیش گوئیاں کیا تھیں؟
صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے قحط پڑیں گے لڑائیاں ہوں گی، پس ان
دلوں پر خدا کی لعنت جنہوں نے ایسی پیش گوئیاں اس کی خدائی پر دلیل
ٹھہرائیں اور ایک مردے کو اپنا خدا بنا لیا۔ کیا زلزلے ہمیشہ نہیں آتے کیا
ہمیشہ قحط نہیں پڑتے؟ پس اس نادان اسرائیلی (حضرت عیسیٰ معاذ اللہ)
نے ان معمولی باتوں کا نام پیش گوئی کیوں رکھا اور جب معجزہ مانگا گیا تو
یسوع صاحب فرماتے ہیں کہ حرامکار اور بدکار مجھ سے معجزہ مانگتے ہیں
ان کو کوئی معجزہ نہیں دکھایا جائے گا، دیکھو یسوع کو کیسی سوجھی اور کیسی
پیش بندی کی اب کوئی حرامکار بنے تو اس سے معجزہ مانگے، یہ تو وہی

بات ہوئی کہ جیسا کہ ایک شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی لوگوں میں یہ مشہور کر دیا کہ میں ایک ایسا ورد بتا سکتا ہوں جس کے پڑھنے سے پہلی ہی رات میں خدا نظر آجائے گا بشرطیکہ پڑھنے والا حرام کی اولاد نہ ہو اب بھلا کون حرام کی اولاد بنے اور کہے کہ مجھے وظیفہ پڑھنے سے خدا نظر نہیں آیا۔" (حاشیہ آتھم ص۲۷۱ تا ص۲۷۲)

آگے چل کر لکھتے ہیں :

۴۔ "عیسائیوں نے بہت سے معجزے آپ کے لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرامکار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا اور نہ چاہا کہ معجزہ مانگ کر حرامکار اور حرام کی اولاد بنیں۔" (حاشیہ انجام آتھم ص۲۷۵)

۵۔ ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدابیر سے کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو یا کسی اور بیماری کا علاج کیا ہو مگر بدقسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشانات ظاہر ہوتے تھے خیال ہو سکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے .... اور آپ کے ہاتھ میں سوا مکر و فریب کے کچھ نہ تھا پھر افسوس کہ عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔ (حاشیہ انجام آتھم ص۲۷۶)

مرزا صاحب حضرت عیسیٰ کی دانائی اور فہم و فراست کا مذاق اُڑاتے ہوئے کہتے ہیں۔

۶۔ "متی کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی عقل بڑی موٹی تھی، آپ جاہل عورتوں اور عوام الناس کی طرح مرگی کو بیماری نہیں جن کا آسیب سمجھتے تھے ..... آپ کا ایک یہودی استاد تھا جس سے آپ نے توراۃ

کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا، معلوم ہوتا ہے کہ یا تو قدرت نے آپ کو زیرکی سے کچھ حصہ نہیں دیا تھا اور یا اس استاد کی شرارت ہے کہ اس نے آپ کو محض سادہ لوح رکھا۔" (حاشیہ انجام آتھم ص۲۷۴ تا ص۲۷۵)

۷۔ ہاں آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی ادنیٰ ادنیٰ بات پر غصہ آجاتا تھا اپنے نفس کو جذبات سے نہیں روک سکتے تھے مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو جھوٹ بولنے کی کسی قدر عادت بھی تھی، جن جن پیش گوئیوں کا اپنی ذات کی نسبت توراۃ میں پایا جانا آپ نے بیان فرمایا ہے ان کتابوں میں ان کا نام و نشان بھی نہیں ملتا بلکہ وہ اوروں کے حق میں تھیں جو آپ کے تولد سے پہلے پوری ہو گئیں۔ اور نہایت شرم کی بات ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے یہودیوں کی کتاب طالمود سے چُرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا میری تعلیم ہے لیکن جیسے یہ چوری پکڑی گئی عیسائی بہت شرمندہ ہیں۔ آپ نے یہ حرکت شاید اس لیے کی ہو گی کہ کسی عمدہ تعلیم کا نمونہ دکھلا کر رسوخ حاصل کریں لیکن آپ کی اس بیجا حرکت سے عیسائیوں کی سخت روسیاہی ہوئی۔

۸۔ آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر یہ بھی شاید خدائی کی شرط ہو گی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے، ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس

کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے، سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چال چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

(حاشیہ انجام آتھم ص۲۷۶)

۹۔ لیکن مسیح کی راستبازی اپنے زمانے میں دوسرے انسانوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر فضیلت حاصل ہے۔ کیونکہ وہ نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ علیہ السلام کو حصوراً (پاکدامن) کہا ہے مگر مسیح کا یہ نام نہیں رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔ (دافع البلاء ص۲۱)

حضرت عیسیٰ ؑ کی نبوت سے مرزا کا صاف انکار

۱۰۔ "پس ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلامانس آدمی نہیں قرار دے سکتے چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔"

(حاشیہ انجام آتھم ص۲۷۷)

۱۱۔ مرزا صاحب نے متعدد مقامات پر لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ ؑ کی اکثر پیش گوئیاں غلط نکلیں وہ لکھتے ہیں۔

"اور اس سے زیادہ تر قابل افسوس یہ امر ہے کہ جس قدر حضرت مسیح کی پیش گوئیاں غلط نکلیں اس قدر صحیح نکل نہیں سکیں۔" (ازالہ اوہام ص۹)

ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیش گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں اور آج کون ہے زمین پر جو اس عقدہ کو حل کر سکے۔" (اعجاز احمدی ص۱۴)

اور جو جس کی پیش گوئیاں غلط نکلیں کیا وہ نبی ہو سکتا ہے؟ مرزا صاحب جواب دیتے ہیں۔

اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں۔ (کشتی نوح ص۵)

اس سے صاف نتیجہ نکلا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرزا صاحب کے نزدیک نبی نہیں

حضرت مریم بتول ؑ کی شان میں مرزا صاحب کی دریدہ دہنی

۱۲۔ وہ شخص مفسد و مفتری ہے جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا بلکہ مسیح تو مسیح میں تو اس کے چار بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں۔ نا صرف اس قدر بلکہ میں حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں۔ کیونکہ یہ سب مریم بتول کے پیٹ سے ہیں اور مریم کی شان وہ ہے کہ جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا پھر بزرگانِ قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلافِ تعلیم توراۃ عین حمل میں نکاح کیوں کیا گیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آگئیں اس صورت میں وہ لوگ قابلِ رحم تھے نہ قابلِ اعتراض۔ (کشتی نوح ص۱۶)

یہ رہے مرزا صاحب کے خیالات کے چند نمونے، جن سے صاف معلوم ہو گیا کہ مرزا صاحب قرآن کریم کی نصوص صریحہ کے منکر ہیں اور اللہ کے

پاک نبی حضرت عیسیٰؑ اور مقدس مریم کی گستاخی کرنے کی وجہ سے مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عظمت قرآن میں کیسے مذکور ہے اور مریم علیہا السلام کا اللہ کے ہاں کیا مقام ہے؟

مرزا صاحب کا اخلاق

آپ کو گالی دیتے دشنام طرازی کرتے اور مخالفین کے لیے انتہائی غلیظ اور بازاری زبان استعمال کرنے کی عادت تھی حرام زادہ اور بدکار عورت کی اولاد کہدینا ان کے لیے معمول کی بات تھی۔ ذیل میں ہم ان کی کتب سے بعض عبارات پیش کر رہے ہیں۔ جنہیں دیکھ کر مرزا صاحب کے اخلاق کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ ہمارے دشمن بیابانوں کے خنزیر ہو گئے ہیں اور ان کی عورتیں کُتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔ (نجم الہدیٰ ص۱۵)

۲۔ اپنے ایک حریف مولوی سعد اللہ صاحب لدھیانوی کے بارہ میں منظوم عربی کلام میں یوں رقمطراز ہیں۔

ومن اللئام اریٰ رجلاً فاسقاً — غولاً لعیناً نطفۃ السفہاء

شکس خبیث مفسد مزور — نحس یسمیٰ السعد فی الجہلاء

ما فارق الکفر الذی ہو ارثہ — ضاہا اباہ وامہ بعماء

کان من دود الہنود وزعمہم — من عبدۃ الاصنام کالآباء

اذیتنی فلست بصادق — ان لم تمت بالخزی یا ابن بغاء

۱۔ لعنتی لوگوں میں سے میں ایک اور کمینے شخص کو بھی دیکھتا ہوں۔ جو

بدکار شیطانِ لعین اور نطفۂ سفہاء ہے۔

(۲) بدگو خبیث الفطرت فسادی کذّاب اور منحوس ہے جسے جاہلوں میں سعد (یعنی سعد اللہ) کہا جاتا ہے۔

(۳) اپنی وراثتِ کفر سے کنارہ کش نہیں ہوا اور اپنی ماں اور باپ کی طرح اندھا ہے۔

(۴) ہندوؤں کا ایک کیڑا ہے اور باپ دادا کی طرح بت پرست ہے۔

(۵) تو نے مجھے اذیت دی ہے تو اے بدکاروں کی اولاد! اگر تو ذلت سے نہ مرے تو میں سچا نہیں ہوں۔

۳۔ اے بدذات فرقۂ مولویان! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے اے ظالم مولویو! تم پر افسوس! کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی لوگوں کو پلایا۔

(انجام آتھم ص۲۱)

۴۔ دنیا میں سب جانداروں سے زیادہ پلید اور کراہت کے لائق خنزیر ہے مگر خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں جو نفسانی خواہش کے لیے حق کو چھپاتے ہیں اے مردار خور مولویو! اے گندی روحو! تم پر افسوس کہ تم نے میری عداوت کے لیے اسلام کی سچی گواہی کو چھپایا اے اندھیرے کے کیڑو تم سچائی کی تیز شعاؤں کو کیسے چھپا سکتے ہو۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۱)

۵۔ شاہنشاہِ ولایت حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مرزا صاحب اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ کے اندر لکھتے ہیں۔

"پس میں نے کہا اے گولڑہ کی زمین! تجھ پر لعنت! تو ملعونوں کے

سبب ملعون ہوگئی، پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی، اس فرمایہ نے
کمینے لوگوں کی طرح گالی کے ساتھ بات کی ہے اور ہر آدمی خصومت کے
وقت آزمایا جاتا ہے۔" (اعجاز احمدی ص۴۵)

۶۔ یونہی مرزا صاحب نے اپنی دعوت کو نہ ماننے والے تمام غیر قادیانی اہل
اسلام کو کنجریوں کی اولاد کہہ کر یاد کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

"تلك كتب ينظر عليها كل مسلم بعين المحبة والمودة
وينفع من معارفها ويقبلني ويصدق دعوتي الا ذرية
البغايا الذين ختم الله على قلوبهم فهم لا
يقبلون۔"

یہ کتب ہیں جنہیں ہر مسلمان بنظر محبت ومودت دیکھے گا اور ان
میں پنہاں علوم سے فیضیاب ہوگا اور میرے دعوے کی تصدیق
کرے گا۔ سوا ان کے جو کنجریوں کی اولاد ہیں اللہ نے ان کے دلوں
پر مہر لگادی ہے پس وہ نہ مانیں گے۔ (آئینہ کمالات اسلام ص۵۴۸)

۷۔ اپنی کتاب نور الحق میں مرزا صاحب نے اپنے ایک مخالف کے لیے ایک
ہزار بار مسلسل لعنت لعنت لعنت لعنت کا لفظ لکھا ہے اور چار صفحات
اسی لفظ سے کالے کر ڈالے ہیں۔ دیکھیے نور الحق ص۱۱۸ تا ص۱۲۲

مرزا صاحب کی ایسی عبارتیں شمار سے زیادہ ہیں انہی پر کفایت سمجھی جاتی
ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ایسا شخص شریعت کی رو سے کیسا ہے۔ چند
احادیث ملاحظہ ہوں۔

۱۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
بندہ جب کوئی بات کہتا ہے اور یہ پرواہ نہیں رکھتا کہ شائد اس سے

کس بھائی کو تکلیف ہو رہی ہے تو وہ کلمہ اسے جہنم میں لے جائے گا۔
(مشکوٰۃ ص۴۱۱)

۲۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
سچا مومن کبھی لعنت کرنے والا نہیں ہوتا۔ (مشکوٰۃ بروایت مسلم ص۴۱۲)

۳۔ ابو درداء رض سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا جب کوئی آدمی لعنت
کرتا ہے تو لعنت آسمانوں کو اٹھتی ہے مگر اس کے لیے آسمان کے دروازے
بند کر دیے جاتے ہیں وہ زمین کی طرف اترتی ہے زمین بھی اسے قبول
نہیں کرتی۔ وہ دائیں بائیں آتی جاتی ہے جب کوئی راہ نہیں پاتی تو جس
شخص کی طرف بھیجی جاتی اس کے پاس جاتی ہے اگر وہ اس کا اہل ہو تو
بہتر ورنہ لعنت کرنے والے پر واپس آکر پڑتی ہے۔
(مشکوٰۃ بروایت ابی داؤد ص۴۱۳)

معلوم ہوا مرزا صاحب تو اس قابل بھی نہیں کہ انہیں ایک اچھا آدمی کہا
جا سکے۔ البتہ اگر انہیں لعنت باز۔ بکواسی منہ پھٹ اور ملعون کہا جائے تو
زیادہ مناسب ہے۔ نبی یا مسیح موعود ہونا تو دور کی بات ہے۔

مرزا صاحب انگریز کے بندۂ بے دام

مرزا صاحب کی دوسری خصوصیت جو قابل ذکر ہے ان کی انگریز غلامی ہے۔
۱۸۵۷ء میں جب مسلمان اپنی بقا کی جنگ لڑ رہے تھے اور انگریزوں کے مقابلہ
میں اپنی تھوڑی سی پونجی لے کر میدان میں اترے تھے ایسے میں مرزا صاحب کا خاندان
مسلمانوں کی خونریزی میں انگریزوں کے قدم بقدم ساتھ تھا۔ مرزا صاحب خود
لکھتے ہیں۔

میرے والد صاحب کو دیوان حکومت میں کرسی ملی ہوئی تھی۔ وہ انگریز حکومت کے وفادار تھے انہوں نے ۱۸۵۷ء کی بغاوت میں انگریزی حکومت سے پورا تعاون کیا چنانچہ انہوں نے پچاس فوجی اور پچاس گھوڑے اپنی طرف سے حکومت کو دیئے۔ (تحفہ قیصریہ ص ۱۶)

مرزا صاحب نے اپنے ساٹھ سالہ طویل دور حیات کا مقصد وحید لکھتے ہوئے یوں رقمطرازی کی ہے۔

دوسرا امر قابل گذارش یہ ہے کہ میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو قریباً ساٹھ برس کی عمر کو پہنچا ہوں اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں کہ تا مسلمان لوگوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی کی طرف پھیر دوں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے جہاد جیسے غلط خیال کو دور کر دوں۔ ۔ ۔ ۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں پر میری تحریروں کا بہت ہی اثر ہوا اور لاکھوں انسانوں میں تبدیلی ہو گئی۔ (تبلیغ رسالت جلد ۷ ص ۱۰)

ایک جگہ لکھتے ہیں:

"مجھ سے انگریزی سرکار کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل و اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلام میں اس مضمون کے شائع کروائے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے لہٰذا ہر ایک مسلمان کا فرض ہونا چاہیئے کہ وہ اس گورنمنٹ کی سچے دل سے اطاعت کرے۔" (ستارہ قیصرہ ص ۳)

مرزا صاحب کی کتب ازالۃ الاوہام ستارہ قیصرہ۔ خطبہ الہامیہ۔ مکتوبات احمدیہ وغیرہ۔ ایسی ہی عبارات سے بھری پڑی ہیں اس سے اندازہ کیا جا سکتا

ہے کہ مرزا صاحب انگریز کے خود کاشتہ پودہ تھے اور انگریز نے اپنی حکومت کو ہند اور دیگر بلاد اسلامیہ پر دائماً قائم رکھنے کے لیے مسلمانوں کے اندر انکار ختم نبوت کا یہ فتنہ پیدا کیا تھا۔ مگر انگریز اور اس کے وفاداروں کے اندازے غلط ثابت ہوئے اور انہیں ہند سے نکلنا پڑا نہ صرف یہ بلکہ برطانیہ کا سورج تمام دنیا سے غروب ہو کر یورپ کے ایک چھوٹے سے خطے میں چھپ کر رہ گیا۔

مرزا صاحب کی موت

مولوی ثناء اللہ امرتسری اپنے اخبار اہل حدیث میں ہمیشہ مرزا صاحب کی تردید کرتے رہتے تھے جس سے اس کا ناطقہ بند ہو کر رہ گیا تھا۔ تو اس نے اپنی موت سے کچھ ماہ پہلے اپنی خفت مٹانے کے لیے ایک اعلان جاری کیا جس کی عبارت یہ تھی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مولوی ثناء اللہ کے نام

میں تم سے بہت اذیت پا چکا ہوں۔ مگر میں نے صبر سے کام لیا لیکن اب میں باذن الٰہی یہ اعلان کرنے پر مجبور ہوا ہوں کہ اگر میں تمہارے کہنے کے مطابق کذاب اور مفتری ہوں تو میں تمہاری زندگی میں ہی مر جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ کذاب کی عمر طویل نہیں ہوتی وہ اپنے سخت ترین دشمنوں کی زندگی میں ذلت و رسوائی سے مر جاتا ہے اور اس کا مر جانا ہی لوگوں کے لیے سود مند ہوتا ہے تاکہ وہ انہیں گمراہ نہ کر سکے۔

تو اگر میں کذاب اور مفتری نہیں بلکہ اللہ سے مخاطبت اور مکالمت سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو پھر میں اعلان کرتا ہوں کہ اگر تم میری زندگی

ہیں اللہ کے عذاب سے مثلاً طاعون یا کالرا (ہیضہ) سے نہ مرو تو میں اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا نہ ہوں گا۔

میں یہ اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے فیصلہ مانگا ہے۔

میں دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ! اے میرے مولیٰ بصیر و قدیر اور علیم و خبیر! اگر میں تیرے نزدیک کاذب اور مفسد ہوں اور دن رات تجھ پر جھوٹ گھڑتا رہتا ہوں تو مجھے مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مار دے۔ اور میری موت سے اسے اور اس کی جماعت کو خوش کر دے۔ اور اے اللہ اگر میں سچا ہوں اور ثناء اللہ باطل پر ہے تو اسے میری زندگی میں کسی مہلک مرض مثلاً طاعون یا کالرا سے مار دے آمین

اعلان مرزا صاحب منشور مورخہ ۱۵ر اپریل ۱۹۰۷ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۰ مؤلفہ قاسم علی قادیانی

تو اللہ نے مرزا صاحب کی دعا کو سُن لیا۔ اور خلق خدا کو ان سے نجات دے دی چنانچہ مرزا صاحب کا بیٹا اور خلیفہ سوم مرزا بشیر احمد اپنی کتاب سیرت المہدی میں مرزا صاحب کی وفات کے متعلق لکھتا ہے۔

مجھے میری والدہ نے تبلایا کہ آپ کو رات کھانے کے بعد بیت الخلاء کی حاجت ہوئی پھر وہ تھوڑی دیر سو گئے انہیں پھر وہی حاجت ہوئی اور وہ مجھے تبلائے بغیر دو تین مرتبہ بیت الخلاء گئے۔ پھر انہوں نے مجھے بیدار کیا تو میں نے دیکھا وہ ضعف کی وجہ سے اپنی چارپائی تک بھی نہ جا سکتے تھے اس لیے وہ میری چارپائی پر بیٹھ گئے میں انہیں دبانے لگی۔ تھوڑی دیر بعد انہیں پھر حاجت ہوئی لیکن اب کی بار وہ بیت الخلاء نہ جا سکے اور چارپائی کے پاس ہی انہیں حاجت قضا ہو گئی پھر انہیں قے آئی اور قے سے فارغ ہو کر چارپائی پر نڈھال ہو کر لیٹنے لگے تو اس کا سر پائے سے ٹکرا گیا اور حالت بدل گئی (اور جان نکل گئی) (سیرت المہدی صفحہ ۱۰۹)

سیرت المہدی کے مطابق مرزا صاحب کی موت ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء دن ساڑھے دس بجے ہوئی۔ اسی طرح حیات ناصر میں بھی لکھا ہے جب کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے مرزا صاحب کی موت سے پورے چالیس برس بعد ۱۵ر مارچ ۱۹۴۸ء میں اسّی برس کی عمر پا کر وفات پائی۔

تو جس مہلک مرض کی دعا وہ ثناء اللہ صاحب کے لیے کرتے رہے وہی مہلک مرض ہیضہ ان کے لیے جانلیوا ثابت ہوا۔ فانظروا کیف کان عاقبة المکذبین۔

مصنف اور اُن کے والدِ گرامی علیہ الرحمہ کی تصانیف

ناشر: مکتبہ برھان القرآن
مرکز الاویس دا تا دربار مارکیٹ لاہور
0321-4298570